U5276 P- 23-1202

Title - QAUL FAISAL.

Creator - Abul Kalaam Azad.

Publisher - Khalid Book Dipo (Lahore).

Date - 1966.

Pages - 157.

Subjects - Azad, Abul Kalaam - Sawaneh;
Tarkeeb Azadi Hind - Azad,
Abul Kalaam

اِنَّہٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا ھُوَ بِالْھَزْلِ

رسالہ
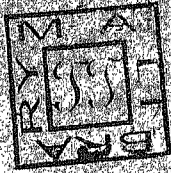
قول فیصل

یعنی

مولانا ابو الکلام مدظلہ کا بیان جو انہون نے گورنمنٹ کے استغاثہ کے جواب مین تحریر کیا

اور جو

خلافت و سوارج کے اسباب و مقاصد اور ملک کے قومی و مذہبی فرائض پر سب سے بہتر اور مستند بیان ہے

مع روداد گرفتاری و مقدمہ

م کسی حال مین بھی جائز نہین رکھتا کہ مسلمان آزادی کھو کر زندگی بسر کرین۔ انھین مرجانا چاہیئے یا آزاد رہنا چاہیئے۔ تیسری راہ اسلام مین کوئی نہین"

"یہ تاریخ کا ایک دلچسپ اور عبرت انگیز باب ہے جس کی ترتیب مین ہم دونون یکسان طور پر مشغول ہین تمھارے
مین مجسٹریٹ کی کرسی آئی ہے، اور ہمارے حصے مین یہ مجرمون کا کٹہرا۔ مین تسلیم کرتا ہون کہ اس کام کی تکمیل کیلئے
رسی بھی اتنی ہی ضروری ہے جسقدر یہ کٹہرا۔ آؤ، اس یادگار اور افسانہ بننے والے کام کو جلد ختم کردین۔ مورّخ
ے انتظار مین ہے، اور مستقبل کب سے ہماری راہ تک رہا ہے۔ ہمین جلد جلد یہان آنے دو، اور تم بھی جلد جلد فیصلہ
تے رہو۔ ابھی کچھ دنون تک یہ کام جاری رہے گا۔ یہانتک کہ ایک دوسری عدالت کا دروازہ کھل جاے۔ یہ
کے قانون کی عدالت ہے۔ وقت ... ہے۔ وہ فیصلہ لکھے گا، اور اسی کا فیصلہ آخری فیصلہ ہوگا!"

البلاغ پریس کلکتہ

ضـــروري

مطـــالعـــه سے پہلے

—*[*]*—

چند مقامات میں چھاپے کي معمولي غلطیاں رهگئي هیں - ...
پہلے آنہیں درست کرلیجیے - پہر پڑھیے - آپکو تهوڑي سي زحمت ضر...
لیکن مطالعه کے رقت اِشتباه اور تردد سے بهي محفوظ هوجائینگے :

صفحه	سطر	غلط	
۱۴	۱۲	کرنمیل لا	کر
۳۳	۱۴	راضع	را
۳۶	۲۰	خراهش کو	خو
۳۹	۱۳	کوئی لہہن غلطي	کوئي غا
۴۴	۱۲	لیکن	
۴۷	۱۹	راضع	
۴۷	۲۰	ہم	
۴	۲۷	راضع	
۴۹	۵	" اصطلاحات "	" ام
۴۹	۹	ایسي هي ہے	ایسي هي
۵۲	۲۳	جبر تشدد کے ذریعه	جبر
۵۵	۱۹	نه کرنا	
۶۶	۱۸	Massini	ni

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بہ بدمستی سزد گر متہم سازد مرا ساقی
ہنوز از بادۂ پارینہ ام پیمانہ بو دارد! (۱)

بنگال کے ایک مشہور ھندو جرنلسٹ اور پولیٹکل رھنما نے رُوئداد کے انگریزی ایڈیشن کیلیے جو تحریر بطور دیباچہ کے لکھی ھے، اُسی کا ترجمہ یہاں بطور اُردو دیباچہ کے درج کیا جاتا ھے - وہ لکھتے ھیں :

مولانا ابو الکلام کی گرفتاری اور مقدمہ کی یہ مختصر روئداد ھے، جو ملک کے اصرار و طلب سے سرسری طور پر مرتب کرکے شائع کی جاتی ھے - مقدمہ کی روئداد زیادہ تر مقامی اخبارات کی رپورٹوں اور ایسوشیئیٹڈ پریس کے تاروں سے نقل کی گئی ھے - بہت سے تفصیلات بخوف طوالت نظر انداز کردی گئیں - اثناء مقدمہ میں عدالت سے باھر جو واقعات ظہور میں آے اور جن میں سے اکثر ایسے ھیں جو مولانا کی گرفتاری سے بہت قریبی تعلق رکھتے تھے، اُنکا بھی کچھہ ذکر نہیں کیا گیا ؛ کیونکہ روئداد مقدمہ کے موضوع سے وہ خارج تھے -

(فہرست مضامین)

اس مجموعہ میں، سب سے پہلے وہ " پیغـــام " درج ھے جو گرفتاری سے دو دن پہلے مولانا نے لکھکر اپنے کاغذات میں رکھدیا تھا اور گرفتاری کے بعد شائع ھوا - اُسکے بعد گرفتاری کی مختصر کیفیت درج ھے - پھر تاریخ وار تمام پیشیوں کی روئداد دی گئی ھے - اسکے بعد مولانا کا بیان ھے، جو اُنھوں نے عدالت کیلیے لکھا -

---

(۱) مولانا نے اپنے بیان کا عنوان اسی شعر کو رکھا ھے، جیسا کہ اُنکے مسودہ میں ھے - لیکن چونکہ بیان اسلیے لکھا گیا تھا کہ اُسکا انگریزی ترجمہ عدالت میں داخل کیا جاے، اسلیے ترجمہ کے وقت نکال دیا گیا -

فی الحقیقت اصل مقصود اس رسالہ کی ترتیب سے اُسي کي اشاعت ہے -
آخر میں بطور ضمیمہ کے مولانا کا وہ مضمون بھي شامل کردیا ہے ' جو کلکتہ
پہنچکر اُنھوں نے " پیغام " میں شائع کیا تھا ' اور جسمیں گورنمنٹ کے تازہ
جبر و تشدد کے جواب میں ایک نئي مدافعانہ حرکت کي اپیل کي گئي
تھی - ملک نے اس اپیل کا جس جوش و مستعدي کے ساتھہ جواب
دیا ' اور خصوصا بنگال میں جیسي یادگار اور غیر مسخر دفاعي پیش قدمي شروع
ہوئي ' وہ موجودہ تحریک کي تاریخ کا سب سے زیادہ شاندار اور پر فخر کارنامہ ہے -
اگر بدقسمتي سے اس فتح مندي کے تمام ثمرات یکایک ضائع نہ کردیے جاتے تو
فی الحقیقت ملک نے میدان کا پہلا مرحلہ جیت لیا تھا ' اور قریب تھا کہ ایک
نیا کامیاب دور شروع ہو جاے - چونکہ مولانا کي گرفتاري ہي سے اس نئي حرکت
کا سلسلہ شروع ہوا ' اسلیے ضروري معلوم ہوا کہ یہ مضمون بھي روئداد میں
شامل کردیا جاے - پہلي دسمبر سنہ ۲۱ - سے ۱۱ - فروري تک ملک نے جو
فتح مند دفاع کیا ہے ' وہ گویا اِسي دعوت کا عملي جواب تھا -

(مولانا کي گرفتاري اور اُسکي نوعیت)

ملک کے مسلمہ لیڈروں میں سب سے آخري گرفتاري مولانا اور مسٹر
سي - آر - داس کي ہوئي - مسٹر داس کي گرفتاري بنگال کے مقامي حالات کا
نتیجہ تھي - لیکن مولانا کا معاملہ اُنسے بالکل مختلف تھا - اگر ۱۷ - نومبر کے بعد
کے حالات پیش نہ آتے ' جب بھي اُنکي گرفتاري اٹل تھي ' اور ہر صبح و شام
متوقع تھي - گذشتہ ایک سال کے اندر شاید ہي کسي نے اسقدر صاف صاف اور
بے پردہ چیلنج گورنمنٹ کو دیا ہوگا ' جیسا کہ مولانا نے دیا - مسئلۂ خلافت اور
سواراج سے قطع نظر ' خاص طور پر بھي وہ برابر گورنمنٹ کو اپني گرفتاري کیلیے
دعوت دیتے رہے ' اور اُنکا طرز عمل ہمیشہ آن کمپرو مائزنگ رہا -

(گرفتاري کیلیے مسلسل دعوت)

مارچ سنہ ۲۱ - میں مہاتما گاندھي کے ہمراہ مولانا نے پنجاب کا تیسرا دورہ
کیا - اُسوقت ضلع لاہور اور امرتسر میں سڈیشن میٹنگس ایکٹ نافذ تھا - یعنی
نہ تو کوئي پبلک جلسہ ہوسکتا تھا - نہ کوئي پبلک تقریر کي جاسکتي تھي -
اسي لیے مہاتما جي نے بھي گجرا نوالا جاکر تقریر کي - لاہور اور امرتسر
میں کوئي تقریر نہیں کي - کیونکہ اُسوقت تک قانوني خلاف ورزي کي اجازت

نہیں دی گئی تھی - لیکن مولانا نے صاف صاف کہدیا کہ اگرچہ اسوقت اس قانون کی خلاف ورزی کرنے کا عام طور پر حکم نہیں دیا گیا ہے ' لیکن میرے لیے افضلیت (عزیمت) اِسی میں ہے کہ خلاف ورزی کروں ' اور سچائی کے اعلان سے باز نہ رہوں - جب میں افضل بات پر عمل کرسکتا ہوں تو کم مرتبہ طریقہ کے دامن میں کیوں پناہ لوں ؟ (۱) چنانچہ انہوں نے اعلان کردیا کہ جمعہ کے دن شاہی مسجد میں بیان کرینگے - بعض وزراء حکومت پنجاب نے مہاتما جی سے شکایت کی کہ مولانا کا طرز عمل آپ کے خلاف ہے - لیکن مہاتما جی نے کہا - بلا شبہ میں عام طور پر سول نس اوبیڈین کی اجازت کا مخالف ہوں' لیکن ایسے ذمہ دار افراد کیلیے جیسے کہ مولانا ہیں' ہر وقت اُسکا دروازہ کھلا ہے - چنانچہ جمعہ کے دن اُنہوں نے پہلے جمعہ کا خطبہ دیا - اُس کا موضوع بھی وقت ہی کے مسائل تھے - پھر نماز کے بعد صحن مسجد میں ترک موالات پر ایسی دل ہلا دینے والی تقریر کی جو ہمیشہ اہل لاہور کو یاد رہیگی - لاہور کے نیم سرکاری اینگلو انڈین آرگن " سول اینڈ ملیٹری " نے اس پر لکھا تھا کہ اس کارروائی کے ذریعہ علانیہ اہل پنجاب کو قانون شکنی کی دعوت دی گئی ہے - مسٹر گاندھی اپنے رفیق کو اس سے باز رکھنا ضروری نہیں سمجھتے - اگر گورنمنٹ پنجاب نے اس پر فوری کارروائی نہیں کی تو پنجاب کے نوان کو اپریٹرز کی جرأتیں بہت بڑھجائینگی - یہ بھی لکھا تھا کہ مارشل لا کے حکام نے شاہی مسجد کو اسی مجبوری سے بند کردیا تھا - اب سول حکام کو بھی اس پر غور کرنا چاہیے - اس نوٹ کی سرخی " صحن مسجد میں باغیانہ لکچر " تھا -

ایک ہفتہ کے بعد وہ امرتسر آے - یہاں بھی تقریر ممنوع تھی - لیکن جامع مسجد میں انہوں نے خطبہ دیا - اور نماز کے بعد مکرر تقریر کی - اُسی وقت

---

(۱) مولانا نے اس موقعہ پر اسلام کی دو اصطلاحیں بولی ہونگی " رخصت " اور " عزیمت " - ہر نیک عمل میں ایک طریقہ رخصت کا ہوتا ہے ' اور ایک عزیمت کا - اہل عزائم ہمیشہ عزیمت پر عمل کرتے ہیں اور رخصت کی آسانیوں کو عامۃ الناس کیلیے چھوڑ دیتے ہیں - یہی بات مولانا نے مضمون نگار سے بھی دہرائی ہوگی اور اسکا مطلب سمجھایا ہوگا - انہوں نے اسی کو اپنے لفظوں میں بیان کیا ہے - رخصت اور عزیمۃ دعوۃ کا فرق مولانا نے " تذکرہ " میں خوب واضح کیا ہے -

وہ میل ٹرین سے لکھنؤ جارہے تھے - اسلیے دس پندرہ منٹ سے زائد نہ بول سکے - تاھم انہوں نے صرف اسلیے تقریر کي تھي کہ گورنمنٹ پنجاب کو یہ کہنے کا موقعہ باقي نہ رہے کہ جمعہ کا خطبہ معمولي تقریر نہیں ھے' جس کے ارتکاب سے سرکاري آرڈر کي خلاف ورزي ھوئي ھو - پس عام بول چال کے مطابق جس تقریر کو پولیٹکل تقریر کہہ سکتے ھیں' وہ بھي انہوں نے نماز کے بعد کردي اور گورنمنٹ کیلیے کسي حیلے حوالے کي گنجائش باقي نہ چھوڑي !

مگر گورنمنٹ پنجاب نے بالکل تغافل کیا - گرفتار کرنے کي جرأت نہ کرسکي - مولانا نے یہ واقعہ خود مجھسے بیان کیا تھا -

اُسکے بعد کرانچي خلافت کانفرنس کے رزولیوشن کی بنا پر علي برادرز اور دیگر اصحاب کي گرفتاري عمل میں آئي - اُس موقعہ پر تو مولانا نے اپني گرفتاري کیلیے یکے بعد دیگر ایسے شجاعانہ بلاوے دیے' کہ شاید ھي کوئي نظیر اسکي ملسکے - علي برادران ۱۴ - اگست کو گرفتار کیے گئے' لیکن کلکتہ میں ۱۸ - کي صبح کو خبر پہنچي - اُنہوں نے اُسي وقت ھالیڈے پارک میں جلسہ کے انعقاد کا اشتہار دیا' اور شام کو بیس ھزار سے زیادہ کے مجمع میں تقریر کي - انہوں نے کہا تھا :

" جس رزولیوشن کي بنا پر علي برادران گرفتار کیے گئے ھیں' وہ اسلام کا ایک مانا ھوا اور مشہور معروف مسئلہ ھے اور ھر مسلمان کا فرض ھے کہ اُسکا اعلان کرے - وہ رزولیوشن در اصل میرا ھي طیار کیا ھوا ھے اور میري ھي صدارت میں سب سے پہلے اسي کلکتہ کے ٹون ھال میں منظور ھوا ھے - میں اُس سے بھي زیادہ تفصیل اور صفائي کے ساتھہ اسوقت اُسکے مضمون کا اعلان کرتا ھوں - یہ سي - آئي ڈي کے رپورٹر بیٹھے ھیں اور میں اُنہیں کہتا ھوں کہ حرف بحرف قلمبند کرلیں - اگر یہ جرم ھے تو گورنمنٹ کو یاد رکھنا چاھیے کہ اسکا ارتکاب ھمیشہ جاري رھیگا "

اسکے بعد دھلي میں مرکزي جمعیۃ العلماء اور خلافت کمیٹي کا جلسہ ھوا - ان دونوں جلسوں میں بھي اُنھوں نے کرانچي رزولیوشن کو زیادہ صاف اور واضح لفظوں میں پیش کیا - نیز ایک تجویز اس مضمون کي بھي پیش کی کہ "چونکہ گورنمنٹ نے اس اسلامي حکم کي تبلیغ کو جرم قرار دیا ھے' اسلیے ھر مسلمان کا فرض ھے کہ اب اسکے اعلان میں اپني جان لڑا دے' اور ھر مقام پر اس غرض سے جلسے منعقد کیے جائیں - "

چنانچه تمام ملک میں جلسوں کے انعقاد اور کرانچی رزولیوشن کی تصدیق کا سلسله شروع هوگیا - اورگورنمنت حیران و درمانده هوکر رهگئی !

پهر کرانچی ' بمبئی ' آگره ' لاهور وغیره مقامات میں بهی وه برابر اس کا اعلان کرتے رهے - بمبئی ' آگره ' اور لاهور کی کانفرنسوں کے صدر بهی وهی تهے - آگره کی پراونشیل خلافت کانفرنس میں کرانچی رزولیوشن پیش کرتے هوے انهوں نے جس طرح گورنمنت کو چیلنج دیا ' اُسے سنکر بڑے بڑے با همت اشخاص بهی دم بخود هوگئے تهے اور فیصله کردیا تها که صبح سے پہلے هی وه گرفتارکرلیے جائینگے!

علی برادرز کی گرفتاری کے بعد مہاتما گاندهی جی نے هندو مسلمان لیڈروں کو بمبئی میں جمع کرکے ایک میںنوفسٹو شائع کیا تها - اس میں کرانچی رزولیوشن کی اس بنا پر تائید کی تهی که موجوده حالت میں سرکار کی سول اور فوجی ملازمت کو ملکی غیرت کے خلاف کہنا کوئی جرم نہیں هے ' اور ایسا کہنا ایک جائز فعل هے - اسپر اخبار ٹائمز آف انڈیا نے لکھا تها که گورنمنت اس میںنوفسٹو پر دستخط کرنے والوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریگی - کیونکه صرف اس خیال کو زبان سے ظاهر کردینا یا شائع کرنا جرم نہیں هے - بلکه عملاً سپاهیوں کو ورغلانا - اور اُنکو ترک ملازمت کی دعوت دینا جرم اور سازش هے - کرانچی کا مقدمه عملی اقدام کی بنا پر کیا گیا هے - مجرد رزولیوشن پاس کردینے کی بنا پر نہیں هے -

یه بات بہت سے کمزور دلوں کیلیے ایک حیله بن گئی - وه کرانچی رزولیوشن کا اعلان کرتے ' مگر " ایسا کرونگا " اور " ایسا هونا چاهیے" وغیره الفاظ کے ساتهه بولتے - بالفعل عمل کرنے پر زور نه دیتے' نه اپنے عمل کرنے کا اظهار کرتے - لیکن مولانا نے یه تسمه بهی لگا نه رکها - انهوں نے بمبئی' آگره ' لاهور وغیره کی تقریروں اور اپنے تحریری اعلانات میں صاف صاف کہدیا که یه صرف میرا اعتقاد یا زبانی اعلان هی نہیں هے' اور نه لیڈروں کے میںنوفسٹو کی طرح صرف اس بات کے جواز کا مدعی هوں - بلکه دو سال سے اس پر عمل بهی کر رها هوں - آئنده بهی کرونگا اور هر شخص سے کہتا هوں که وه بهی ایسا هی کرے - میں پوری جد وجہد کرونگا که هر سپاهی تک اس پیغام حق کو پہنچا دوں -

بمبئی کی اُس میٹنگ میں میں بهی شریک تها - مولانا نے میٹنگ میں بهی اپنی یه راے ظاهر کردی تهی که میںنوفسٹو کا مضمون ناکافی هے اور صرف ایسا کہنے کے " جواز " کا اظهار کرنا حصول مقصد کیلیے سودمند نہیں - اُنهوں نے یه بهی کہا تها که میں نے عملاً ایسا کیا هے اور همیشه کرتا رهونگا -

ابتدا میں گورنمنٹ نے علي برادران اور انکے ساتھیوں کے بر خلاف صرف کرانچي رزو لیوشن کا الزام لگایا تھا - لیکن جب مولانا نے بار بار اعلان کیا کہ کرانچي رزو لیوشن خلافت اور جمعیت العلماء کي گذشتہ تجویزوں کا صرف اعادہ ھے - ورنہ سب سے پہلے خود انہوں نے ۲۹ - فروري سنہ ۲۰ - کو خلافت کانفرنس کلکتہ میں اسکا اعلان کیا ھے' تو پھر گورنمنٹ بھي چونکي' اور جونہي مقدمہ سشن کورٹ میں شروع ھوا' سرکاري وکیل نے دعوے میں ترمیم کرکے کلکتہ کانفرنس کا رزو لیوشن بھي شامل کردیا - اسپر مولانا نے ایک برقي بیان فوراً تمام اخبارات میں شائع کرایا تھا - جسکي بے باک شجاعانہ اسپرٹ نہایت ھي عجیب و غریب تھي اور ھمیشہ ھندوستان کي تاریخ میں یادگار رھیگي - اس میں انہوں نے لکھا تھا کہ صرف اتني ھي ترمیم سے سرکاري دعوا مکمل نہیں ھوسکتا - اور مرحلے بھي ابھي باقي ھیں :

" سب سے پہلے کلکتہ خلافت کانفرنس کیلیے یہ رزو لیوشن میں نے طیار کیا - خود اپني قلم سے لکھا' اور میري ھي صدارت میں منظور ھوا - اسکے بعد دھلي میں جمعیۃ العلماء کا جلسہ ھوا اور میں نے اس رزو لیوشن پر بصورت فتوی کے دستخط کیا - پھر بریلي میں جمعیۃ کا جلسہ ھوا - اس کا بھي میں ھي صدر تھا' اور صدارت کي طرف سے اس رزو لیوشن کو پیش کرکے منظور کرایا تھا - علاوہ بریں رسالۂ خلافت میں ایک خاص باب اس موضوع پر لکھہ چکا ھوں' اور اسکي بے شمار کاپیاں تقسیم ھوچکي ھیں - پھر کلکتہ' دھلي' کرانچي' بمبئي وغیرہ میں بھي میں نے ایسا ھي بیان کیا ھے - میں اس کا بھي اقرار کرتا ھوں کہ یہ صرف میرا زباني اظہار ھی نہ تھا بلکہ میں نے اس پر عمل بھي کیا ھے اور ھمیشہ لوگوں کو کہتا رھا ھوں کہ اسکي تبلیغ کرتے رھیں - اگر یہ " سازش " اور " اغوا " ھے تو مجھے اسکے ارتکاب کا ھزار مرتبہ اقرار ھے - گورنمنٹ کو چاھیے تھا کہ علي برادر سے پہلے (جنہوں نے صرف نقل و اعادہ کیا ھے) مجھپر مقدمہ چلاتي "

۳۰ - ستمبر سنہ ۲۱ - کو یہ بیان ملک کے تمام انگریزي اور ورنی کلر اخبارات میں شائع ھوگیا' مگر گورنمنٹ کي جانب سے بالکل اغماض کیا گیا اور کوئي کارروائي اُنکے بر خلاف نہ کي گئي - یہ امر واقعہ ھے کہ تمام ملک کو اسپر سخت تعجب اور حیراني ھوئي تھي - جیسا کہ اُنہوں نے اپنے " بیان " کي دفعہ ۲ - میں اشارہ کیا ھے -

یہ واقعہ علاوہ اُن بے شمار تقریروں اور کارروائیوں کے ھے' جن میں وہ برابر بلا کسي ادنی تزلزل کے یکساں قول و فعل کے ساتھہ مشغول رھے -

Certainly

پس اِن حالات میں اگر اسقدر توقف اور پس و پیش کے بعد گورنمنٹ نے اُنہیں گرفتار کیا ' تو جیسا کہ خود اُنھوں نے کہا ھے ' فی الحقیقت یہ کوئی خلاف توقع بات نہیں ھے ' اور اُنکی طرح ھمیں بھی اسپر کوئی اعتراض نہیں کرنا چاھیے -

(آخري دفاعي معــرکه)

ایسا معلوم ھوتا ھے کہ خدا کي حکمت اُنکي گرفتاري سے بروقت ایک خاص کام لینا چاھتي تھي - اسیلیے تعجب انگیز طور پر اُنکي گرفتاري برابر ملتوي ھوتي رھي - اور پھر ٹھیک اُسي وقت ھوئي ' جبکہ تحریک کي نئي زندگي کیلیے اُسکي ضرورت تھي - اگریہي واقعہ دسمبر سے پہلے ظہور میں آ جاتا ' تو وہ نتائج کیونکر حاصل ھوتے جو دسمبر کے بعد کے حالات ھي میں وجود پذیر ھوسکتے تھے ؟

۱۷ - نومبر کے بعد اچانک قومي تحریک جن حالات میں گھرگئي تھي ' اُسکا صرف اُنھي لوگوں کو اندازہ ھے جو تحریک کے اندروني نظم و نسق میں دخل رکھتے ھیں - یہ وہ موقعہ تھا کہ ملک نہایت بے چیني کے ساتھہ کسي نئے اِقدام کا انتظار کر رھا تھا - سال کے اختتام میں (جو نوان کوا پریشن پروگرام کے نفاذ کي مجوزہ مدت تھي) صرف دو ماہ باقي رھگئے تھے ' اور ساري اُمیدوں کا مرکز مہاتما گاندھي جي کا یہ اعلان تھا کہ پہلي دسمبر سے وہ بردولي تعلقہ میں اجتماعي سول ڈس اوبیڈین شروع کردینگے - لیکن یکایک بمبئي میں پرنس آف ویلز کے ورود کے موقعہ پر شورش نمودار ھوئی ' اور اُس سے مہاتما گاندھی جی کے ذکي الحس قلب پر ایسا شدید اثر پڑا کہ اُنھوں نے نہ صرف بردولي کا کام ملتوي کردیا ' بلکہ پے درپے تین بیانات شائع کرکے اعلان کردیا کہ موجودہ حالات میں تحریک کی ناکامیابی کا ھمیں اعتراف کرلینا چاھیے !

اس اعلان نے تمام ملک میں افسردگی اور مایوسی کی ایک عام لہر دوڑا دي - قریب تھا کہ لوگوں کے دل بالکل ھی بیٹھہ جائیں - چنانچہ ۲۲ - نومبر کو جب کانگرس کي ورکنگ کمیٹی کا جلسہ ھوا تو تمام ممبروں پر یاس و حسرت چھائی ھوئی تھی اور کچھہ نظر نہیں آتا تھا کہ تحریک کو زندہ رکھنے کیلیے کونسا فوري عمل اختیار کیا جاے ؟ مولانا اور مسٹر داس نے خود مجھسے واپسي کے بعد کہا تھا : " ھم بالکل تاریکي میں گھرگئے تھے " لیکن خدا کي رحمت نے فوراً چارہ سازي کی ، جبکہ ۲۲ - نومبر کو بمبئي میں لوگ راہ عمل سونچ رھے تھے ' تو ٹھیک اُسی وقت گورنمنٹ کے نئے جبر و تشدد سے کلکتہ میں ایک نیا دروازۂ عمل کھل چکا تھا -

جونہی گورنمنٹ بنگال نے رضا کاروں کی جماعت اور مجالس کو خلاف قانون قرار دیا ' فوراً اهل کلکته نے ایک هزار دستخطوں سے نئی جماعت رضا کاراں کا اعلان شائع کردیا - اسکے بعد مسٹر سي - آر - داس اور مولانا کلکته پہنچے ' اور اُنہوں نے معلوم کرلیا که فتح مندي کا اصلی میدان بنگال هی میں گرم هوگا - اُنہوں نے آل انڈیا کانگرس کمیٹی یا ورکینگ کمیٹی ' یا مہاتما گاندھي کی اجازت کے انتظار میں وقت ضائع نہیں کیا ' بلکه فوراً رضاکاروں کي تنظیم اور تبلیغ کا سلسله شروع کردیا - روزانه چار چار پانچ پانچ سو گرفتاریوں کي تعداد پہنچ گئي - بنگال کي پیش قدمي نے دوسرے صوبوں پر بھي اثر ڈالا - نئي حرکت هر طرف شروع هوگئي ' اور اچانک ملک میں ایک ایسي نئي زندگي پیدا هوگئي که لوگوں کو پچھلي افسردگي و مایوسی کا ایک گزرے هوے خواب جتنا بھی خیال باقي نه رها -

خود مولانا کو بھي اس حقیقت کا پورا یقین تھا جیسا که اُنکے " پیغام " مورخه ۸ - ڈسمبر سے واضح هوتا هے - علاوہ بریں ۴ - سے ۸ - تک اُنہوں نے جو خطوط لوگوں کو لکھے ' اُن میں بھي صاف صاف اپنا ارادہ اور یقین ظاهر کردیا هے - ایک خط کي نقل همیں اُنکے سکریٹري سے ملي هے ' جو مولانا کفایت الله صاحب صدر جمعیۃ العلماء دهلي کے نام اُنہوں نے لکھوایا تھا - اُس میں لکھتے هیں :

" بدایوں کے جلسه (جمعیت) میں شرکت کا قطعي ارادہ تھا - لیکن یہاں پہنچکر جو حالات دیکھے ' اور جو حالات روز بروز ظہور پذیر هو رهے هیں ' اُن کے بعد بہت مشکل هوگیا هے که میں کلکته سے نکل سکوں - کلکته سے نکلنے کے یه معني هونگے که میں ایک بہترین مہلت عمل دیدہ و دانسته ضائع کردوں - مجھے تو ایسا نظر آتا هے که شاید سول ڈس اوبیڈین کا عقدہ یہیں حل هوگا - روز بروز ایک نئي شاهراہ کامیابي کي میرے سامنے کھلتي جاتي هے - یقین کیجیے که بدایوں کے جلسه میں عدم شرکت کا مجھے بھي نہایت افسوس هے - لیکن میں محسوس کرتا هوں که بحالت موجودہ کلکته سے نکلنا کم از معصیت نہوگا "

واقعات ما بعد نے ثابت کردیا که اُنکا خیال کسقدر صحیح تھا ؟ فی الحقیقت کلکته نے پوري شجاعت کے ساتھه میدان سر کیا اور اسکي کامیابي کے سامنے حریف کو علانیه سرجھکانا پڑا - افسوس هے که بدبختانه عین وقت پر رهنمایان ملک کے قوت فیصله نے غلطی کي ' اور یکے بعد دیگرے ایسي لغزشیں هوگئیں که ۱۸ - سے ۲۳ - ڈسمبر تک جو عظیم الشان فتح هوئي تھي ' وهي اب شکست بنکر همارے سامنے آگئي هے !

(مقدمہ کي چند خصوصيات)

اب هم اُن بعض امور کي طرف ناظرين کو توجہ دلانا چاهتے هيں جنکي وجہ سے يہ سادہ اور مختصر مقدمہ ملک کے بے شمار پوليٹکل مقدمات ميں ايک خاص اهميت رکھتا هے ' اور جن ميں هماري اخلاقي اور پوليٹکل زندگي کيليے نہايت هي قيمتي رهنمائي پوشيدہ هے :

(کامل صادقانہ روش)

سب سے پہلے جو چيز همارے سامنے آتي هے ' وہ مولانا کا مضبوط ' يک سو ' قطعي ' اور هر طرح کي دورنگيوں اور تذبذب آميز باتوں سے محفوظ کيرکٹر هے - يہ اگرچہ اُنکي پبلک لائف کے هر حصے ميں هميشہ نماياں رها هے ' اور نظر بندي کي چار سالہ زندگي ميں اچھي طرح هم اُس کا اندازہ کرچکے هيں ' ليکن عدالت اور باقاعدہ چارہ جوئي کي صورت نظر بندي سے بالکل ايک مختلف صورت هے - پہلے ميں کوئي موقعہ اظہار بريت اور بحث و دلائل کا نہيں هوتا - دوسرے ميں سزا دهي کي بنياد هي بحث و دلائل اور ڈيفنس پر هوتي هے - پس در اصل ايک ليڈر کي روش اور استقامت کي اصلي آزمائش گاہ عدالت هي کا هال هے -

اس حقيقت کو دونوں پہلوؤں سے جانچنا چاهيے - اس لحاظ سے بهي کہ عام طور پر ايک قومي رهنما اور سياسي ليڈر کي روش گرفتاري کے بعد عدالت ميں کيا هوني چاهيے ؟ اور اس لحاظ سے بهي کہ خاص طور پر نون کو اپريشن اُصولوں کے ماتحت ايک سچے نون کو اپريٹر کو عدالت ميں کيا کرنا چاهيے ؟ مولانا کي روش دونوں حيثيتوں سے همارے ليے سبق آموز هے -

سب سے بڑي چيز " قول " اور " عمل " کي مطابقت هے - يعني هم جو کچھہ کہا کرتے هيں ' وقت پڑنے پر ٹهيک ويسا هي بلکہ اُس سے زيادہ کر دکھائيں - مولانا نے اپنے مضبوط طرز عمل سے دکھلا ديا کہ وہ وقت پر اپني کوئي بات اور کوئي دعوي بهي واپس لينا نہيں چاهتے -

ايک ليڈر جب گورنمنٹ کے خلاف طرز عمل اختيار کرتا هے ' اور اظہار حق ميں اپنے آپ کو نڈر اور بے پروا بتلاتا هے ' تو وہ بار بار ظاهر کرتا هے کہ هر طرح کي قربانيوں کيليے طيار هے - اور گورنمنٹ کو چيلنج ديتا هے کہ اُسے جب چاهے گرفتار کرلے - ليکن جب گورنمنٹ خود اُسي کے اختيار کيے هوے اور پسند کيے هوے طريقہ کے

مطابق اُسے گرفتار کرلیتي ھے اور اپنے نقطۂ نظراور قانون کے مطابق مجرم ٹھرا کر سزا دلانا چاھتي ھے ، تو پھر اُس وقت سونا آگ پر تپنے لگتا ھے - اور کھوٹے کھرے کے پہچان کي گھڑي آجاتي ھے - ھم دیکھتے ھیں کہ اُسوقت تین طرح کي طبیعتیں تین طرح کي راھیں اختیار کرتي ھیں :

(۱) کچھہ لوگ جنکے زباني دعوؤں کے اندر کوئي محکم ایمان اور سچائي نہیں ھوتي ، وہ تو فوراً اپنے دعوؤں سے دست بردار ھوجاتے ھیں ، اور اپنے کیے پر پشیماني ظاھر کرکے عجز و نیاز کا سر جھکا دیتے ھیں - یہ سب سے ادنی درجہ ھے -

(۲) کچھہ لوگ جو اس سے بلند درجہ رکھتے ھیں ، اُنکي طبیعت اس درجہ گرجانے کو تو گوارا نہیں کرتي ، لیکن سزا سے بچنے کیلیے وہ بھي بیقرار ھوتے ھیں - اسلیے وہ بھي فوراً اپنا طرز عمل بدلدیتے ھیں ، اور عدالت پر ظاھر کرنے لگتے ھیں کہ جو کچھہ وہ کرتے رھے ، اُسکا مقصد وہ نہیں ھے جو گورنمنٹ نے سمجھا ھے ، بلکہ کچھہ دوسرا ھي ھے - پھر طرح طرح سے اُسکي تاویلیں کرتے ھیں ، اور مخالفت کو موافقت بنانا چاھتے ھیں - کبھي پولیس اور سي - آئي - ڈي کي رپورٹوں کو بالکل جھوٹا کہدیتے ھیں ، کبھي اپنے کہے ھوے اور لکھے ھوے جملوں کو توڑ مروڑ کر کچھہ کا کچھہ بنانا چاھتے ھیں - کبھي گورنمنٹ کا شکوہ کرتے ھیں کہ کیوں خواہ مخواہ بلا قصور اُنھیں گرفتار کرلیا ؟ غرضکہ اپني تمام پچھلي شجاعانہ آمادگیوں کو فراموش کر کے اچانک ایک نیا پوزیشن اختیار کرلیتے ھیں ، اور اگرچہ سزا سے نہ بچ سکیں لیکن سزا سے بچنے کیلیے جسقدر بھي حیلے حوالے کرسکتے ھیں ، اُسمیں کمي نہیں کرتے - پہلي قسم کي طرح اس قسم کے لوگ بھي بعد کو اپنے طرز عمل کي حمایت یا معذرت میں یہ حیلہ اختیار کرتے ھیں کہ لڑائي بھی ایک طرح کا فریب ھے ، ھم نے صرف اپنے بچاؤ کیلیے دشمن سے فریب کھیلا ، ورنہ در اصل ھمارے دل میں وھی ھے جو پہلے تھا - لوگ بھی اسے مان لیتے ھیں -

یہ بات گویا اسقدر مسلم اور پیشتر سے سمجھي بوجھی ھوئي ھے کہ جب کوئی لیڈر عدالت میں ایسا رویہ اختیار کرتا ھے ، تو پبلک ذرا بھی تعجب نہیں کرتی اور سمجھہ لیتی ھے کہ یہ سب کچھہ صرف عدالت کیلیے کیا گیا ھے جہاں ایسا ھی کرنا چاھیے پالیٹکس میں ایسا کرنا ھي پڑتا ھے - گویا پالیٹکس میں جھوٹ ، نفاق ، دورنگي ، ذلت نفس ، اور مکر و فریب کے سوا چارہ نہیں !

(۳) کچھہ لوگ ان دونوں قسموں سے بھي بلند تر هیں - وہ زیادہ باهمت اور نڈر دل رکھتے هیں - اسلیے عدالت کے سامنے بھي اُنکي جرأت و شجاعت اُسي آن بان کے ساتھہ نظر آتي ہے جس طرح پبلک مجمعوں میں نظر آتي تھي - لیکن زیادہ دقت نظر کے ساتھہ جب اُنکے طرز عمل کو دیکھا جاتا ہے ' تو وہ بھي بے لاگ اور یکسو ثابت نہیں هوتا - کیونکہ گو وہ ساري باتیں همت اور بے باکي کي کرتے هیں' لیکن حقیقت اور اصلیت کے اقرار و برداشت سے اُنہیں بھی گریز هوتا ہے - یعنے عدالت کی سزا سے بچنے کیلیے وہ بھی کوئی دقیقہ حیلے حوالوں کا اُٹھا نہیں رکھتے - البتہ اُنکی حیلہ جوئی بہت هی مخفی اور باریک هوتی ہے - پچھلی دو جماعتوں کی طرح کھلی هوئی اور صاف نہیں هوتی - وہ گورنمنٹ کی مخالفت سے انکار تو نہیں کرتے لیکن ساتھہ هی عدالت اور قانون کی آڑ میں پناہ بھی لینا چاهتے هیں - یعنی یہ ظاهر کرتے هیں کہ گو اُنہوں نے یہ سب کچھہ کہا اور کیا ہے ' تاهم اُنہیں سزا نہیں ملنی چاهیے - کیونکہ عدالت اور قانون کی رو سے وہ هر طرح ایک جائز فعل تھا - کسی طرح بھی سزا کا موجب نہیں هوسکتا - ساتھہ هي وہ اس بات کی بھي سخت شکایت کرتے هیں کہ بلا " قصور " اُنہیں گرفتار کیا گیا - نیز عدالت کو باور کرانے کی کوشش کرتے هیں کہ اُنکو سزا کا دینا نہایت " نا انصافی " کی بات هوگی ! یہ طرز عمل اُنکا اُس گورنمنٹ اور گورنمنٹ کی عدالت میں هوتا ہے جسکے ظلم و ستم کا وہ شب و روز رونا رو چکے هیں ' اور جسکے انصاف سے اُنہوں نے همیشہ مایوسی ظاهر کی ہے - نیز جسکی نسبت اُنہیں یقین بھی ہے کہ خواہ کتني هی قانون اور انصاف کے نام پر اپیلیں کی جائیں ' لیکن اُنہیں سزا دیے بغیر نہیں چھوڑا جائیگا !

یہ آخري قسم گویا سب سے بلند اور اعلی سے اعلی جماعت ہے جو هماري پولیٹکل جد و جہد کا دور اسوقت تک پیدا کرسکا ہے - لیکن " قول " اور " فعل " کی مطابقت سے اسکا طرز عمل بھی خالی ہے - اگر فی الواقع وہ اپنے تمام دعوؤں میں سچی تھی ' اور دعوت آزادي و حق پرستي کے نتائج بھگتنے کیلیے طیار تھی ' تو چاهیے تھا کہ اپنی گرفتاري اور سزا یابي کا بلا کسي اعتراض اور شکایت کے استقبال کرتي ' اور صاف صاف کہدیتي کہ فی الواقع اُس نے ایسا هي کام کیا ہے جس پر گورنمنٹ کے نقطۂ خیال کے مطابق سزا ملني چاهیے - اور چونکہ اُس نے خود اپني پسند سے یہ راہ اختیار کي ہے ' اسلیے اُسکے قدرتي نتائج کیلیے

وہ کسي طرح گورنمنٹ کو ملامت بهي نہيں کرتي - گورنمنٹ دنيا کے تمام جانداروں کي طرح يقيناً اپنے مخالفوں کو سزا هي ديگي - پهولوں کا تاج نہيں پہنائيگي - پس جب ايک بات قدرتي طور پر ناگزير هے تو کيوں اس سے گريز کيا جاے ؟ اگر گريز هے تو آزادي و حق طلبي کي راہ ميں قدم رکهنا هي نہيں چاهيے -

ليکن مولانا کا طرز عمل اس اعتبار سے بالکل ايک نئي راہ همارے سامنے کهولتا هے - انہوں نے بتلاديا هے کہ " قول " اور " فعل " کي مطابقت اور سچي اور بے لاگ حقيقت پرستي کے معني کيا هيں ؟ اُنہوں نے اپنے بيان ميں سب سے پہلے اِسي سوال پر توجہ کي هے - اُنہوں نے صاف صاف تسليم کرليا هے کہ وہ بحالت موجودہ گورنمنٹ کے نقطۂ نظر اور قانون سے واقعي " مجرم " هيں ' اور يہ هرگز قابل ملامت وشکايت نہيں هے کہ گورنمنٹ اُنہيں سزا دلانا چاهتي هے - اس سے بهي بڑهکر يہ کہ جب اُنہوں نے استغاثہ کے مواد کو بہت هي کمزور پايا ' تو ايک ايسی جرأت کے ساتهہ جسکي کوئي نظير موجود نہيں ' استغاثہ کا بار ثبوت بهي اپنے ذمے لے ليا ' اور خود اپنے قلم سے وہ تمام باتيں بتفصيل لکهديں جنکا ثبوت استغاثہ کيليے بہت مشکل تها اور اسليے وہ پيش نہ کرسکا تها - اس طرح عدالت پر اچهي طرح واضح هوگيا کہ استغاثہ کے دعوے سے بهي کہيں زيادہ وہ گورنمنٹ کے مجرم هيں - اور يہ بالکل ايک قدرتي بات هے کہ اُنہيں سزا دي جاے -

چنانچہ هم خود اُنهي کي زباني سنتے هيں کہ اُنکا ارادہ بيان دينے کا نہ تها - کيونکہ اُنہيں يقين تها کہ اُنکے خلاف گورنمنٹ کو جو کچهہ کہنا چاهيے وہ سب کچهہ پيش کرديگي - ليکن جب کارروائي شروع هوئي اور اُنہوں نے ديکها کہ صرف دو تقريروں کي بنا پر استغاثہ دائر کيا گيا هے اور وہ اُن بہت سي باتوں سے بالکل خالي هيں' جو هميشہ وہ کہتے رهے هيں - تو اُنہوں نے محسوس کيا کہ " گورنمنٹ ميرے خلاف تمام ضروري مواد مہيا کرنے ميں کامياب نہيں هوئي اسليے ميرا فرض هے کہ ميں عدالت کو اصليت سے با خبر کردوں " وہ تسليم کرتے هيں کہ " قواعد عدالت کي رو سے يہ ميرا فرض نہيں هے " مگر چونکہ " حقيقت کا قانون عدالتی قواعد کي حيلہ جوئيوں کا پابند نہيں هے " اسليے " يقيناً يہ سچائي کے خلاف هوگا کہ ايک بات صرف اسليے پوشيدگي ميں چهوڑ دي جاے کہ مخالف اپنے عجز کي وجہ سے ثابت نہ کرسکا "

اسکے بعد انہوں نے یہ بھي واضح کردیا ہے کہ وہ کیوں " جرم " کا اقرار کرتے ہیں ؟ وہ کہتے ہیں - اسلیے کہ جب ایک قوم اپنے ملک کي آزادي کا مطالبہ کرتي ہے تو اُسکا مقابلہ اُس طاقت سے ہوتا ہے جو عرصہ سے اُسکے ملک پر قابض و متصرف ہے - کوئي انسان یہ پسند نہیں کریگا کہ اسکے قبضہ میں آئي ہوئي چیز واپس چلي جاے - پس قدرتي طور پر یہ مطالبہ قابض طاقت پر شاق گزرتا ہے اور جہانتک اُسکے بس میں ہوتا ہے وہ اپنے فوائد کے تحفظ کیلیے جد و جہد کرتي ہے - یہ جد و جہد کتني ہي خلاف انصاف ہو ' مگر کسي طرح بھي قابل ملامت نہیں ہے - کیونکہ ہر وجود اپني حفاظت کیلیے ضرور ہاتھہ پاؤں ماریگا - ایسا ہي مقابلہ ہندوستان میں بھي شروع ہوگیا ہے - پس یہ ضروري ہے کہ جو لوگ موجودہ بیورو کریسي کے خلاف جد و جہد کر رہے ہیں ' بیورو کریسي بھي اُنکي مخالفت میں جد و جہد کرے ' اور جہانتک اُسکے امکان میں ہے ' اُنکو سزائیں دے - چونکہ وہ نہ صرف جد و جہد کرنے والے ہی ہیں ' بلکہ اس جد و جہد کي دعوت دینے والے ہیں ' اسلیے ضروري ہے کہ اُنہیں سزا دي جاے ' بلکہ زیادہ سے زیادہ سزا دي

چلایا گیا لیکن جب اُن سے پوچھا گیا کہ وہ کوئي بیان دینگے ؟ تو جواب میں اُنہوں نے کہا " چونکہ بیان میں از روے قانون اپني بریت کو لازمي طور پر لکھنا پڑیگا اور یہ نوان کو اپریشن کے خلاف ہے - اسلیے غور کرنے کے بعد اب میري راے یہی ہوگئی ہے کہ کوئی بیان نہیں دینا چاہیے " گویا اُنہوں نے بھی مولانا کے طرز عمل

اُنہوں نے اپنے بیان کے آخر میں اسکا بھي اعتراف کیا ہے کہ آزادي و حق طلبي کي جد و جہد کي مقاومت میں دنیا کي جابر گورنمنٹیں جو کچھہ کر چکي ہیں ' اسکو دیکھتے ہوے تسلیم کرنا چاہیے کہ ہندوستان میں اسوقت جسقدر جبر و تشدد ہو رہا ہے ' وہ بہت ہي کم ہے !

کیسي بے لاگ اور خالص صداقت شعاري ہے ' جو اس بیان سے ٹپک رہي ہے ؟ کیا اس سے بھي بڑھکر راست بازي اور شجاعت و استقامت کي کوئي مثال ہوسکتي ہے ؟

لوگوں کو شیوۂ حق گوئي کے اس نئے نمونہ پر اگر تعجب ہو تو کوئي حیرت کی بات نہیں - کیونکہ ابھی ہم اس مقام سے بہت ہي دور پڑے ہوے ہیں - ابھی تک تو ہمارا یہ خیال ہے کہ پالیٹکس میں ہر طرح کی ہٹ دھرمی اور صریح غلط بیانی تک جائز ہے !

مولانا کا یہ طرز عمل عام خیالات سے کسقدر مختلف ہے ؟ اس کا اندازہ حسب ذیل واقعہ سے ہوگا - مولانا نے مندرجۂ بالا مطالب لکھتے ہوے یہ الفاظ لکھے ہیں "کہا جاسکتا ہے کہ پہلے فریق کی طرح دوسرے فریق کی جد و جہد بھی قابل ملامت نہیں" یعنے قوم کی طرح گورنمنٹ بھی اپنی جد و جہد میں قابل ملامت نہیں - چونکہ یہ خیال عام خیال سے بالکل ہی بعید تھا - لوگوں کی سمجھہ میں کسی طرح یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ گورنمنٹ کو بھی اُسکی جابرانہ جد و جہد میں ناقابل ملامت مانا جاے - اسلیے تمام اخبارات نے اِسے کتابت کی غلطی سمجھا اور "کہا جاسکتا ہے" کی جگہہ "کہا جاتا ہے" بنا دیا - گویا گورنمنٹ یا اُسکے طرفدار ایسا کہتے ہیں ، ورنہ در اصل ایسا نہیں ہے - حالانکہ اسکے بعد کی عبارت بالکل اس تبدیلی کے خلاف تھی !

(نواں کوا پریشن اُصول)

یہ جو کچھہ ہمیں نظر آیا ، مولانا کے مسلک کی عام حیثیت تھی - اگر " ترک موالات " کا پروگرام نہ ہوتا ، جب بھی وہ ایسا ہی کرتے - لیکن اب اس

کارروائی نہ کی جاے ، کیونکہ نواں کوا پریشن عدالت کے انصاف اور جواز ہی سے منکر ہے - اس اعتبار سے بھی مولانا نے ہمیں بتلادیا ہے کہ ڈیفنس نہ کرنے کے کیا معنی ہیں ؟

بہت سے لوگوں نے "ڈیفنس نہ کرنے" پر صرف اتنا ہی عمل کیا کہ عدالتی دستور کے مطابق وکلا اور قانون پیشہ اشخاص کو اپنے طرف سے مقرر نہیں کیا - لیکن جہانتک تعلق اصل ڈیفنس کا ہے ، اسمیں اُنہوں نے کوئی کمی نہیں کی - پوری طرح اپنی بے قصوری اور استغاثہ کے خلاف قانون و انصاف ہونے پر بحثیں کیں ، اور ہر طرح کے قانونی مواد سے استدلال کیا ، بعض حالتوں میں عدالت سے انصاف کی اپیل بھی کی گئی - یعنی خود اپنی زبان و قلم سے وہ سب کچھہ کر گزرے جو وکیل اور کونسلی اُنکی جانب سے ڈیفنس میں کرسکتا تھا - پس فی الحقیقت یہ " ڈیفنس نہ کرنا " نہیں ہوا ، بلکہ " براہ راست خود ڈیفنس کرنا " ہوا -

لیکن مولانا کا طرزعمل کسقدر یک سو اور کامل معنوں میں ڈیفنس سے مبرا ھے ؟ اُنھوں نے اظہار بے جرمي کي جگھہ جرم کا صاف صاف اعتراف کیا ' اور بجاے انصاف کي اپیل کرنے کے عدالت کو خود ھي اپنے تمام جرائم کي فہرست سنادي - ساتھہ ھي اول سے آخر تک کسي طرح کي قانوني بحث نہیں کي - ایک حرف بھي اس بارے میں ھم اُنکي زبان سے نہیں سنتے - حتی کہ یہ تک نہیں پوچھتے کہ جو دفعہ اُنپر لگائي گئي ھے ' واقعي انکي تقریریں اُسمیں آتي بھي ھیں یا نہیں ؟ اور آتی ھیں تو کیونکر ؟ وہ تو خود ھي اپني تقریروں کے تمام سخت سخت مقامات نقل کر دیتے ھیں اور سي - آئي - ڈي کے رپورٹروں کي ناقابلیت سے جہاں کہیں کوئي کمي رھگئي ھے ' اُسکو استغاثہ کے حسب منشاء مکمل کردیتے ھیں ! فی الحقیقت ترک موالات اور عدالتوں کے مقاطعہ سے اصل مقصود یہ تھا جسکا مکمل نمونہ ھم اُن میں دیکھتے ھیں - یہ نہیں تھا کہ ڈیفنس اور بریت کا ایک طریقہ چھوڑ کر دوسرا طریقہ اختیار کرلیا جاے -

جو لوگ صاحب نظر و انصاف ھیں ' وہ یقیناً اس طرز عمل سے متاثر ھوے اور متاثر ھونگے - مولانا کے بعد ھی لاھور میں لالہ لاجپت راے جي پر دوبارہ مقدمہ چلایا گیا لیکن جب اُن سے پوچھا گیا کہ وہ کوئي بیان دینگے ؟ تو جواب میں اُنھوں نے کہا " چونکہ بیان میں از روے قانون اپني بریت کو لازمي طور پر لکھنا پڑیگا اور یہ نوان کو اپریشن کے خلاف ھے - اسلیے غور کرنے کے بعد اب میري راے یہی ھوگئی ھے کہ کوئي بیان نہیں دینا چاھیے" گویا اُنھوں نے بھي مولانا کے طرز عمل کي تائید کي -

جب تک ایک حقیقت نظروں سے مستور رھتي ھے ' اُسکا عام طور پر احساس نہیں ھوتا - لیکن جب سامنے آجاتي ھے تو پھر تعجب ھوتا ھے کہ اتني صاف بات کیوں لوگونکو محسوس نہیں ھوئي ؟ یہي حال اس معاملہ کا ھے - مولانا کا بیان پڑھنے کے بعد فی الواقع تعجب ھوتا ھے کہ کیوں اسقدر صاف اور سچي بات سے بڑے بڑے لیڈروں کو گریز رھا ؟ یہ واقعہ ھے کہ ھم موجودہ گورنمنٹ اور بیورو کریٹک حکام کے جبر و ظلم کے خلاف جد و جہد کرتے ھیں اور صاف صاف کہتے ھیں کہ ھمارا مقصد اُنکے قبضہ سے اپنا حق واپس لینا ھے - پس یہ بالکل قطعي اور یقیني بات ھے کہ ھم جو کچھہ کر رھے ھیں ' وہ ھمارے دلائل اور عقائد کي رو سے کتنا ھي صحیح ھو ' لیکن موجودہ گورنمنٹ کے قانون اور پوزیشن کي رو سے

تو ضرور جرم اور بلا کسي نزاع کے ۱۲۴ - الف ھے - یعني "گورنمنٹ کے خلاف حقارت اور نفرت پھیلانا" ھے - پس اگر ھم اس بات سے بے خبر ھیں، تو ھم اس کام کے لائق ھي نہیں ھوسکتے - اگر جان بوجھکر ایسا کر رھے ھیں تو پھر ھم کو مان لینا چاھیے کہ گورنمنٹ اور گورنمنٹ کے نافذ کردہ قانون کي رو سے ھم ضرور مجرم ھیں، اور وہ سزا دلانے میں حق بجانب ھے - اسمیں بچاؤ اور بریت کیلیے چال چلیں کیوں کي جاے؟ اور شکوہ و شکایت کیوں ھو؟ کیا لوگ ایسا سمجھتے ھیں کہ وہ گورنمنٹ کے خلاف جد و جہد بھي کرینگے، آسے جنگجو حریفوں کي طرح چیلنج بھي دینگے، اور پھر وہ اُنھیں گرفتار بھي نہ کریگي، اور محض معمولي معمولي سزائیں بھي نہ دے؟ مولانا کے لفظوں میں کہنا چاھیے کہ "گورنمنٹ مسیح نہیں ھے"!

یا پھر تسلیم کرلینا چاھیے کہ جو کچھہ زبان سے کہا جاتا ھے، وہ دل میں نہیں ھے- زبان چیلنج دیتي ھے، مگر دل میں یہي ھوتا ھے کہ ھم آخر تک بچتے رھینگے- اور یہ محض زباني شیخي کر رھے ھیں، ورنہ سچ مچ کو پکڑے نہیں جائینگے -

(سي - آئي - ڈي کے رپورٹر)

اسي سلسلہ میں مولانا کے طرز عمل کي ایک اور صداقت ھمارے سامنے آتي ھے - اُنھوں نے کیسي صفائي اور راست بازي کے ساتھہ تسلیم کرلیا ھے کہ سي - آئي - ڈي - کے رپورٹروں نے اُنکے خلاف جو کچھہ کہا، وہ صحیح ھے - اُس میں کوئي بات شرارت کي نہیں -

ھماري پولیٹکل جد و جہد کي تاریخ میں یہ سب سے پہلي مثال ھے کہ اس فراخ دلي کے ساتھہ خود ملزم نے اُن لوگوں کي شہادت کي تصدیق کي ھے جو ملزم کے برخلاف اسکي کوشش کر رھے ھیں کہ عمر بھر کي قید کي سزا دلا دي جاے!

انسان کی ایک سب سے بڑي عام کمزوري یہ ھے کہ وہ فریقانہ تعصب سے اپنے آپکو محفوظ نہیں رکھہ سکتا - صداقت کیلیے سب سے زیادہ مشکل آزمائش اسیوقت ھوتي ھے جب وہ دشمنوں اور مخالفوں کے مقابلے میں کھڑي ھوتی ھے - ھم روزانہ دیکھتے ھیں کہ ھمارے بڑے بڑے لیڈر بھي اسمیں کوئي مضائقہ نہیں سمجھتے کہ مخالف فریق کو بوقت ضرورت غلط الزامات دیدیے جائیں - یا کم ازکم

اُنکي موافقت میں کوئي کلمہ زبان سے نہ نکالا جاے - وہ کہتے ہیں کہ یہ مصالح جنگ ہیں - غلط بیاني اور جھوٹ نہیں لیکن في الحقیقت یہ یورپ کا پولٹیکل اخلاق ہے جس پر یورپ سے بیزار ہوکر بھي ہم شوق سے عمل کررہے ہیں -

ابھي-اسي سال کي بات ہے کہ علي گڈہ میں پولیس کے اشتعال سے فساد ہوا تھا - جیسا کہ قاعدہ ہے پولیس کے اشتعال اور تشدد سے پبلک بھي مشتعل ہوئي ' اور پھر مشتعل ہونے کے بعد اُس نے بھي وہ سب کچھہ کیا جو ایک پر جوش مجمع کي فطرت کیا کرتي ہے - لیکن " اخبار اندي پیڈنٹ " کے نامہ نگار اور بعض دیگر مقامي لیڈروں نے اِس سے صاف صاف انکار کردیا وہ آخر تک یہي کہتے رہے کہ مجمع نے کوئي انتقامي کارروائي نہیں کی - نہ تو کوتوالي پر حملہ کیا گیا - نہ پولیس پر پتھر پھینکے گئے - نہ کوتوالي کا سامان جلایا گیا - یہ سب جھوٹ ہے - حالانکہ یہ سب سچ تھا ' اور سچ کو سچ ماننے هي میں همارِي طاقت اور فتح مندي ہے - آخر جب مہاتما گاندھی نے سختی کے ساتھہ مضامین لکھے ' تب جاکر لوگ کہیں خاموش ہوے - اس طرح کی ہٹ دھرمیوں کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حریف کی نظروں میں جو یقیناً اصلیت سے بے خبر نہیں ہے ' همارے کریکٹر کی کمزوري خود کھل جاتی ہے ' اور همارِي بات بالکل هلکی اور بے وزن ہوکر رهجاتی ہے - همیں یاد نہیں پڑتا کہ آجتک کبھی کسي نے یہ تسلیم کیا ہو کہ اُسکے خلاف پولیس کا بیان صحیح ہے - بلاشبہ یہ سچ ہے کہ پولیس کي کذب بیانیوں کي بھی کوئي حد نہیں - لیکن انہیں جھوٹ گھڑنے کي ضرورت وهیں پڑتي ہے جہاں اصل میں کچھہ نہو - جہاں فی الواقع گورنمنٹ کے خلاف کارروائي کي گئي ہے ' وهاں تو وہ بھی اس سے زیادہ نہیں کرینگے کہ مخالف کو مخالف هی دکھلائیں - یا کچھہ مبالغہ کردیں - پھر کیوں واقعات کو صریح جھٹلایا جاے ؟

(اُنکا عفو و تحمل اور روش کي متانت)

ایک بڑي سبق آموز حقیقت آنکے روش کی کمال درجہ سنجیدگی و متانت ' اور نہایت هي موثر عفو و درگذر بھی ہے - یہ وصف بھی ایسا ہے کہ جس پر غور کرنے کی همارے قومی لیڈروں اور کارکنوں کو بڑي هی ضرورت ہے -

یہ قدرتی کمزوري هم تمام انسانوں میں ہے کہ مخالف کے مقابلے میں غصہ اور غیظ و غضب سے بھرجاتے هیں - علی الخصوص اس حالت میں جبکہ مخالف

صاحب اختیار و طاقت بھی ہو - لیکن ایک لیڈر اور بڑے آدمی کو عام انسانوں سے زیادہ جذبات پر قابو رکھنا چاہیے - کسی انسان کی بڑائی کیلیے یہ کم سے کم بات ہے کہ وہ وقت پر اپنے غصہ کو ضبط کرسکے - بہت سے لوگ یہ غلطی بھی کرجاتے ہیں کہ شجاعت و ہمت اور طیش و غضب میں فرق نہیں کرتے - بہت زیادہ غصہ میں آ جانے کو ہمت اور بہادری کی بات سمجھتے ہیں - حالانکہ سچا بہادر وہی ہے جو تکلیف جھیلنے میں اسقدر مضبوط ہو کہ تکلیف دیکھکر اُسے غصہ ہی نہ آے - علاوہ بریں غصہ اور طیش کے ہیجان میں واقعات اور حقیقت کی تاثیر بھی نمایاں نہیں ہوسکتی -

مولانا کے طرز عمل کی ایک بڑی نمایاں بات اُنکی بیحد متانت اور سنجیدگی ہے - عدالت کی تمام کارروائیوں کی اثنا میں کہیں بھی یہ نظر نہیں آتا کہ وہ غصہ میں بھرے ہوے ہیں - یا دشمن کے قابو میں اپنے آپ کو پاکر پیچ و تاب کھا رہے ہیں - بر خلاف اسکے اُنکے "بیان" کی ہر سطر سے کامل متانت اور ضبط ٹپکتا ہے ' اور جس حصے کو دیکھا جاے ' جذبات کے جوش کا کوئی اثر نظر نہیں آتا - اُنہوں نے سخت سے سخت جوش انگیز پولیٹکل معاملات پر اس طرح بحث کی ہے ' گویا ایک شخص نہایت سادگی کے ساتھہ محض واقعات و حقائق پر لکچر دے رہا ہے - وہ گویا گرفتار ہونے کے بعد غضبی جذبات سے بالکل خالی ہوگئے تھے !

اس سے بھی زیادہ موثر مقام بیان کا خاتمہ ہے جہاں اُنہوں نے اُن تمام لوگوں کا ذکر کیا ہے - جو اُنکے خلاف مقدمہ میں کام کر رہے تھے - اپنے مخالف گواہوں ' سرکاری وکیل ' اور مجسٹریٹ کی نسبت پوری خوشدلی کے ساتھہ لکھدیا ہے کہ اُنہیں کوئی شکایت یا رنج اُن سے نہیں ہے - اور اگر اُن سے کوئی قصور اس بارے میں ہوا ہے تو وہ سچے دل سے معاف کردیتے ہیں - مجسٹریٹ کی نسبت لکھا ہے کہ وہ تو اپنا فرض انجام دے رہا ہے اور حکومت کی مشینری کا ایک جزء ہے - جب تک مشینری میں تبدیلی نہو ' اُسکے اجزاء کے افعال میں بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی - پس اس سے بھی انہیں کوئی شکایت نہیں ہے !

اُنکے بیان کا خاتمہ بیحد موثر ہے - وہ ضرب المثل کی طرح ہمارے لٹریچر میں زندہ رہیگا - جس طرح بیان کے بہت سے جملے اپنی لفظی و معنوی

خوبصورتي و صداقت کي وجه سے همیشه یاد رکھے جائینگے - هم بیان کے مطالب کي اهمیت ' طرز بیان کي دلنشیني ' اسلامي حریت کي عالمانه ترجماني ' اور فرائض ملک و ملت کي بہترین سبق آموزي کی قدر و قیمت کا اندازه ناظرین کے ذوق سلیم پر چھوڑتے هیں ' اور مولانا هی کے لفظوں میں یه کہکر اپني گذارش ختم کردیتے هیں که " مستقبل فیصله کریگا اور اسي کا فیصله آخري فیصله هوگا " !

نالہ از بہر رہائی نہ کند مرغ اسیر
خورد افسوس زمانے کہ گرفتار نہ بود !

ایک عظیم الشان بیان

A great Statement !

مہاتما گاندھي جي اپنے اخبار " ینگ انڈیا " کي اشاعت ۲۳ - فروري سنه ۲۲ - میں عنوان بالا سے رقم طراز هیں :

" مولانا ابو الکلام آزاد نے جو بیان عدالت میں دیا ھے ' اُسکي نقل ابھي میرے پاس پہنچي ھے - یه فلسکیپ سائز کے ۳۳ - صفحوں پر ٹائپ کیا هوا ھے ' لیکن اسقدر طول طویل هونے پر بھي سب کا سب پڑھنے کے قابل ھے - اصل بیان مولانا کي فصیح و بلیغ اردو میں هوگا - یه اُسکا انگریزي ترجمه ھے - ترجمه برا نہیں ھے لیکن میں خیال کرتا هوں که اس سے بہتر ممکن تھا -

مولانا کے بیان میں بہت بڑي ادبي خوبصورتي ھے ' وہ نہایت وسیع روانی کے ساتھه پرجوش بھي ھے - وہ نہایت دلیرانه ھے - اُسکا لہجه غیر متزلزل اور غیر آشتي طلب (ان کمپرو مائزینگ) ھے - مگر ساتھه هي سنجیده اور متین بھي ھے - تمام بیان میں اول سے آخر تک ایک پرجوش اثر پایا جاتا ھے ' اور ایسا معلوم هوتا ھے - گویا خلافت اور نیشنلیزم پر مولانا ایک پر اثر خطبه دے رھے هیں ! میں امید کرتا هوں که اس بیان کو چھاپکر شائع کردیا جائیگا - میں مولانا کے سکریٹري کو مشوره دونگا که احتیاط کے ساتھه انگریزي ترجمه پر نظر ثاني کریں ' اور کتاب کي صورت میں چھاپکر شائع کردیں -

مولانا کا بیان پڑھکر جب میں فارغ هوا ' تو ایک بات بہت زیاده واضح هوکر میرے سامنے آگئي - یعنی عدالتوں کو بائیکاٹ کرنے کي اصلي ضرورت کیا ھے ؟ میں نے محسوس کیا که اگر هم نے ایسا نه کیا هوتا تو یه بے خوفي اور مضبوطي

هم میں کہاں ہوتی جو آج ہمارے اندر کام کررہی ہے ؟ مسٹر سی - آر - داس ؛ لاله لاجپت راے ؛ پنڈت موتي لال نہرو کے شریفانه اعلانات سے پہلے ہمارے اندر صرف چھوٹے چھوٹے زبانی جھگڑے اور بامدگر الزامات تھے جو کبھي ایک قوم کو سر بلند نہیں کرسکتے -

اس سے بھی بڑھکر یہ کہ اگر ہم نے عدالتوں کا بائیکاٹ نہ کیا ہوتا تو ہمکو آج مولانا کے بیان جیسی گرانقدر چیز نہیں ملتی جو بجاے خود ایک بہترین سیاسی تعلیم ہے -

عدالتوں کے بائیکاٹ کا اثر صرف اسي چیز میں نہیں دیکھنا چاہیے کہ کتنے قانون پیشه اصحاب نے پریکٹس چھوڑي ؟ اصلی چیز دیکھنے کي یه ہے که آج سے دو سال پہلے جو ہما ہمی اور رونق عدالت گاہوں کے اندر باہر نظر آتي تھي ؛ وہ کس طرح اب مفقود ہوگئي ہے ؟ اب تو وہ صرف لین دین کرنے والوں اور قمار بازوں کي ایک کمین گاہ ہیں - نہ وہ قومي آزادي کا سرچشمہ ہیں ؛ نہ انفرادي آزادي کا - اس بات کا اندازہ کہ قوم کیسي تیزي کے ساتھہ آگے بڑھہ رہي ہے ؟ صرف بہادر اور بے خوف دلوں کے جذبات دیکھنے ہي سے ہوسکتا ہے -

مولانا کے بیان کا روے سخن اگرچہ عدالت کی طرف ہے ؛ لیکن در اصل وہ ملک و ملت سے خطاب کر رہے ہیں - فی الحقیقت اُن کا بیان ایسا ہے گویا عمر بھر کیلیے سخت سے سخت سزؤں کا مطالبہ کیا جا رہا ہے !

ایک سال قید با مشقت سزا کا فیصلہ سنکر مولانا نے کیا خوب کہا : "(میں جس سزا کا متوقع تھا ؛ اُس سے تو یہ بہت ہي کم ہے" !)

اب میں مولانا کے بیان کے چند حصے نقل کرتا ہوں ؛ تا کہ ناظرین خود اندازہ کرلیں "

(نـــوٹ)

اسکے بعد مولانا کے بیان کا انگریزي ترجمہ درج کیا گیا ہے - انگریزي ترجمہ کي نسبت مہاتما جي نے جو خیال ظاہر کیا ہے وہ صحیح ہے -

بلا شبہ ترجمہ میں اصل بیان کي بہت سي ادبي خوبیاں مفقود ہوگئیں - وہ زور بھي باقي نہ رہا جو اصل میں موجود ہے - لیکن ترجمہ کي مشکلات اور وقت کي کوتاہي پر بھي نظر رکھني چاہیے - علی الخصوص ایک ایسے لٹریچر کیلیے جیسا کہ مولانا کا ہے - بہرحال اب مہاتما جي کے ارشاد کے مطابق انگریزي ترجمہ کي از سرنو نظر ثاني کردي گئي ہے - ایک مسلم انگریزي انشا پرداز بھي مشورہ میں شریک ہیں - اُمید ہے کہ پہلے سے زیادہ پر زور اور مکمل ہوگا - اگرچہ اصل کے محاسن اب بھي ترجمہ میں نظر نہیں آسکتے - اُردو ایڈیشن کي طرح وہ بھي رسالہ کي شکل میں چھپ رہا ہے - جن حضرات کو مطلوب ہو ؛ مرکزي خلافت کمیٹي بمبئي سے منگوالیں -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وقل الحمد للہ - سیریکم آیاتہ فتعرفو نہا ' و ما ربک بغافل عما تعملون -

مباش غمزدہ عرفي کہ زلف و قامت یار

جزاء همت عالي و دست کوتہ ماست !

آج ۸ - دسمبر ۱۹۲۱ - کي صبح ھے - کل شام کو مجھے قابل وثوق ذرائع سے اطلاع ملگئي ھے کہ گورنمنٹ بنگال نے ویسراے کے مشورہ کے بعد میري اور مسٹر سي - آر - داس کي گرفتاري کا فیصلہ کرلیا - میري نسبت گورنمنٹ کا ارادہ یہ ھے کہ اگر میں گیارہ تاریخ تک کلکتہ سے باھر نہ گیا تو مجھے گرفتار کرلیگي ' لیکن اگر میں بدایون کے جلسہ جمعیۃ العلماء کیلیے چلا گیا تو پھر گویا اسکے سر سے بلا ٹل جائیگي - صرف مسٹر داس گرفتار کرلیے جائینگے -

میرا وقت تمام تر بنگال سے باھر ھندوستان کے کاموں میں خرچ ھوتا رھا ھے - اِسوقت بھي میں تحریک کے نہایت اھم کاموں میں مشغول تھا ' اور ۲۵ - دسمبر تک کا پروگرام میرے سامنے تھا - لیکن اچانک بنگال میں گورنمنٹ کي نئي سرگرمي شروع ھوگئي ' اور اسکے بعد دوسرے صوبوں میں بھي اسکي تقلید کي گئي - میں کانگریس کي ورکنگ کمیٹي کے جلسہ کي وجہ سے بمبئي میں تھا - مہاتما گاندھي جي سے میں نے مشورہ کیا - اُنھوں نے کہا کہ چند دنوں کیلیے کلکتہ چلاجانا ضروري ھے - چنانچہ یکم دسمبر کو میں کلکتہ پھونچا - میں نے دیکھا کہ گورنمنٹ نے آخري حد تک تشدد کا ارادہ کرلیا ھے ' اور کوئي ناجائز طریقہ ایسا نہیں ھے جو ۲۴ - کي ھڑتال روکنے کیلیے عمل میں نہ آرھا ھو - تاھم لوگ پوري استقامت کے ساتھہ صبر و سکون پر قائم ھیں -

میرا پہلا کام یہ تھا کہ لوگوں کے ایمان اور استقامت دونوں کی نسبت اطمینان حاصل کرلوں - یہ اطمینان مجھے ۵ - تک حاصل ہوگیا ' اب میں نے سونچا کہ کلکتہ سے باہر جاؤں یا نہ جاؤں ؟ بدایون کے جلسۂ جمعیۃ میں جانا بھی نہایت ضروری تھا - ۲ تک میں مذبذب رہا - میں نے مہاتما گاندھی جی کو لکھدیا کہ بقیہ کاموں کیلیے مسٹر سی - آر - داس کافی ہونگے - میں بدایون ہوکر بمبئی آتا ہوں - لیکن ۲ - کی شام کو یکایک حالات نے دوسری شکل اختیار کرلی میں نے محسوس کیا کہ گورنمنٹ کی تمام طاقت کلکتہ میں سمٹ آئی ہے' اور گویا مقابلہ کا فیصلہ کن میدان یہیں پیدا ہوگیا ہے - پس میرے لیے ضروری ہوگیا کہ تمام کاموں کو ترک کرکے کلکتہ کیلیے رقف ہو جاؤں - میں نے فیصلہ کرلیا کہ اب میں یہیں رہونگا - یہانتک کہ گورنمنٹ جابرانہ احکام واپس لیلے' یا مجھے گرفتار کرلے -

میں نے یہ بھی دیکھا کہ گورنمنٹ نے خلافت اور کانگریس کمیٹیوں کو بالکل توڑ دینے اور معطل کردینے کا ارادہ کرلیا ہے - ایک ایک کرکے تمام کارکن گرفتار کیے جارہے ہیں - قومی اخبارات بھی عنقریب بند کردیے جائینگے - مسٹر داس بالکل تنہا رہگئے ہیں اس بنا پر بھی میرے لیے کلکتہ چھوڑنا ناممکن تھا -

یہ سچ ہے کہ گورنمنٹ بنگال مجھے گرفتار کرنے سے بچنا چاہتی ہے' اور منتظر ہے کہ میں کلکتہ سے باہر چلا جاؤں - گورنمنٹ کے ایک بھیجے ہوے دوست نے مجھے اس سے مطلع بھی کردیا ہے' لیکن افسوس ہے کہ گورنمنٹ کی تمام خواہشوں کی طرح یہ خواہش بھی میری خواہش سے متضاد ہے' اور میرا موجودہ فرض تعمیل نہیں ہے بلکہ خلاف ورزی -

میں نے پوری طرح غور کرکے یہ فیصلہ کیا ہے - بلا شبہ بہت سے کاموں کیلیے میں اپنی موجودگی ضروری دیکھتا ہوں کام اور ضرورت کا یہ حال ہے کہ جسقدر بھی مہلت ملجاے اُس سے کام لینا چاہیے - لیکن اللہ کے فضل نے کلکتہ میں جو میدان عمل پیدا کردیا ہے' وہ بھی ہراعتبار سے مجھے قیمتی اور اہم معلوم ہوتا ہے - میں یقین رکھتا ہوں کہ میرا انتخاب غلط نہ ہوگا -

گورنمنٹ نے میری گرفتاری کا فیصلہ کرکے مجھے ایک بہت بڑے بوجھ سے نجات دیدی - خدا بہتر جانتا ہے کہ میرے لیے اب جیل سے باہر رہنا کسقدر تکلیف دہ ہوگیا تھا ؟ جو چلے جاتے ہیں انہیں کیا معلوم کہ پیچھے رہجانے والوں کے دلوں پر کیا گذرتی ہے ؟ محمد علی ' شوکت علی ' لالہ لاجپت رائے ' پنڈت موتی لال نہرو ' سب کا سفر پورا ہوگیا ' اور میں اب تک منزل کے انتظار میں تھا - اب منزل میرے سامنے ہے ' اور میرا دل خوشی سے معمور ہے کہ ایک آخری مگر فتحمند میدان اپنے پیچھے چھوڑ رہا ہوں - میں نے کلکتہ کے موجودہ میدان عمل کو " آخری اور فتح مند میدان" کہا - یہ میرا یقین ہے ' اور عنقریب تمام ملک دیکھ لیگا کہ جو کام دو سال کے اندر تمام ملک میں انجام نہ پاسکا ' وہ ان چند دنوں کے اندر کلکتہ میں انجام پا جائیگا - و لتعلمن نبأه بعد حین -

البتہ اس آخری کام کی تکمیل اور مضبوطی کیلیے ایک آخری مرحلہ باقی ہے ' اور میں بے فکر ہوگیا ہوں کہ گورنمنٹ بنگال کے ہاتھوں وہ بھی پورا ہوجائیگا - اگر دو تین دن کے اندر مجھے اور مسٹر سی - آر - داس کو گرفتار کرلیا گیا ' تو یہ نہ صرف کلکتہ بلکہ تمام بنگال کو ایک نئی بیداری اور زندگی سے معمور کردیگا بنگال کو ہم دو سال تک آزاد رہکر بیدار نہ کرسکے ' لیکن ہماری گرفتاری ایک منٹ کے اندر بیدار کردیگی -

[illegible] اسے

باہمت اور سرگرم صدر سیٹھہ چھتانی صاحب کی موجودگی ہر طرح کفایت کرتی ہے - میرے عزیز ڈاکٹر سید محمود سکریٹری منتخب ہوچکے ہیں ' اور نہایت سرگرمی سے کام کررہے ہیں - انکی اعانت کیلیے مسٹر احمد صدیق کھتری پیشتر سے موجود ہیں - مجھے امید ہے کہ دفتر کے تمام اخوان و ارکان اُن باتوں کو فراموش نہ کرینگے

گرفتاری اُن کیلیے آخری دعوت عمل ہوگی - جو حقیقت تین سال کی پیہم تقریروں اور [illegible] نہیں سمجھا سکا تھا ' وہ میری گرفتاری کی خاموشی سمجھا دیگی -

اسطرح گورنمنٹ بنگال صرف بنگال ہی کیلیے نہیں بلکہ تمام ملک کیلیے ایک بہترین خدمت انجام دے رہی ہے -

(اولیـــن مبــارکبـــاد)

اگر میں گرفتار ہوگیا تو مہاتما گاندھی جی کو میرا یہ پیام پہونچا دیا جاے :

" میں آپکو آپکی فتح یابی پر سب سے پہلے مبارکباد دیتا ہوں ' اس مبارکبادی کیلیے آپ مجھے جلد باز نہ سمجھیں - میں اُس اٹل وقت کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھہ رہا ہوں ' اور چاہتا ہوں کہ اسکی مبارکباد دینے میں کوئی دوسرا مجھہ پر سبقت نہ کر جاے - آپکے ساتھہ انسانی رفاقت روز بروز گھٹ رہی ہے ' مگر خدا کی مدد بڑھتی جاتی ہے - بمبئی کے حادثہ نے آپکے دل کو بہت صدمہ پہنچایا - میں آپکو افسردہ اور غمگین دیکھکر نہایت درد مند ہوا تھا - لیکن اب کلکتہ اُٹھا ہے ' تاکہ غمگینی کی جگہہ خوشی اور کامیابی کا تحفہ آپکے سامنے پیش کرے - آپ نے ۲۵ - نومبر کی شام کو جب مجھہ سے کلکتہ کے بارے میں گفتگو کی ' تو میں نے آپکو اطمینان دلایا تھا - میں خوش ہوں کہ میرا اطمینان بالکل صحیح نکلا - کلکتہ میں میں پندرہ سال سے کام کر رہا ہوں - نصف صدی کی خاندانی زندگی رکھتا ہوں ' اسلیے میرا اطمینان علم و یقین پر مبنی تھا - گذشتہ تین سال کے اندر تحریک خلافت کے سب سے اہم کام کلکتہ ہی کے مسلمانوں نے انجام دیے ہیں - اب آخری منزل میں بھی پہلا قدم وہی اُٹھائیگا - اُسنے با امن قربانی کا راز پالیا ہے - وہ نہ تو بھڑکیگا ' نہ بجھیگا ' مگر اسکی آگ برابر سلگتی رہیگی - با امن سول ڈس

مجھے اس سے مطلع بھی کردیا ہے ' لیکن افسوس ہے کہ گورنمنٹ کی تمام خواہشوں "

ی طرح یہ خواہش بھی میری خواہش سے متضاد ہے ' اور میرا موجودہ فرض

ـــــــ ہے بلکہ خلاف ورزی -

سب پر غالب رہوگے ' اگر سچا ایمان اپنے اندر پیدا کر لو -

ـــــــ سے کاموں

ہماری تمام فتح مندیوں کی بنیاد چار سچائیوں پر ہے ' اور میں اسوقت بھی ملک کے ہر باشندے کو انہی کی دعوت دیتا ہوں :

(۱) ہندو مسلمانوں کا کامل اتفاق -

(۲) امن -

(۳) نظم -

(۴) قرباني اور اسکي استقامت -

اپني نظر سے پوشیدہ نہیں - اسکي پوري طرح حفاظت کرني چاهیے' اور اسکي حفاظت آپ هي کے هاتهه میں هے -

(۳) احمد آباد کانگریس میں تمام علماء اسلام کو اور خاصة ارکان جمعیة کو ضرور شریک هونا چاهیے' اور جمعیة العلماء کي جانب سے ...

میں مسلمانوں سے خاص طور پر دو باتیں اور بهي کہونگا - ایک یه که اپنے هندو بهائیوں کے ساتهه پوري طرح متفق رهیں - اگر انمیں سے کسي ایک بهائي یا کسي ایک جماعت سے کوئي بات نادانی کي بهي هو جاے تو اسے بخشدیں' اور اپني جانب سے کوئي بات ایسي نه کریں' جس سے اس مبارک اتفاق کو صدمه پہنچے - دوسري بات یه هے که مہاتما گاندهي جي پر پوري طرح اعتماد رکهیں' اور جب تک وه کوئي ایسي بات نه چاهیں (اور وه کبهي نه چاهینگے) جو اسلام کے خلاف هو' اسوقت تک پوري سچائي اور مضبوطي کے ساتهه انکے مشوروں پر کار بند رهیں -

(مرکزي خلافت کمیٹي)

مرکزي خلافت کمیٹي کے کاموں کي طرف سے میں مطمئن هوں - اسکے باهمت اور سرگرم صدر سیٹهه چهوٹاني صاحب کي موجودگي هر طرح کفایت کرتي هے - میرے عزیز ڈاکٹر سید محمود سکریٹري منتخب هوچکے هیں' اور نهایت سرگرمي سے کام کر رهے هیں - انکي اعانت کیلیے مسٹر احمد صدیق کهتري پیشتر سے موجود هیں - مجهے امید هے که دفتر کے تمام اخوان و ارکان اُن باتوں کو فراموش نه کرینگے جو گذشته قیام بمبئي کے موقعه پر میں نے اُنسے کہي تهیں - اُنکي متحده زندگي اور سعي هماري عدم موجودگي کي پوري طرح تلافي کردیگي -

(حکیم محمد اجمل خاں صاحب)

حکیم صاحب کو میرا پیام پہنچا دیا جاے' که اب آپکي دوش همت پر

صرف آپ هي کے فرائض کا نہیں بلکہ هم سب کا بوجهه آ پڑا ھے - حکمت الهي ه منشا ایسا معلوم هوتا ھے که باهر کے تمام کام آخر تک آپ هي انجام دیں - بهتر یه ھے که اب آپ بمبئي تشریف لیجائیں اور دهلي کي فکر چھوڑ دیں -

کیلیے آپ مجھے جلد باز نه سمجھیں - میں اُس اٹل وقت کو اپني آنکھوں کے سامنے دیکهه رها هوں ' اور چاهتا هوں که اسکي مبارکباد دینے میں کوئي دوسرا مجھه پر سبقت نه کر جاے - آپکے ساتھه انساني رفاقت روز بروز گهٹ رهي ھے ' مگر خدا کي

آخر تک فراهمي کا سلسله جاري رھے -

میرا اراده تها که دسمبر کے وسط میں ایک خاص تاریخ عام وصولي کیلیے قرار دي جاے ' اور جسطرح مردم شماري کے وقت انتظام هوتا ھے ' اسي طرح هر جگه انتظام کیا جاے - پہلے سے اعلان کردیا جاے که فلاں وقت چنده کرنے والے نکلینگے - هر شخص حتی الامکان اپنے مکان میں رھے - پھر وصول کرنے والے تمام شہر میں پھیل جائیں اور هر مسلمان کے آگے دست سوال دراز کریں - کم از کم ایک مرتبه تو ایسا هوجانا چاهیے که هندوستان کا هر مسلمان حفاظت اسلام و خلافت کے لیے کچهه نه کچهه مالي قرباني کرے ؟

لیکن کلکته پہنچکر جب ملک کي عام حالت پر نظر ڈالي تو یه وقت اسکے لیے موزوں معلوم نه هوا - میں چاهتا هوں که احمد آباد خلافت کانفرنس میں اسکا اعلان هوجاے ' اور جنوري کے پہلے هفته کي کوئي تاریخ مقرر کردي جاے -

(جمعیۃ العلماء)

کا رجوع اسوقت سب سے زیاده اهم اور سب سے زیاده ذمه دار ھے - وه علماء کا مجمع ھے ' اور علماء کے سوا کوئي نہیں جسے مسلمانوں کي دیني و دنیوي رهنمائي و پیشوائي کا منصب حاصل هو - جمعیۃ کے سامنے اسوقت ایک نہایت اهم اسلامي مسئله تها - الله تعالی تمام ارکان جمعیۃ کو توفیق دے که اجتماع بدایوں میں کامل اتفاق و اجماع کے ساتھه کسي بهتر فیصله پر پہنچیں - سر دست میں ارکان جمعیۃ سے به ادب عرض کرونگا :

(۱) آپ سب کا باهمي اتحاد هر حال میں ضروري اور تمام مقاصد کیلیے بنیاد کار ہے -

(۲) هندو مسلمانوں کے اتفاق کي ضرورت و اهمیت اور شرعي استحسان آپکي نظر سے پوشیده نہیں - اسکي پوري طرح حفاظت کرني چاهیے' اور اسکي حفاظت آپ هي کے هاتهه میں ہے -

(۳) احمد آباد کانگریس میں تمام علماء اسلام کو اور خاصة ارکان جمعیة کو ضرور شریک هونا چاهیے ' اور جمعیة العلماء کي جانب سے اسکا اهتمام کرنا چاهیے -

(۴) لاهور میں ارکان عامه کي جو تجویز منظور هوئی ہے ' اسپر فوراً عمل در آمد شروع هو جاے' اور جهانتک جلد ممکن هو مجوزة تعداد ممبروں کي بهم پہنچائي جاے -

(گـــورنمنت بنـــگال)

آخر میں مجهے گورنمنت بنگال کیلیے بهي ایک پیغام لکهنا ہے : " ۲۴ - کي هڑتال ضرور هوگي ' اور خلافت اور کانگریس رضاکاروں کا سلسله هماري گرفتاري کے بعد دوگنی طاقت کے ساتهه جاري رهیگا "

عـزیـــزان ملـــک و ملت !

میں چار سال نظر بند رهنے کے بعد دسمبر سنه ۱۹۱۹ع میں رها هوا ' اور دو سال کے بعد اب پهر جیل جا رها هوں - الله آپ سب کا مددگار هو' اور راه خدمت حق میں مستقیم رکهے : و افوض امري الی الله ' إن الله بصیر بالعباد !

۸ دسمبر - کلکته

احمـــد

گـــرفتـــاري

—○•○—

۱۰ - دسمبر سنه ۲۱ء - جمعه

—*□•□*—

شہپر زاغ و زغن زیباے صیـد و بنـد نیست
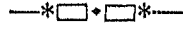
این کرامت همره شہباز و شاهین کـرده اند !

—*:[:*:]:*—
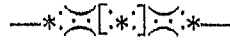
۲ - دسمبر سے مولانا اور مسٹر سي - آر - داس کي گرفتاري کي افواہ گرم تھي - لیکن ۷ - کو قابل وثوق ذرائع سے اسکي تصدیق ھوگئي - تاھم ۱۰ - تـک گرفتاري عمل میں نہیں آئي - ۸ - اور ۹ - کو صرف یہ نظر آیا کہ بڑي کاوش کے ساتھہ دریافت کیا جا رھا ھے کہ مولانا بدایون کے جلسۂ جمعیۃ العلماء کیلیے جا رہے ھیں یا نہیں ؟ اگرچہ کئي دن پیشتر سے اسکا اعلان ھوچکا تھا کہ اب وہ کلکتہ سے باھر نہ جائینگے اور سفر کا پورا پروگرام منسوخ کردیا گیا ھے - حتی کہ بعض درمیاني اشخاص سے بھي اُنھوں نے زباني صاف صاف کہدیا تھا - تاھم معلوم ھوتا ھے کہ آخر تـک اُنکے سفر کي توقع باقي تھي ' اسلیے تفتیش جاري رھي -

بدایون کا جلسہ ۱۰ - ۱۱ - تاریخ کو تھا - اُسکے لیے کلکتہ سے روانگي کي آخري تاریخ ۸ - تھي - یا حد درجہ ۹ - پس گویا ۹ - کي شام تـک اُسکا انتظار کیا گیا -

اس اثناء میں رضا کارونکي تنظیم اور تبلیغ کا کام روز بروز ترقي کرتا جاتا تھا - روزانہ گرفتاریوں کي تعداد بھي روز افزوں تھي - ۱۰ - کي صبح تـک ایـک ھزار سے زیادہ رضا کار گرفتار ھوچکے تھے -

۹ - کو مولانا اور مسٹر داس نے آئندہ کام کے نظام کي نسبت از سرنو مشورہ کیا ' اور یہ بات بھي طے کردي گئي کہ اگر وہ دونوں بہ یـک دفعہ گرفتار کرلیے گئے ' تو مسٹر شیام سندر چکرورتي اُنکي جگہہ کام کرینگے - وہ بھي گرفتار ھوگئے تو یکے بعد دیگرے فلاں فلاں اصحاب کام ھاتھہ میں لیتے رھینگے -

۱۰ - کو ساڑھے چار بجے مسٹر گولڈی ڈپٹی کمشنر اسپیشل برانچ ایک یوروپین انسپکٹر پولیس کے همراہ آئے' اور مولانا کو دریافت کیا - مولانا اوپر کی منزل میں اپنے نوشت و خواند کے کمرے میں تھے' اور مسٹر فضل الدین احمد کو خطوط کا جواب لکھوا رہے تھے - انہوں نے مسٹر گولڈی کو وهیں بلوالیا - مسٹر گولڈی نے سلام کے بعد کہا - کیا وہ انکے همراہ چلینگے ؟ وہ انهیں لینے کیلیے آئے هیں - مسٹر احمد نے پوچھا - کیا آپکے همراہ وارنٹ ہے ؟ جواب میں انکار کیا گیا - مگر مولانا نے کہا وہ بلا وارنٹ کے بھی جانے کیلیے مستعد هیں - اسکے بعد وہ اندر مکان میں گئے اور پانچ چھہ منٹ کے بعد واپس آکر جانے کیلیے مستعدی ظاہر کی - انسپکٹر نے کہا - اسقدر جلدی نہ کیجیے - اگر کوئی چیز اپنے آرام کیلیے ساتھہ لینا چاهتے هیں تو لے لیجیے - لیکن انہوں نے صرف ایک گرم چادر اوڑھہ لی - اور کوئی چیز ساتھہ نہ لی -

جاتے وقت انہوں نے صرف یہ کہا : " کلکتہ اور باهر کے تمام احباب اور قومی کارکنوں کو میرا پیام پہنچا دیا جاے کہ تمام لوگ اپنے اپنے کاموں میں پوری مستعدی کے ساتھہ مشغول رهیں - مجھسے ملنے کیلیے کوئی شخص نہ آئے - نہ اپنی جگہہ اور اپنے کام کو چھوڑے - گرفتاریوں کو ایک معمولی اور متوقع واقعہ کی طرح محسوس کرنا چاهیے - کسی طرح کی خلاف معمول اهمیت نہیں دینی چاهیے - مجھے بڑا هی رنج هوگا اگر کسی' کارکن نے میری ملاقات کیلیے اپنا ایک گھنٹہ بھی ضائع کیا "

اسکے بعد وہ روانہ هوگئے - مسٹر گولڈی موٹر کار تک ساتھہ گئے جو مکان سے کسی قدر فاصلے پر کھڑی کی گئی تھی - لیکن مولانا کے ساتھہ صرف انسپکٹر بیٹھا ۔ وہ خود دوسری کار پر چلے گئے -

اس طرح زیادہ سے زیادہ دس منٹ کے اندر کامل سکون اور خاموشی کے ساتھہ یہ معاملہ انجام پا گیا - کسی شخص نے بھی محسوس نہیں کیا کہ کوئی نئی بات پیش آئی ہے - ایسا معلوم هوتا تھا - گویا روز مرہ کا ایک معمولی واقعہ ہے جس میں دونوں فریق کیلیے کوئی خلاف توقع بات نہ تھی - جو لوگ آے' وہ بھی

بالکل سنجیدہ اور معمولی انداز میں تھے ' اور جو گیا ' وہ بھی اپنی معمولی متین اور شگفتہ حالت میں تھا - دفتر کے تمام لوگوں کو تو ایسا معلوم ہوا ' گویا وہ اپنے روزانہ معمول کے مطابق کانگرس آفس میں جا رہے ہیں !

ٹھیک اسی وقت مسٹر کڈ ڈپٹی کمشنر پولیس مع دو تین بنگالی انسپکٹروں کے مسٹر سی - آر - داس کے یہاں گئے - اور انہیں اپنے ساتھ لے آئے -

جو سادہ طریقہ گرفتاری کیلیے اختیار کیا گیا ' وہ بالکل نیا ہے - اس سے پہلے کبھی یہ روش اختیار نہیں کی گئی تھی - کوئی گرفتاری بھی ہمیں یاد نہیں جو بغیر پولیس اور فوج کی نمائش کے عمل میں آئی ہو - خود مولانا کو سنہ ۱۹۱۶ میں جب نظر بند کیا گیا ' تو رات کی پچھلی پہر کا محفوظ وقت اسکے لیے منتخب کیا گیا تھا ' اور ایک فوجی حملہ کی شان سے قوت کی نمائش ہوئی تھی - تین بجے پولیس افسروں اور سپاہیوں کی مسلح جماعت ڈپٹی کمشنر کے ماتحت پہنچی - جسمیں علاوہ سپرنٹنڈنٹ سی - آئی - ڈی کے ' سپرنٹنڈنٹ پولیس ' ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ' دو انسپکٹر اور پانچ سب انسپکٹر بھی تھے - اور سب انسپکٹروں کے سوا سب کے ہاتھوں میں ریوالور تھے - سپاہیوں نے پہلے دور تک سڑک کی ناکہ بندی کی ' پھر مکان کا محاصرہ کرلیا - اسکے بعد دروازہ پر دستک دی گئی - برخلاف اسکے اس مرتبہ معمولی انتظام بھی نہیں کیا گیا - صرف دو آدمی بلا یونی فارم کے معمولی ملاقاتیوں کی طرح آگئے ' اور چپ چاپ اپنے ساتھ لیگئے - پولیس کی وردی اور فوج کے اسلحہ کا نام و نشان بھی نہ تھا -

مولانا جس مکان میں رہتے ہیں ' وہ علاقہ کے تھانے سے بالکل ملا ہوا ہے - صرف دیوار بیچ میں حائل ہے - لیکن تھانے میں بھی کوئی طیاری نمایاں نہیں کی گئی -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب گورنمنٹ نے کم از کم دو باتیں ضرور سمجھ لی ہیں جنکے سمجھنے سے اب تک اسے انکار تھا - اول یہ کہ ملک کے لیڈر جب کہتے ہیں کہ گرفتار ہو جانے کیلیے بالکل طیار ہیں ' تو یہ کوئی ڈپلومیسی نہیں

ہے بلکہ واقعی انکے دل کی سچی آواز ہے - پس اُنکو گرفتار کرنے کیلیئے کسی اهتمام کی ضرورت نہیں - صرف اطلاع دیدینا هی کافی ہے - دوسرے یہ کہ ایسے موقعوں پر طاقت کی نمائش هی سے گرفتاري کا کام مشکل هوجاتا ہے - غیر معمولی اهتمام اور پولیس کا هجوم دیکھکر فوراً پبلک معلوم کرلیتي ہے - کہ گرفتاري کیلیے لوگ آئے هیں ' اور پھر اچانک عوام میں بھی جوش اور سرگرمي پیدا هوجاتی ہے - اگر ایسا نہ کیا جاے تو گرفتاري کا بر وقت کسی کو بھی علم نہو ' اور نہایت آسانی اور تیزي سے کام انجام پا جاے -

چنانچہ مولانا کی گرفتاري کا واقعہ خود اطراف و جوانب کے لوگوں کو بھی اُسوقت معلوم هوا ' جب شہر میں اسکا اعلان کیا گیا - جانے وقت بہت سے لوگوں نے اُنہیں موٹر کار میں ایک یوروپین کے ساتھ بیٹھے دیکھا ' لیکن کسی کو بھی یہ خیال نہ هوا کہ وہ جیل میں جا رہے هیں - جب وہ موٹر کار میں سوار هو رہے تھے تو حسب معمول کچھہ دوکاندار اور کچھہ راهگیر سلام کرنے کیلیے جمع هوگئے ' جیسا کہ وہ هر روز آنے اور جانے کیا کرتے تھے ' لیکن اُنہوں نے بھی کوئی غیر معمولی بات محسوس نہیں کي - فی الحقیقت یہ طریقہ فریقین کیلیے هر طرح آرام دہ اور بہتر ہے - کاش گورنمنت ابتدا سے اسي پر عمل در آمد کرتي تو بہت سی دقتیں اور پریشانیاں نہ اُسے پیش آتیں ' نہ ملک کو -

مولانا کو پہلے پولیس کمشنر کے آفس میں پہنچایا گیا - تقریباً بیس منٹ وهاں بیٹھے هونگے کہ مسٹر سي - آر - داس بھی وهیں پہنچا دیے گئے - پھر ایک موٹر کار لائی گئی ' اُسمیں دونوں سوار هوے - ایک یوروپین پولیس افیسر موٹر ڈرائیور کے ساتھہ بیٹھہ گیا - اور موٹر پریسیڈنسی جیل (علی پور) کی طرف روانہ هوگئی - موٹر کار اُسوقت بھي بالکل کھلي تھي - پریسیڈنسي جیل میں پیشتر سے اطلاع دیدي گئي تھي اور تمام انتظامات مکمل تھے - پولیس افیسر نے دونوں صاحبوں کو جیلر سے ملایا ' اور اُسکے حوالے کرکے واپس چلا آیا -

مولانا نے جیل کے آفس میں مغرب کي نماز پڑھي - نماز کے بعد سپرنٹنڈنٹ سے اُنہیں ملایا گیا - یہ در اصل سپرنٹنڈنٹ کے سامنے قیدیوں کو حسب قاعدہ پیش کرنا تھا - سپرنٹنڈنٹ نے کہا - میں نے کھانے کیلیے حکم دیدیا ھے - نہیں معلوم اس حکم کا مقصد کیا تھا ؟ کیونکہ اُسکا کوئي نتیجہ ظہور میں نہیں آیا - اگر مقصد یہ تھا کہ تمھارے مکان سے کھانا طلب کرلینے کا حکم دیدیا ھے تو باوجودیکہ دونوں صاحبوں کے یہاں ٹیلیفون ھے، لیکن کوئي اطلاع اُنکے یہاں نہیں دي گئي - اگر مقصود جیل کے کھانے سے تھا تو جس وارڈ میں وہ رکھے گئے، وھاں کوئي انتظام کھانے کا نہ تھا -

اسکے بعد وہ یوروپین وارڈ میں پہنچادیے گئے، جہاں الگ الگ کمروں میں فوراً مقفل کردیا گیا - کمروں پر گورکھا سپاھیوں کا پہرہ تھا -

یہ وارڈ جیل کا بہتر حصہ سمجھا جاتا ھے - اور یہاں صرف انڈر ٹرایل یورو پین قیدي رکھے جاتے ھیں - یہ دو منزلہ عمارت ھے - اُوپر نیچے پانچ پانچ کمرے ھیں - ھر کمرہ دس فیٹ طول و عرض کا ھوگا - ھر کمرہ میں ایک صراحي، تام چیني کا کٹورا، اسٹول، اور ایک ٹیبل ھوتا ھے - سونے کیلیے ٹاٹ کي گدیلي اور دو کالے کمل ھوتے ھیں، جو جیل میں مستعمل ھیں - تکیہ کي جگھہ ٹاٹ کي ایک پتلي اور چھوٹي سي گدیلي سرھانے لگي ھوتي ھے -

مولانا نے بعد کو بیان کیا " ھم لوگ تقریباً سات بجے اپنے اپنے کمروں میں بند کیے گئے - ساڑھے سات بجے میں نے دروازہ کي سلاخوں سے آسمان کو دیکھا تو عشاء کا وقت اچھي طرح آچکا تھا - میں نے عشاء کي نماز پڑھي - دو چار گھونٹ پاني کے پیے اور لیٹ گیا - دو سال کے بعد یہ پہلا موقعہ ھے کہ مجھے اسقدر جلد اور ایسي گہري نیند آگئي - برسوں سے میري نیند بہت کمزور ھوگئی ھے - آجکل یہ حال تھا کہ گیارہ بارہ بجے لیٹتا تھا - ایک دو گھنٹے کے تکلیف دہ انتظار کے بعد کہیں نیند آتي تھي - وہ بھي اسقدر کمزور کہ ذرا سي کھڑکھڑاھٹ خلل ڈالدیتي تھي - لیکن اُس رات ساڑھے آٹھہ بجے لیٹا، اور لیٹتے ھي سوگیا - تین بجے

سے پہلے آنکھه نه کھلي - سنتري کے فوجي بوٹوں کي آواز سیمنٹ کے برامدے میں بڑے زور سے هورهي تهي - لیکن میري نیند میں ذرا بهي خلل نه پڑا "

" یه اطمینان اور بے فکري صرف اسلیے نه تهي که جیل میں آگیا ' بلکه اسلیے تهي که کاموں کي تکمیل کیلیے مجهے اپني گرفتاري کے ضروري هونے کا کامل

[illegible] سامنے نه جانا پڑا - [illegible]

عدالت ملزموں کے دروازے پر آ گئي ! انکے کمروں کے سامنے جو برامدا هے ' اسي

پہلے اسي وارڈ میں مولوي عبد الرزاق ایڈیٹر پیغام ' بابو پدم راج جین ' مسٹر داس کے لڑکے ' اور کئي پولیٹکل قیدي رکھے گئے تھے ' لیکن جب یه دونوں صاحب یہاں لائے گئے تو دوسرے دن صبح هي سب کو دوسرے وارڈ میں بهیجدیا گیا -

صبح کو کرنیل هملٹن سپرنٹنڈنٹ اور جیلر وارڈ میں آئے - کرنیل هملٹن اپني ذات سے ایک شریف سویلین هیں - معلوم هوتا تھا که حالات کي نوعیت سے وہ متاثر هیں ' اور ایک طرح کي شرمندگي محسوس کررهے هیں - اگرچه یه بات بالکل واضح تهي مگر پهربهي وه بار بار کهتے " مجهے اس معامله سے کوئي تعلق نہیں - میں صرف احکام کي تعمیل کررها هوں - هم لوگوں کو جیل میں آپ جیسے لوگوں سے کبهي سابقه نہیں پڑا - میں پریشان هوں که کیا کروں ؟ - آپ کو مجهسے کوئي شکایت نهیں هوني چاهیے "

جواب میں انسے کہا گیا که " درخواست ' خواهش ' شکایت ' ان جذبات سے همارے دل بالکل خالي هوچکے هیں "

سپرنٹنڈنٹ نے یه بهي کہا که میں صرف یهي ایک صورت اپنے اطمینان کي دیکهتا هوں که آپکو اپني جگهه دیدوں اور خود آپکے ان کمروں میں چلا آؤں - مسٹر داس نے کہا " لیکن اگر میں سپرنٹنڈنٹ بنادیا گیا تو فوراً استعفا دیدونگا "

معلوم هوا که انکے متعلق حکام جیل بلا چیف سکریٹري گورنمنٹ بنگال کے استصواب کے خود کچھه نہیں کرسکتے - یه حکم آچکا هے که ان لوگوں کو کسي شخص سے ملنے نه دیا جائے - حتی که عزیز و اقارب سے بهی - اخبارات کے دینے کي بهي قطعي

ممانعت ہے - یوروپین وارڈ دو " انگلشمین " دیا جاتا ہے لیکن انکے لیے وہ بھی ممنوع قرار پایا کیونکہ باہر کی خبریں اُس میں بھی درج ہوتی ہیں - صرف بستر اور کھانا لے لیا گیا - اور سپرانٹنڈنٹ نے تھوڑی دیر کے بعد اپنے آفس سے دو کرسیاں بھیجدیں -

(" لا " اینڈ " آرڈر ")

یہ تھا کہ تمھارے مکان سے کھانا طلب کرلینے کا حکم دیدیا ہے تو باوجودیکہ دونوں

[illegible] دی گئی - اگر مقصود جیل

جا سکتی ہے - انکے معاملہ میں بھی ابتدا سے اسکی نمایش شروع ہوگئی -

گرفتاری جمعہ کے دن سہ پہر کو ہوئی - اُس دن کورٹ بند نہ تھا - وارنٹ لیا جاسکتا تھا لیکن کوئی وارنٹ حاصل نہیں کیا گیا - گرفتاری کے بعد حسب قاعدہ مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرنا چاہیے ، اور جب تک پیش نہ ہوں ، پولیس کے چارج میں رہنا چاہیے نہ کہ جیل میں - لیکن انہیں فوراً جیل میں بھیجدیا گیا - جیل میں ظاہر کیا گیا کہ آپ لوگ اسوقت تک گویا جیل میں نہیں ہیں - پولیس کے چارج میں ہیں -

لیکن بہر حال مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرنا ناگزیر تھا - پیش کرنے کیلیے کورٹ میں لیجانا پڑتا اور اسمیں پبلک کے مظاہرہ کا خدشہ تھا - مجبوراً یہ تدبیر اختیار کی گئی کہ چوتھے دن مسٹر کد ڈپٹی کمشنر پولیس کو بھیجا گیا - اور کہا گیا کہ اسکی موجودگی مجسٹریٹ کی قائم مقامی کا حکم رکھتی ہے - خیال یہ تھا کہ نوان کو اپریشن کی وجہ سے کسی طرح کا قانونی اعتراض تو کیا نہیں جائیگا مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرنے اور مقدمہ کی تاریخ مقرر کرنے کی مشکل سے نجات مل جائیگی ، لیکن مسٹر داس نے مذاق کرتے ہوے کہدیا کہ " شاید میرے پریکٹس چھوڑنے کے بعد سے قانون بدل گیا ہے " اس سے ایک گونہ پریشانی ہوئی اور خوف پیدا ہوا کہ کہیں کارروائی بالکل بے ضابطہ مشہور نہ ہو جاے - اسلیے مجبوراً تین بجے مسٹر اے - زیڈ - خاں فورتھ پریسیڈنسی مجسٹریٹ کو ایک پیشکار کے ساتھ جیل میں بھیجدیا گیا اور زیر دفعہ ۱۷ - ۲ - کرنمیل لا امنڈمنٹ ایکٹ وارنٹ ، بھی طیار کرلیے گئے -

پہلی پیشی

(۱۳ - دسمبر)

یہ گویا پہلی پیشی تھی - ملزموں کو عدالت کے سامنے نہ جانا پڑا - خود عدالت ملزموں کے دروازے پر آگئی ! انکے کمروں کے سامنے جو برامدا ھے ' اُسی میں وارڈر (محافظ وارڈ) کا ٹوٹا ھوا میز بچھایا گیا - اُسی کی ٹوٹی ھوئی کرسی مجسٹریٹ کیلیے رکھی گئی - سامنے ملزموں کیلیے اِسٹول تھے - اس ساز و سامان کے ساتھہ عدالت کا اجلاس شروع ھوا -

لیکن کارروائی نہایت ھی مختصر تھی - اور مجسٹریٹ صاحب کی مضطربانہ عجلت اور زیادہ اختصار کا باعث ھوئی - انہوں نے کہا " دفعہ ۱۷ - کے ماتحت آپ لوگ گرفتار کیے گئے ھیں - مقدمہ کی تاریخ ۲۳ - دسمبر قرار دی جاتی ھے " یہ کہکر جلدی سے انہوں نے وارنٹ پر مہر لگانے کیلیے کہا اور اُٹھنے لگے - لیکن بیچارہ پیشکار زیادہ ھوشمند ثابت ھوا - اُس نے کہا کہ ضمانت کیلیے تو حسب قاعدہ پوچھہ لیجیے - مجسٹریٹ صاحب کو بھی یاد آگیا کہ واقعی ملزموں کو ضمانت دینے کا بھی حق ھوا کرتا ھے - لیکن اُنہوں نے کہا " یہ حضرات ضمانت نہیں دینگے اسلیے میں نے پوچھنا ضروری نہیں سمجھا "

آخر میں مسٹر خاں نے معذرت کے لہجہ میں کہا کہ وہ اس بارے میں کچھہ نہیں جانتے اُنسے یہاں آنے کیلیے کہا گیا ' وہ چلے آئے -

۲۳ - تاریخ کے تعین میں یہ مصلحت تھی کہ ۲۴ - سے کرسمس کی تعطیل تھی - ۲۳ کو جب مقدمہ ملتوی کردیا جائیگا تو تعطیل کی وجہ سے ایک ھفتہ خود بخود مہلت نکل آئیگی -

دوسری پیشی

—*:*:*—

(۲۳ - دسمبر)

۲۳ - کو چار بجے پھر مسٹر اے - زید - خاں بھیجے گئے - لیکن اس مرتبہ سپرنٹنڈنٹ کے آفس میں عدالت کا اجلاس ہوا - میز کے سامنے ملزموں کیلیے بھي کرسیاں رکھدي گئی تھیں' لیکن کارروائی کے اختصار کی وجہ سے بیٹھنے کی ضرورت ھي نہیں ھوئی - کارروائی صرف اسقدر ھوئی کہ مقدمہ ۵ - جنوري پر ملتوي کردیا گیا ' مجسٹریٹ نے اپني لاعلمی اور بے تعلقی کا بار بار اظہار کیا -

(۵ - جنوري)

۵ - جنوري کی پیشی کی کارروائی یہ ھے کہ کوئی کارروائی نہ ھوئی - دس بجے مسٹر سی - آر - داس کو پریسیڈنسی کورٹ جانے کیلیے طلب کیا گیا ' لیکن مولانا کی طلبی نہیں ھوئی -

بعد کو معلوم ھوا کہ گو ابتدا میں مسٹر داس اور آنکي پیشي کیلیے ایک ھي تاریخ قرار دیدي گئي تھي ' لیکن پھر کسي مصلحت سے مولانا کا مقدمہ ایک دن پیچھے ڈالدیا گیا - عدالت کے قوانین کي رو سے ضروري تھا کہ یہ التوا بھی عدالت کے حکم و تصدیق سے ھوتا - یعنی مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا جاتا اور پھر کارروائی دوسرے دن کیلیے ملتوي کردي جاتی ' لیکن موجودہ عہد قانون و نظم (لا اینڈ آرڈ) میں ان پابندیوں کے درد سر سے بھی عدالتوں کو نجات ملگئی ھے - نہ نوان کو اپریٹر ڈیفنس کرینگے ' نہ بچنا چاھینگے - پھر قواعد وضوابط کی پابندي سے کیا حاصل -

۶ - کی کارروائی سے معلوم ھوگا کہ گورنمنٹ نے دفعہ ۱۷ - ۲ = کریمنل لا امنڈمنٹ ایکٹ واپس لے لیا اور کارروائی از سرنو دفعہ ۱۲۴ - الف پینل کوڈ کے ماتحت شروع ھوئی - گرفتاري کے بعد جو وارنٹ حاصل کیا گیا تھا ' وہ دفعہ

۱۷ - ۲ - کا تھا - اسلیے ۱۲۴ - کا مقدمہ شروع نہیں ہوسکتا تھا جبتک از سرنو ۱۲۴ - کے ماتحت وارنٹ سرو نہ کیا جاے ' اور اسکی گرفتاری کا نفاذ نہو - لیکن پچھلے لطیفہ سے بھی بڑھکر لطیفہ یہ ہے کہ ۱۲۴ - الف کے ماتحت کوئی ضابطہ کی کارروائی عمل میں نہیں آئی - نہ تو اُسکا وارنٹ سرو کیا گیا ' نہ ضابطہ کی گرفتاری ہی کا نفاذ ہوا - تاهم ۶ - کو مسٹر گولڈی ڈپٹی کمشنر سی - آئی - ڈی نے اپنے حلفیہ بیان میں کہا کہ " اُس نے پریسیڈنسی جیل میں وارنٹ سرو کیا " مولانا اپنے بیان میں لکھتے ہیں " یہ معاملہ بے قاعدگی اور کذب بیانی ' دونوں کا انتہائی نمونہ ہے - ۶ - تاریخ تک تو مجھے اسکا بھی علم نہ تھا کہ ۱۲۴ - کے ماتحت دعوی کیا جائیگا ؟ وارنٹ کے نفاذ سے کیا تعلق ؟ نہ تو جیل میں کوئی شخص اس غرض سے آیا - نہ مجھپر وارنٹ سرو کیا گیا "

پس گویا ۵ - جنوری سے مولانا از روے قانون بالکل آزاد تھے اُنکی گرفتاری شام کے بعد کوئی وجود نہیں رکھتی تھی - اگر وہ جیل کے افسروں پر ہرجانے کی نالش کردیں کہ کیوں اُنہیں ۵ - کے بعد جیل میں مقید رکھا گیا ؟ تو وہ کیا جواب دینگے ؟ البتہ یہ سب کچھہ اُسی صورت میں ہے جبکہ " از روے قانون " کے کوئی معنی ہوں - لیکن در اصل اسی کے کوئی معنے نہیں ہیں !

غرضکہ بجاے ۵ - کے ۶ - جنوری کو ساڑھے گیارہ بجے مولانا پریسیڈنسی کورٹ میں لاے گئے اور اسی پیشی سے کارروائی شروع ہوئی - مولانا جیل کی بند موٹر لاری میں لاے گئے تھے - مسلح فوجی پولیس کا کپتان محافظ تھا -

تیسـری پیشـی

—:*:(ـــ)*(ـــ):*:—

(٦ - جنوري کي کارروائي)
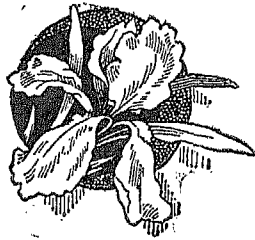
٦ - تاریخ کو ساڑھے بارہ بجے مولانا کا مقدمہ مسٹر سوینھو چیف پریسیڈنسي مجسٹریت کي عدالت میں پیش ہوا -

کارروائي شروع ہونیسے پیشتر ہي عدالت کا کمرہ مشتاقان زیارت سے پر ہوچکا تھا ' جس میں ہر قوم کے اشخاص مسلمان ' ہندو ' مارواڑي وغیرہ موجود تھے -

احاطہ عدالت اور سڑک پر بھي ایک جم غفیر موجود تھا ' اور لوگ جوق جوق چلے آرھے تھے -

جسوقت مولانا کٹھرے میں لاے گئے ' تمام حاضرین مع وکلاء تعظیم کیلیے سر و قد کھڑے ہوگئے -

مولانا نے سب کے سلام کا جواب نہایت ہي خندہ پیشاني کے ساتھہ دیا - اسکے بعد مولانا کٹھرے میں اس انداز سے کھڑے ہوے کہ آپ کا ایک ہاتھہ کٹھرے پر تھا ' اور ہتیلي پر سر تھا - چہرہ پر ایک خفیف سي مسکراہت تھي - اور نہایت ہي بے پروائي کے ساتھہ اپنے اِرد گرد کا تماشہ دیکھہ رہے تھے -

کارروائي شروع کرتے ہوے راے بہادر تارک ناتھہ سادھو سرکاري وکیل نے بیان کیا :

" مولانا ابو الکلام آزاد کے خلاف دو مقدمے ہیں - ایک دفعہ ۱۷ - ۲ ترمیم ضابطہ فوجداري کے ماتحت - دوسرا زیر دفعہ ۱۲۴ - الف تعزیرات ہند (بغاوت) چونکہ موخر الزکر جرم نہایت ہي سنگین ہے ' لہذا میں انکے خلاف قانون ترمیم شدہ ضابطہ فوجداري کے ماتحت کوئی کارروائي کرنا نہیں چاہتا - اور اپنے اس دعوی کو واپس لیتا ہوں ' مولانا اس دفعہ کے ماتحت آزاد ہیں - "

مجسٹریٹ : (مولانا کو مخاطب کرکے) " آپ رھا کردیے گئے " -

کورٹ انسپکٹر نے مجسٹریٹ کو بتایا کہ مولانا انگریزي نہیں سمجھتے -

مولانا ـــ " میں کچھہ نہیں سمجھتا اور مجھے کسي چیز کي ضرورت نہیں "

لیکن مجسٹریٹ نے ایک اُردو مترجم کو بلوایا - بابو بي - سي - چٹرجي کے سپرد یہ خدمت ہوئی - سرکاري وکیل نے اپنے بیان کو جاري رکھتے ہوے کہا :

" ملزم کے خلاف موجودہ مقدمہ زیر دفعہ ۱۲۴ - الف تعزیرات ھند ھے - یہ انکي اُن دو تقریرونکي بنا پر ھے ' جو انہوں نے پہلي اور ۱۵ جولائي سنہ ۱۹۲۱ کو مرزا پور پارک کلکتہ میں کي تھیں - پہلے جلسہ کا مقصد تین اشخاص : حکیم سعید الرحمن ' جگدمبا پرشاد ' اور اجودھیا پرشاد کي گرفتاري کے خلاف صداے احتجاج بلند کرنا تھا - اسکے بعد ۱۵ - جولائي کو ملزم نے اسي جگھہ ایک دوسري تقریر کي - اسمیں مذکورۂ بالا اشخاص کي سزا یابي پر صداے احتجاج بلند کرتے ھوے موجودہ وقت میں خلافت کے متعلق لوگوں کو اُنکا فرض بتایا - یہ تقریریں اُردو شارٹ ھینڈ میں لي گئیں تھیں - اسکے بعد انہیں صاف کرکے انگریزي ترجمہ کرایا گیا - یہ ترجمہ ابھي آپکے سامنے پیش کیا جائیگا - میں نے خود یہ تقریریں پڑھي ھیں ' اور اس نتیجہ پر پہنچا ھوں کہ یہ تقریریں دفعہ ۱۲۴ - کے ماتحت آتي ھیں - لیکن خیر ' یہ تو میري راے ھے "

" میں اِن تقریرونکا انگریزي ترجمہ پڑھتا ھوں - فیصلہ یور آنر پر منحصر ھے کہ آیا اس دفعہ کے ماتحت آتي ھیں یا نہیں ؟ مزید براں میں یہ بھي بتا دینا چاھتا ھوں کہ گورنمنٹ نے زیر دفعہ ۱۹۶ - (تعزیرات ھند) اس مقدمہ کیلیے سینکشن دیدیا ھے ' اور اسکے اثبات کے لیے میں سب سے پہلے مسٹر گولڈي کو پیش کرتا ھوں "

(مسٹـــر گـــولڈي)

اسکے بعد مسٹر گولڈي ڈپٹي کمشنر اسپیشل برانچ شہادت کیلیے بلاے گئے - سرکاري وکیل نے دریافت کیا " کیا ملزم کو گرفتار کرنیکے لیے تمہیں گورنمنٹ آف بنگال سے کوئی اختیار دیا گیا تھا ؟ "

جواب — " هاں "

سوال — " کیا انھي تقریرونکے لیے ؟ یہ کن تاریخوں میں کي گئي تھیں ؟ "

جواب — " هاں - یکم اور ۱۵ - جولائي سنه ۱۹۲۱ کو " -

سوال — " کیا یهي سینکشن تمهیں ملا تها ؟ "

جواب — " هاں "

سوال — " کیا اسیکے ذریعه سے تمهیں مولانا ابو الکلام آزاد کو گرفتار کرنیکے لیے حکم دیا گیا تها ؟ "

جواب — " هاں "

سوال — " کیا اسپر گورنمنت آف بنگال کے چیف سکریٹري کا دستخط ثبت هے ؟ "

جواب — " هاں - میں انکے دستخط کو پهچانتا هوں "

سوال — " سینکشن کس تاریخ کو دیا گیا تها ؟ "

جواب — " ۲۲ دسمبر سنه ۱۹۲۱ کو "

سوال — " کیا سینکشن ملنے کے بعد تم نے چیف پریسیڈنسي مجسٹریٹ کي خدمت میں کوئي درخواست پیش کي تهي ؟ "

جواب — " هاں "

سوال — " تو پهر کیا تمهیں کوئي وارنت ملا ؟ "

جواب — " هاں - میں نے پریسیڈنسي جیل میں سرو کیا "

سوال — " عام طور پر جب تمهیں کسي جلسه کي اطلاع ملتي هے تو کیا تم کوئي رپورٹر وهاں بهیجتے هو ؟ "

جواب — " هاں "

سوال — " کیا یهي وہ رپورٹ اور اسکي نقل هے جو تمهیں دکهائي گئي تهي ؟ "

جواب — " هاں "

(ابو اللیث محمد)

اسکے بعد سرکاري شارت هینڈ رپورٹر ابو اللیث محمد پیش هوا - اسنے بیان کیا " میں گورنمنت آف بنگال کا شارت هینڈ رپورٹر هوں " -

یہاں مجسٹریت نے مولانا کو مخاطب کرکے کہا : " کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپکے لیے گواہي کا ترجمہ کرایا جاے ؟ "

جواب میں مولانا نے فرمایا " مجھے کسي ترجمہ کي ضرورت نہیں - ہاں اگر عدالت کو ضرورت ہو تو وہ خود ایسا کرسکتي ہے - "

مجسٹریت — " تو کیا آپ انگریزي سمجھتے ہیں ؟ "

مولانا — " نہیں "

مجسٹریت — مترجم سے " بہتر ہے کہ تم ترجمہ کرتے جاؤ "

گواہ نے اپنا بیان جاري رکھتے ہوے کہا :

" میں کلکتہ یونیورسیٹي کا تعلیم یافتہ ہوں - تقریباً ۱۸ - مہینہ تک لکھنؤ کرسچین کالج میں رہچکا ہوں - وہاں میں نے اُردو مختصر نویسي میں ایک آنر سرٹیفکٹ اور سند حاصل کي - "

" ۱۶۰ - حرف في منٹ میري رفتار ہے - میں اُردو سمجھتا ہوں - اُردو مختصر نویسي میں نے لکھنؤ میں سیکھي ہے - "

" یکم جولائي مجھے یاد ہے - اُس روز میں مرزا پور پارک کے ایک جلسہ میں مقرر ہوا تھا - اُردو میں وہاں جو جو تقریریں ہوئیں انکے میں نے نوٹ لیے تھے - ملزم نے وہاں اُردو میں تقریر کي تھي - اور وھي اس جلسہ کے صدر تھے - "

" حتی الامکان میں نے بہتر نوٹ لیے ، اور حسب معمول مسٹر گولڈي کمشنر کے پاس بھیج دیا - مسٹر گولڈي نے اسپر ۲۵ - تاریخ کو دستخط کیا - اسکے بعد میں نے اسی تقریر کي نقل اردو لانگ ھینڈ میں لي - اور مسٹر گولڈي کے سامنے پیش کیا - "

" اسپر مسٹر گولڈي کا ۱۴ - دسمبر سنہ ۲۱ ء کا دستخط موجود ہے - "

(بابو باما چرن چٹرجي)

اسکے بعد باما چرن چٹرجي سرکاري مترجم پیش ہوا - اسنے بیان کیا " وہ اردو اور ھندي کا مترجم ہے ، اور الہ آباد یونیورسٹي کا تعلیم یافتہ ہے "

سرکاري وکيل — " پهلي جولائي کي اردو تقرير کو ذرا ديکهو؟ "

گواه — " ميں نے هي اسکا ترجمه کيا تها - اسپر ميرا دستخط موجود هے - ميں نے جتني الامکان اسکا بهتر ترجمه کيا - "

سرکاري وکيل — " دوسري تقرير کو ديکهو جو ۱۵ جولائي کي هے - "

گواه — " ميں نے اسکا بهي صحيح ترجمه کيا هے - "

(انسپکٹر محمد اسمعيل)

اسکے بعد محمد اسمعيل انسپکٹر اسپيشل برانچ بلوايا گيا - اسنے بيان کيا :
" ميں مرزا پور پارک ميں متعين کيا گيا تها - وهاں ميں نے ملزم کو ديکها - انهوں نے وهاں ايک تقرير کي تهي - ميں نے اردو لانگ هينڈ ميں پهلي جولائي کي تقرير کا نوٹ ليا تها - ملزم اس جلسه کے صدر تهے - اور اسي حيثيت سے تقرير کی تهي - "

سرکاري وکيل — " جلسه کس غرض سے هوا تها ؟ "

گواه — " مبلغين خلافت : حکيم سعيد الرحمن ' جگدمبا پرشاد ' اور اجودهيا پرشاد کي گرفتاري کے متعلق - "

" جلسه ميں تقريباً ۱۲ - هزار آدميونکا مجمع تها - هر قسم کے لوگ جلسه ميں موجود تهے' ليکن ۵۰ - في صدي مسلمان تهے - ميں نے صحيح نوٹ ليے تهے - انسپکٹر کے - ايس گهوسال اور دوسرے افسر ميرے همراه تهے - اور يه (مولانا ابوالکلام آزاد) صدر جلسه کي اردو تقرير کا نوٹ هے - اسکے بعد بابو پنچکوري بنرجي نے تقرير کي تهي - "

" بابو پنچکوري بنرجي کي تقرير صدر جلسه کي تقرير کے ساتهه شامل هے - "

" ۱۵ - جولائي کو بهي ميں مرزا پور پارک ميں متعين کيا گيا تها - ميں وهاں گيا تها - ميں نے وهانکي تقريروں کے نوٹ ليے - انسپکٹر مکرجي اور مسٹر کر بهي ميرے همراه تهے - مولوي نجم الدين اور ملزم نے اس جلسه ميں تقرير کي تهي - ميں نے ان تقريرونکا نوٹ لانگ هينڈ ميں ليا - ميں نے تقرير کے صرف انهي حصونکا صحيح نوٹ ليا جنهيں ميں نے ضروري سمجها تها - "

" ميں کلکته يونيورسٹي کا تعليم يافته اور بي - ايس - سي - هوں - ميں اردو سمجهتا هوں - تقريباً ۱۰ - اور ۱۲ - هزار کے درميان جلسه ميں لوگونکا مجمع تها - "

یہاں سرکاري وکیل نے گواہ سے کہا " نوٹ دیکھکر ذرا اپنے حافظہ کو درست کرو " گواہ نے نوٹ دیکھکر بتایا " ۱۰ - ہزار کا مجمع تھا - اور ہم نے ایک مشترکہ نوٹ داخل کیا تھا "

(پولیس انسپکٹر کے - ایس - گھوسال)

اسکے بعد کے - ایس - گھوسال انسپکٹر اسپیشل برانچ کی شہادت لیگئي - اسنے بیان کیا :

" میں کلکتہ یونیورسٹی کا گریجوئٹ ھوں - یکم جولائی سنہ ۱۹۲۱ کو مرزا پور اسکوئر کے جلسہ میں میں گیا تھا - ملزم اس جلسہ کے صدر تھے - میں نے تقریروں کے نوٹ لانگ ھینڈ میں لیے تھے - میں تقریر کے صرف انہی حصوں کا نوٹ لیا کرتا ھوں جنھیں میں ضروري سمجھتا ھوں - میں نے انکے صحیح نوٹ لیے تھے (نوٹ پیش کرتے ھوے) یہ پہلي جولائی کي متفقہ رپورٹ ھے - اسمیں صدر (ملزم) کي تقریر بھي شامل ھے - یہ نوٹ مسٹر گولڈي کي خدمت میں پیش کردیے گئے تھے - جنپر انھوں نے اپنا دستخط کردیا تھا - "

سرکاري وکیل - " جلسہ کس غرض سے ھوا تھا ؟ "

جواب — " سعید الرحمن ' جگدمبا پرشاد ' اور اجودھیا پرشاد کي گرفتاري کے خلاف صداے احتجاج بلند کرنیکي غرض سے - تقریباً ۱۲ - ہزار آدمیوں کا مجمع تھا - ھر قسم کے لوگ اسمیں شریک تھے - لیکن نصف کے قریب ھندوستانی مسلمان تھے - بقیہ نصف ھندوستاني ھندو اور بنگالي تھے "

(انسپکٹر بي - بي - مکرجي)

اسکے بعد بي - بي مکرجي انسپکٹر سي - آئي - ڈي پیش ھوا - اسنے بیان کیا :

" مرزا پور پارک کے ایک جلسہ میں نوٹ لینے کیلیے میں مقرر ھوا تھا - میں نے نوٹ لیے اور ۱۵ - جولائي سنہ ۱۹۱۲ - کو ڈپٹي کمشنر کي خدمت میں پیش کر دیا - "

" ملزم اس جلسہ کے صدر تھے - انہوں نے وھاں ایک تقریر کی تھی - میں نے اسکے صحیح نوٹ لیے تھے - یہ نوٹ اسی روز شام کو مسٹر گولڈي کے سامنے پیش کردیے گئے - اسپر انکا دستخط موجود ہے - محمد اسمعیل اور میں، دونوں نے ایک مشترکہ نوٹ داخل کیا تھا - ملزم نے اردو میں تقریر کی تھی - میں کچھہ کچھہ اس زبان کو سمجھتا ہوں - "

" یہ جلسہ تین مبلغین خلافت: حکیم سعید الرحمن، جگدمبا پرشاد، اور اجودھیا پرشاد کی گرفتاری کے خلاف صداے احتجاج بلند کرنے اور لوگوں کو جیل جانے کی ترغیب دینے اور شوق دلانے کی غرض سے ہوا تھا "

تقریباً ۱۰ - ہزار کا مجمع تھا - مسلمان، ہندو، اور ھوڑا اور للوا کے ملوں کے بہت سے مزدور اسمیں شریک تھے - تقریبا ۵۰ - والنٹیر بیج لگاے ہوے تھے جسپر یہ لکھا تھا " جیل جانے کیلیے طیار ہیں "

(مسٹر گولڈي دوبارہ)

مسٹر گولڈي پھر بلواے گئے - انہوں نے ریپورٹ اور نوٹ پر جو وھاں پیش کیے گئے تھے، اپنے دستخط ہونیکی تصدیق کی -

اسکے بعد سرکاری وکیل نے پہلی جولائی کی تقریر کا انگریزی ترجمہ پڑھکر سنایا - اور کہا " ۱۵ - جولائی کو بھی اسی قسم کی تقریر ہوئی تھی "

پھر اسنے چارج مجسٹریٹ کے حوالہ کردیا - اسکے بعد لنچ کیلیے کارروائی ملتوی کی گئی -

(لنچ کے بعد کی کارروائی)

۳ بجکر ۲۰ - منٹ پر مجسٹریٹ عدالت میں داخل ہوا - مولانا کو بلوایا گیا - جسوقت مولانا صحن سے ہوکر عدالت کے کمرہ میں لاے جارہے تھے، تو باہر کے عظیم الشان مجمع نے جو سڑک پر کھڑا تھا - مولانا کی ایک ذرا سی جھلک دیکھہ پائی، اور اللہ اکبر کی گونج سے در و دیوار ھل نے لگے -

جب مولانا کمرہ میں داخل ہوے تو تمام حاضرین سروقد اٹھہ کھڑے ہوے، اور بلا قصد انکی زبان سے بھی اللہ اکبر کا نعرہ نکل گیا اگرچہ خود مولانا ھاتھہ کے اشارے

سے روکتے رھے - مجسٹریٹ نے گھبرا کر فوراً سرجنٹ کو کمرہ خالي کرا دینے کا حکم دیا جسپر فوراً عمل کیا گیا - صرف چند آدمي جو کرسیوں پر بیٹھے ھوے تھے اندر رھگئے -

شارٹ ھینڈ اُردو رپورٹر نے ان دونوں تقریروں کو جنکي بنا پر دعوی کیا گیا ھے ' پڑھکر سنایا -

اسکے بعد ۱۲۴ - الف کے ماتحت فرد قرارداد جرم لگا دي گئي -

مجسٹریٹ ـــ مولانا سے - " کیا آپ کچھہ کہنا چاھتے ھیں ؟ "

مولانا ـــ " نہیں "

مجسٹریٹ ـــ " کیا آپ کوئي گواہ پیش کرنا چاھتے ھیں ؟ "

مولانا ـــ " نہیں - اگر میں نے ضرورت دیکھي تو آخر میں اپنا تحریري بیان پیش کرونگا " -

مجسٹریٹ ـــ " کیا آپکو کاغذ کي ضرورت ھے ؟ "

مولانا ـــ " نہیں "

مجسٹریٹ ـــ کیا آپکو اور کسي چیز کي ضرورت ھے ؟ "

مولانا ـــ میں اپني تقریروں کي نقل چاھتا ھوں - (جو انہیں دے دي گئي)

یہاں سرکاري وکیل نے مجسٹریٹ سے درخواست کي کہ عرضي دعوی کي بھي ایک نقل ملزم کو دے دي جاے -

اسکے بعد مقدمہ ۱۱ - جنوري تک کیلیے ملتوي کردیا گیا ' مقدمہ کے تمام دوران میں عدالت کے احاطہ اور سڑک پر عظیم الشان مظاھرہ جاري تھا - قومي نعروں کي آوازیں برابر بلند ھو رھي تھیں - جونھي مولانا جیل کي گاڑي میں سوار ھونے لگے ' ابو الکلام آزاد کي جے ' بندے ماترم ' مہاتما گاندھي کي جے ' ھندو مسلمانوں کي جے ' اور اللہ اکبر کے پر شکوہ نعروں سے تمام فضا گونج اُٹھي !

لوگوں کي اسقدر کثرت تھي کہ کچھہ عرصہ تک گاڑیوں کي آمد و رفت بھي رک گئي تھي -

نقــــل اِستغــــاثــــہ

بعدالت چیف پریسیڈنسي مجسٹریٹ کلکتہ

براے گرفتـاري زیر دفعہ ۱۲۴ - الف تعــزیرات هنــد

جے - اے - ایم - گولڈي - ڈپٹي کمشنر آف پولیس - اسپیشل برانچ کلکتہ - مدعي

مــولانا ابــوالکــلام آزاد - مدعا علیہ

مذکورۂ بالا مدعی کا بیان حسب ذیل ھے :

(۱) یکم جولائي سنہ ۱۹۲۱ کو مدعا علیہ نے مرزاپور پارک میں نان کواپریشن اور بائیکاٹ کے مضمون پر اُردو میں ایک تقریرکي تھي -

ایک اُردو مختصر نویس نے انکي پوري تقریر کے نوٹ اُردو میں لیے - مذکورۂ بالا نوٹ کے نقل کي ایک اردو کاپي جسپر انگریزي حرف " اے " کا نشان بنا ھے ' منسلک درخواست ھذا ھے - مذکورۂ بالا شارٹ هینڈ نوٹ کا انگریزي ترجمہ بھي شامل ھے ' جسے گورنمنٹ آف بنگال کے ایک بنگالي مترجم نے کیا ھے - اُس پر انگریزي حرف " بي " کا نشان ھے -

(۲) پھر ۱۵ - جولائي سنہ ۱۹۲۱ کو ملزم مذکور نے اردو میں ایک دوسري تقریر اُسي جگھہ اور اُسي مضمون پر کي - اور ایک اردو رپورٹر نے انکي پوري تقریر کا اردو شارٹ هینڈ میں نوٹ لیا - اُس نوٹ کي ایک نقل جسپر حرف " سي " کا نشان ھے ' منسلک ھے - اور دوسرا کاغذ جسپر حرف " ڈي " کا نشان ھے ' مذکورۂ بالا شارٹ هینڈ نوٹ کا انگریزي ترجمہ ھے ' جسے گورنمنٹ بنگال کے ایک بنگالي مترجم نے کیا ھے -

(۳) دونوں موقعوں پر اسپیشل برانچ کے تین اور افسروں نے بھي لانگ هینڈ میں نوٹ لیے تھے - اور وہ اُس شارٹ هینڈ رپورٹ کي تصدیق کرتے هیں -

(۴) تقریروں کے دیکھنے سے اندازہ هوسکتا هے که مقرر نے اپني ان تقریروں سے گورنمنٹ قائم شدہ بروے قانون کے خلاف لوگوں میں حقارت و نفرت پھیلانے کي کوشش کي - اور اسطرح ایک ایسے جرم کا ارتکاب کیا جسکي وجه سے ۱۲۴ - الف تعزیرات هند کے ماتحت سزا کا مستوجب قرار پاسکتا هے -

(۵) گورنر ان کونسل نے مدعي کو یه حکم اور اختیار دیا هے که وہ مولانا ابو الکلام آزاد کو مذکورۂ بالا جرم کي بنا پر زیر دفعه ۱۲۴ - الف تعزیرات هند گرفتار کرے ' اور انکے خلاف چارہ جوئي کرے - سینکشن کي اصل کاپي منسلک هے ' اور اسپر حرف " اے " کا نشان هے - لهذا مدعي یه درخواست کرتا هے که ملزم کے خلاف حکم نامه جاري کیا جاے که وہ مذکورۂ بالا الزامات کي جوابدهي کرے ' اور اسکے حاضر هونے پر مقدمه چلایا جاے ' نیز قانون کے مطابق کارروائي عمل میں لائي جاے -

---

چـــوتھي پیشـــي

(۱۱ - جنوري)

۱۱ - تاریخ کو مسٹر سوینهو چیف پریسیڈنسي مجسٹریٹ کي عدالت میں چوتھي پیشي هوئي - حسب معمول کمرہ اور احاطۂ عدالت لوگوں سے پرتھا - لیکن قبل اسکے که کارروائي شروع هو' سارجنٹ نے کمرہ لوگوں سے خالي کرالیا - حتی که ان لوگوں کو بھي رهنے نه دیا جو کرسیوں پر بیٹھے هوے تھے -

اسکے بعد مولانا لاے گئے - جونهي انهوں نے کٹھرے میں قدم رکھا ' تمام وکلاء جو وهاں موجود تھے ' تعظیم کیلیے اُٹھه کھڑے هوے -

مجسٹریٹ نے مولانا سے دریافت کیا :

" کیا آپ کوئي بیان دینا چاهتے هیں ؟ "

مولانا - " هاں "

" اگر عدالت کو کوئي اعتراض نه هو ' تو میں ایک تحریري بیان پیش کرونگا - "

مجسٹریٹ ـــ " کیا وہ آپکے ساتھه هے ؟ "

مولانا ـــ " هاں - یه اُردو میں هے - لیکن میں چاهتا هوں ' اسکا انگریزي ترجمه عدالت میں داخل کروں "

مجسٹریٹ ـــ " تو کیا آپ خود اسکا ترجمه کرالینگے ؟ "

مولانا ـــ " هاں اگر عدالت کو اسمیں کوئي اعتراض نه هو "

مجسٹریٹ ـــ " کیا آپ کو اور کسي چیز کي ضرورت هے ؟ "

مولانا ـــ اگر کوئي حرج نه هو تو میں اپني اس تقریر کا جسے مغویانه بتایا گیا هے انگریزي ترجمه دیکھنا چاهتا هوں "

مجسٹریٹ ـــ " کیا بیان کیلیے اسکي ضرورت هے ؟ "

مولانا ـــ " - میں اسے دیکھنا چاهتا هوں "

مجسٹریٹ نے عدالت سے دریافت کیا که انگریزي ترجمه ملزم کو پہلے هي کیوں نه دیا گیا ؟ اب انہیں فوراً دیدیا جاے - سرکاري وکیل نے ایک پولیس افسر سے کہا - اسنے بیان کیا که اسوقت وہ وهاں موجود نہیں هے - جیل میں بهیجدیا جایگا -

اسکے بعد مقدمه ۱۷ - جنوري سنه ۱۹۲۲ تک کیلیے ملتوي کردیا گیا -

سابق کي طرح آج بهي ایک بہت بڑا مجمع سڑک پر موجود تها اور برابر قومي نعرے لگا رها تها -

---

پانچــــویں پیشـــي

(۱۷ - جنوري)

۱۷ - جنوري کو مولانا کے مقدمه کي سماعت پریسیڈنسي سول جیل میں هوئي - حسب معمول هزاروں آدمي وقت مقررہ پر پریسیڈنسي کورٹ پہنچ گئے تهے - لیکن جب انہیں معلوم هوا که مقدمه کورٹ کے بجاے جیل میں هوگا '

تو اپنے اپنے گھروں کو مایوس واپس گئے - پھر بھی ایک معقول تعداد ھندو مسلمانوں کي فوراً ٹکسیوں پرسوارھوکر جیل پہنچ گئي - مگر رھاں انہیں احاطہ جیل کے اندر جانیکي اجازت نہ دي گئي - بعد کو معلوم ھوا کہ مولانا کے اعزاء اور اخبارات کے نمایندوںکو بھي اندر جانے کي اجازت نہیں ملیگي - عدالت کے اندر صرف مسٹر گرلنٹي ڈپٹي کمشنر اسپیشل برانچ اور چند سي - آئي - ڈي - پولیس افسر موجود تھے - ۱۲ بجے مسٹر سوینہو چیف پریسیڈنسي مجسٹریٹ بمعیت راے بہادر تارک ناتھہ سادھو سرکاري وکیل آئے -

اخبارات کے نمائندوں نے اندر جانے کي پھر کوشش کي لیکن عدالت کے پیشکار نے کہا - حکام جیل سے اسکي درخواست کرني چاھیے - وھي اسکي اجازت دیسکتے ھیں - چنانچہ اسکي تعمیل میں جیلر سے کہا گیا - اُسنے کہا - وہ کمرۂ اب عدالت کو دیدیا گیا ھے - انکا اسمیں کوئی اختیار باقي نہیں - چنانچہ مجسٹریٹ کو اسکي اطلاع دي گئي - لیکن جواب ملا کہ سپرنٹنڈنٹ جیل کے پاس درخواست دي جاے - سپرنٹنڈنٹ اسوقت موجود نہ تھا ' اسلیے ملاقات نہ ھوسکي - لیکن بعد کو سپرنٹنڈنٹ نے مولانا سے کہا کہ نہ تو اسکے طرف سے کوئي روک تھي ' اور نہ وہ روکنے کا مجاز تھا - اسکا اختیار تو صرف مجسٹریٹ کو ھے -

ٹھیک پورے ۱۲ - بجے جیلر کے ھمراہ مولانا آئے - مولانا نے کمرۂ عدالت کے اندر قدم رکھتے ھي دریافت کیا " یہ کارروائي پبلک ھے یا پرائیوٹ ؟

مجسٹریٹ — " پرائیوٹ ؟ "

مجسٹریٹ — " آپ تشریف رکھیں "

مولانا — " کیا آپنے یہ مجھسے کہا ھے ؟ غالباً آپکو یاد نہیں رھا کہ پہلے بھي میں دو مرتبہ آپکے سامنے پیش ھوچکا ھوں "

مجسٹریٹ — " مجھے یاد ھے "

مولانا — " گذشتہ موقعوں پر جب میں دو تین گھنٹے تک مسلسل کھڑا رھسکا - تو آج بھي کھڑے رھنے میں مجھے کوئي تکلیف نہیں ھوسکتي "

مجسٹریٹ — " افسوس ھے کہ مجھے ان موقعوں پر یاد نہ رھا -

مولانا — " (آپکے اس اعتراف کا) شکریہ "

مجسٹریٹ ـــ " کیا آپ اپنا بیان لاۓ ہیں ؟ "

مولانا نے اپنا اردو بیان پیش کردیا اور کہا کہ انکے سکریٹری کی عدم موجودگی کی وجہ سے انگریزی ترجمہ مکمل نہ ہوسکا -

مجسٹریٹ ـــ " تو کیا آپ اسکے ترجمہ کیلیے اور مہلت چاہتے ہیں ؟ "

مولانا ـــ " نہیں - میں نہیں چاہتا کہ محض ترجمہ کیلیے مقدمہ میں تاخیر ہو - "

مجسٹریٹ ـــ " لیکن اگر اسکا انگریزی ترجمہ ہو جاتا تو عدالت کیلیے اسمیں بڑی آسانی ہوتی "

اسکے بعد مقدمہ ۱۹ - تاریخ تک کیلیے ملتوی کردیا گیا - لیکن بعد کو خود بخود ۱۹ - کے بجاۓ ۲۴ - تاریخ کردی گئی -

چھٹی پیشی

ـــــ•••(**)•••ـــــ

(۲۴ - جنوری)

۲۴ - جنوری کو مولانا کا مقدمہ سول جیل میں چیف پریسیڈنسی مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہوا - آج خلاف معمول پبلک کی ایک معقول تعداد کو اندر جانیکی اجازت ملگئی تھی -

ایک بجے کے قریب مولانا تشریف لاۓ اور صرف یہ کارروائی ہوئی کہ مولانا کا بیان عدالت نے لے لیا اور ۳۱ - جنوری آئندہ پیشی کیلیے قرار پائی -

ساتویں پیشی

ـــــ•••[:*:]•••ـــــ

(۳۱ - جنوری)

مولانا کی طبیعت کئی دن سے سخت علیل تھی - جگر کا فعل ناقص ہوجانے کی وجہ سے اسہال کی شکایت لاحق ہوگئی - ۳۱ - کو ایک مرتبہ استفراغ

بهي هوا - جيل کے ڈاکٹر نے کہا - ايسي حالت ميں انکا عدالت ميں جانا نہايت مضر هوگا - سپرنٹنڈنٹ طيار هے کہ عدالت کو اطلاع ديکر پيشي ملتوي کرادي جاے - ليکن مولانا نے پسند نہيں کيا کہ اُنکي وجہ سے کارروائي ميں کسي طرح کا التوا يا تاخير هو - انہوں نے کہا - جب کارروائي جيل هي کے احاطہ ميں هوتي هے تو تهوڑي دير کيليے چند قدم چلا جانا کچهہ دشوار نہ هوگا - جيل سے کوئي اطلاع عدالت کو نہ دي جاے -

ليکن تهوڑي دير کے بعد سپرنٹنڈنٹ جيل مسٹر سوينهو پريسيڈنسي مجسٹريٹ کي چٹهي ليکر آے جو ۳۰ - کي لکهي هوئي تهي اور اس ميں لکها تها کہ مولانا کا مقدمہ ۹ - فروري پر ملتوي کرديا گيا -

۵ - جنوري کي کارروائي کے مقابلے ميں يہ کارروائي غنيمت تهي - کم از کم اطلاع تو ديدي گئي - مگر سوال يہ هے کہ کيا اس طرح کي چٹهي مجسٹريٹ کي موجودگي اور ملزم کي حاضري کے قائم مقام هوسکتي هے ؟ اگر جواب اثبات ميں هو تو يہ گويا قوانين مسلمۂ عدالت ميں ايک نئے قاعدہ کا اضافہ هوگا - هم اسے " ترميم " بهي کہہ سکتے تهے ' مگر جہانتک معلوم هے ' سنہ ۱۹۰۸ ميں صرف ضابطۂ فوجداري هي کي " ترميم " هوئي تهي ' ضابطۂ عدالت کي نہيں هوئي تهي !

اب هم پہلے مولانا کا بيان درج کرتے هيں - اُسکے بعد آخري پيشي کي روئداد اور عدالت کا فيصلہ نقل کرينگے - بيان آئندہ صفحہ سے شروع هوتا هے !
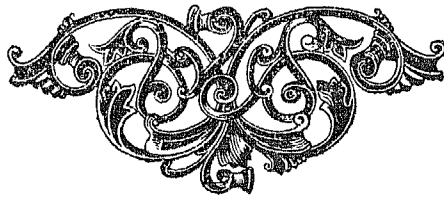
مولانا ابوالکلام کا تحریری بیان

——*:):[:*:]:(:*:——

الحمـــد للـــه وحـــده

—*::*::*—

(عـــارضـي وقفـــه)

میرا ارادہ نہ تھا کہ کوئی تقریری یا تحریری بیان یہاں پیش کروں - یہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں ہمارے لیے نہ تو کسی طرح کی اُمید ہے' نہ طلب ہے' نہ شکایت ہے - یہ ایک موڑ ہے جس سے گذرے بغیر ہم منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے' اسلیے تھوڑی دیر کیلیے اپنی مرضی کے خلاف یہاں دم لے لینا پڑتا ہے - یہ نہ ہوتی تو ہم سیدھے جیل چلے جاتے -

یہی وجہ ہے کہ گذشتہ دو سال کے اندر میں نے ہمیشہ اسکی مخالفت کی کہ کوئی نان کوا پریٹر کسی طرح کا بھی حصہ عدالت کی کارروائی میں لے - آل انڈیا کانگرس کمیٹی' سنٹرل خلافت کمیٹی' اور جمعیۃ العلماء ہند نے اگرچہ اسکی اجازت دیدی ہے کہ پبلک کی واقفیت کیلیے تحریری بیان دیا جاسکتا ہے' لیکن ذاتی طور پر میں لوگوں کو یہی مشورہ دیتا رہا کہ خاموشی کو ترجیح ہے - میں سمجھتا ہوں کہ جو شخص اسلیے بیان دیتا ہے کہ مجرم نہیں' اگرچہ اسکا مقصد پبلک کی واقفیت ہو' تاہم وہ اشتباہ سے محفوظ نہیں ہے - ہوسکتا ہے کہ اپنے بچاؤ کی ایک ہلکی سی خواہش اور سماعت حق کی ایک کمزور سی توقع اسکے اندر کام کر رہی ہو - حالانکہ نان کو اپریشن کی راہ بالکل قطعی اور یک سو ہے - وہ اس بارے میں اِشتباہ بھی گوارا نہیں کرسکتی -

(کامل مایوسی' اسلیے کامل تبدیلی کا عزم)

" نان کو اپریشن " موجودہ حالت سے کامل مایوسی کا نتیجہ ہے' اور اسی مایوسی سے کامل تبدیلی کا عزم پیدا ہوا ہے - ایک شخص جب گورنمنت سے

تان کو اپریشن کرتا ہے، تو گویا اعلان کرتا ہے کہ وہ گورنمنٹ کے انصاف اور حق
پسندی سے مایوس ہوچکا - وہ اسکی غیر منصف طاقت کے جواز سے منکر ہے، اور
اسی لیے تبدیلی کا خواهشمند ہے - پس جس چیز سے وہ اس درجہ مایوس ہوچکا
کہ تبدیلی کے سوا کوئی چارہ نہیں دیکھتا، اس سے کیونکر امید کرسکتا ہے کہ ایک
منصف اور قابل بقا طاقت کیطرح اسکے ساتھہ انصاف کریگی ؟

اس اصولی حقیقت سے اگر قطع نظر کرلیا جاے، جب بھی موجودہ حالت
میں بریت کی امید رکھنا ایک بے سود زحمت سے زیادہ نہیں ہے - یہ گویا اپنی
ایک ایک ریشہ معمور ہو رہا ہے ؟ کاش غافل اور نفس پرست انسان اسکی ایک
جھلک ہی دیکھہ پاے ! اگر ایسا ہوتا تو میں سچ کہتا ہوں کہ لوگ اس جگہہ کیلیے
دعائیں مانگتے !

(میں بیان کیوں دیتا ہوں ؟)

بہرحال میرا ارادہ نہ تھا کہ بیان دوں - لیکن ۶ - جنوری کو جب میرا
مقدمہ پیش ہوا، تو میں نے دیکھا - گورنمنٹ مجھے سزا دلانے کے معاملے میں
نہایت عاجز اور پریشان ہو رہی ہے، حالانکہ میں ایسا شخص ہوں جسکو اسکی
خواهش اور خیال کے مطابق سب سے پہلے اور سب سے زیادہ سزا ملنی چاهیے -
افراد و اشخاص سے نہیں ہے -

(عدالت گاہ نا انصافی کا قدیم ترین ذریعہ ہے)

ہمارے اس دور کے تمام حالات کیطرح یہ حالت بھی نئی نہیں ہے -
تاریخ شاهد ہے کہ جب کبھی حکمراں طاقتوں نے آزادی اور حق کے مقابلہ میں
ہتیار اٹھاے ہیں، تو عدالت گاہوں نے سب سے زیادہ آسان اور بے خطا ہتیار کا کام
دیا ہے - عدالت کا اختیار ایک طاقت ہے، اور وہ انصاف اور نا انصافی، دونوں کے
لیے استعمال کی جاسکتی ہے - منصف گورنمنٹ کے ہاتھہ میں وہ عدل و حق
کا سب سے بہتر ذریعہ ہے لیکن جابر اور مستبد حکومتوں کیلیے اس سے بڑھکر انتقام
اور نا انصافی کا کوئی آلہ بھی نہیں -

تاریخ عالم کی سب سے بڑي نا انصافیاں میدان جنگ کے بعد عدالت کے ایوانوں هی میں هوئی هیں - دنیا کے مقدس بانیان مذهب سے لیکر سائنس کے محققین اور مکتشفین تک ' کوئی پاک اور حق پسند جماعت نہیں هے جو مجرموں کی طرح عدالت کے سامنے کهڑي نه کی گئی هو - بلا شبه زمانے کے انقلاب سے عہد قدیم کی بہت سي برائیاں مٹ گئیں - میں تسلیم کرتا هوں که اب دنیا میں دوسري صدي عیسوي کی خوفناک رومی عدالتیں ' اور از منۂ متوسطه (مڈل ایجز) کي پراسرار " انکویزیشن " وجود نہیں رکهتی ' لیکن میں یه ماننے ایسي جگه هے جہاں همارے لیے نه تو کسي طرح کي امید هے ' نه طلب هے ' نه شکایت هے - یه ایک موڑ هے جس سے گذرے بغیر هم منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے ' اسلیے تهوڑي دیر کیلیے اپني مرضي کے خلاف یہاں دم لے لینا پڑتا هے - یه نه هوتي تو هم سیدهے جیل چلے جاتے -

یہي وجه هے که گذشته دو سال کے اندر میں نے همیشه اسکي مخالفت کي نه کوئي نان کوا پریٹر کسي طرح کا بهي حصه عدالت کي کارروائي میں لے - ل انڈیا کانگرس کمیٹي ' سنٹرل خلافت کمیٹي ' اور جمعیة العلماء هند نے اگرچه اسکي اجازت دیدي هے که پبلک کي واقفیت کیلیے تحریري بیان دیا جاسکتا هے '

کیے گئے - هم کو اسمیں سقراط نظر آتا هے جسکو صرف اسلیے زهر کا پیاله پینا پڑا که وہ اپنے ملک کا سب سے زیادہ سچا انسان تها - هم کو اسمیں فلورنس کے فدا کار حقیقت گلیلیو کا نام بهي ملتا هے ' جو اپني معلومات و مشاهدات کو اسلیے جهٹلا نه سکا که وقت کي عدالت کے نزدیک انکا اظہار جرم تها - میں نے حضرت مسیح کو انسان کہا ' کیونکه میرے اعتقاد میں وہ ایک مقدس انسان تے جو نیکي اور محبت کا آسماني پیام لیکر آئے تے - لیکن کروڑوں انسانوں کے اعتقاد میں تو وہ اس سے بهي بڑهکر هیں ؟ تاهم یه مجرموں کا کٹهرا کیسي عجیب مگر عظیم الشان جگه هے ' جہاں سب سے اچهے اور سب سے برے ' دونوں طرح کے آدمي کهڑے کیے جاتے هیں ؟ اتني بڑي هستي کیلیے بهي یه ناموزوں جگه نہیں !

(حمــد و شکــر !)

اس جگهه کي عظيم الشان اور عميق تاريخ پر جب ميں غور کرتا هوں ' اور ديکهتا هوں که اسي جگهه کهڑے هونيکي عزت آج ميرے حصه ميں آئي هے ' تو بے اختيار ميري روح خدا کے حمد و شکر ميں ڈوب جاتي هے ' اور صرف وهي جان سکتا هے که ميرے دل کے سرور و نشاط کا کيا عالم هوتا هے ؟ ميں مجرموں کے اس کٹهرے ميں محسوس کرتا هوں که پادشاهوں کيليے قابل رشک هوں - انکو اپني خوابگاه عيش ميں وه خوشي اور راحت کہاں نصيب جس سے ميرے دل کا ايک ايک ريشه معمور هو رها هے ؟ کاش غافل اور نفس پرست انسان اسکي ايک جهلک هي ديکهه پاے ! اگر ايسا هوتا تو ميں سچ کہتا هوں که لوگ اس جگهه کيليے دعائيں مانگتے !

(ميں بيان کيوں ديتا هوں ؟)

بهر حال ميرا اراده نه تها که بيان دوں - ليکن ۹ - جنوري کو جب ميرا مقدمه پيش هوا ' تو ميں نے ديکها - گورنمنٹ مجهے سزا دلانے کے معاملے ميں نهايت عاجز اور پريشان هو رهي هے ' حالانکه ميں ايسا شخص هوں جسکو اسکي خواهش اور خيال کے مطابق سب سے پہلے اور سب سے زياده سزا ملني چاهيے -

پہلے ميرے خلاف دفعه ١٧ - ٢ ترميم ضابطۂ فوجداري کا دعوی کيا گيا تها - ليکن جب اسکا ويسا ثبوت بهي بهم نه هوسکا ' جيسا آجکل اثبات جرم کيليے کافي تصور کيا جاتا هے ' تو مجبوراً واپس لے ليگئي - اب ١٢٤ - الف کا مقدمه چلايا گيا هے - ليکن بد قسمتي سے يه بهي مقصد براري کيليے کافي نهيں - کيونکه جو تقريريں ثبوت ميں پيش کي گئي هيں ' وه اُن بهت سي باتوں سے بالکل خالي هيں جو اپني بے شمار تقريروں اور تحريروں ميں هميشه کهتا رها هوں اور جو شايد گورنمنٹ کيليے زياده کار آمد هوتيں -

يه ديکهکر ميري راے بدل گئي - ميں نے محسوس کيا که جو سبب بيان نه دينے کا تها ' وهي اب متقاضي هے که خاموش نه رهوں - اور جس بات کو گورنمنٹ

باوجود جاننے کے دکھلا نہیں سکتی، اسے خود کامل اقرار کے ساتھہ اپنے قلم سے لکھدوں - میں جانتا ہوں کہ قانون عدالت کی رو سے یہ میرے فرائض میں داخل نہیں ھے - میری جانب سے پراسکیوشن کیلیے یہی بہت بڑی مدد ھے کہ میں نے ڈیفنس نہیں کیا - لیکن حقیقت کا قانون عدالتی قواعد کی حیلہ جوئیوں کا پابند نہیں ھے - یقیناً یہ سچائی کے خلاف ہوگا کہ ایک بات صرف اسلیے پوشیدہ رہنے دی جاے کہ مخالف اپنی عاجزی کیوجہ سے ثابت نہ کرسکا -

(اقــرار " جــرم ")

(۱) هندوستان کی موجودہ بیورو کریسی ایک ویسا ھی حاکمانہ اقتدار ھے جیسا اقتدار ملک و قوم کی کمزوری کی وجہ سے همیشہ طاقتور انسان حاصل کرتے رھے هیں - قدرتی طور پر یہ اقتدار قومی بیداری کے نشو و نما اور آزادی و انصاف کی جد و جہد کو مبغوض رکھتا ھے - کیونکہ اسکا لازمی نتیجہ اُسکی غیر منصفانہ طاقت کا زوال ھے، اور کوئی وجود اپنا زوال پسند نہیں کرسکتا اگرچہ از روے انصاف کتنا ھی ضروری ھو - یہ گویا تنازع للبقاء (Struggle for Existance) کی ایک جنگ ہوتی ھے جسمیں دونوں فریق اپنے اپنے فوائد کیلیے جد و جہد کرتے هیں - قومی بیداری چاهتی ھے کہ اپنا حق حاصل کرے - قابض طاقت چاهتی ھے کہ اپنی جگہہ سے نہ هٹے - کہا جاسکتا ھے کہ پہلے فریق کیطرح آخر الذکر بھی قابل ملامت نہیں - کیونکہ وہ بھی اپنے بچاؤ کے لیے هاتھہ پاؤں مارتا ھے - یہ دوسری بات ھے کہ اسکا وجود انصاف کے خلاف واقع ھوا ھو - هم طبیعت کی مقتضیات سے تو انکار نہیں کر سکتے ؟ یہ واقعہ ھے کہ دنیا میں نیکی کی طرح برائی بھی زندہ رھنا چاهتی ھے - وہ خود کتنی ھی قابل ملامت ھو، لیکن زندگی کی خواهش قابل ملامت نہیں ھے -

هندوستان میں بھی یہ مقابلہ شروع ھوگیا ھے - اسلیے یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ھے اگر بیورو کریسی کے نزدیک آزادی اور حق طلبی کی جد و جہد جرم ھو، اور وہ اُن لوگوں کو سخت سزاؤں کا مستحق خیال کرے جو انصاف کے نام سے اسکی غیر منصفانہ هستی کے خلاف جنگ کر رھے هیں میں اقرار کرتا ھوں کہ میں نہ صرف

اسکا مجرم ھوں ' بلکہ ان لوگوں میں ھوں جنھوں نے اس جرم کی اپنی قوم کے دلوں میں تخم ریزي کی ھے ' اور اسکي آبیاري کیلیے اپني پوري زندگي وقف کردي ھے - میں مسلمانان ھند میں پہلا شخص ھوں جس نے سنہ ۱۹۱۲ - میں اپني قوم کو اس جرم کي عام دعوت دي ' اور تین سال کے اندر اس غلامانہ روش سے انکا رخ پھیر دیا جس میں گورنمنٹ کے پر پیچ فریب نے مبتلا کر رکھا تھا - پس اگر گورنمنٹ مجھے اپنے خیال میں مجرم سمجھتي ھے اور اسلیے سزا دلانا چاھتي ھے ' تو میں پوري صاف دلي کے ساتھہ تسلیم کرتا ھوں کہ یہ کوئي خلاف توقع بات نہیں ھے جسکے لیے مجھے شکایت ھو -

میں جانتا ھوں کہ گورنمنٹ فرشتہ کے طرح معصوم ھونے کا دعوی رکھتي ھے کیونکہ اس نے خطاؤں کے اقرار سے ھمیشہ انکار کیا ' لیکن مجھے یہ بھي معلوم ھے کہ اس نے مسیح ھونے کا کبھي دعوی نہیں کیا - پھر میں کیوں امید کروں کہ وہ اپنے مخالفوں کو پیار کریگي ؟ وہ تو وھي کریگي جو کررھي ھے ' اور جو ھمیشہ استبداد نے آزادي کے مقابلہ میں کیا ھے - پس یہ ایک ایسا قدرتي معاملہ ھے جسمیں دونوں فریق کیلیے شکوہ و شکایت کا کوئي موقعہ نہیں - دونوں کو اپنا اپنا کام کیے جانا چاھیے -

(گورنمنٹ بنگال اور میري گرفتاري)

(۲) میں یہ بھي ظاھر کردینا چاھتا ھوں کہ میرا معاملہ جو کچھہ تھا ' گورنمنٹ آف انڈیا سے تھا - وہ کسي خاص معین الزام کي بنا پر نہیں بلکہ موجودہ تحریک کي عام مشغولیت کیوجہ سے مجھے گرفتار کرسکتي تھي ' اور جیسا کہ قاعدہ ھے گرفتاري کیلیے کوئي حیلہ پیدا کرلیتي - چنانچہ ملک میں عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ علي برادر سے مجھے زیادہ مہلت دي گئي مگر اب زیادہ عرصہ تک تغافل نہیں کیا جائیگا - لیکن یہ واقعہ ھے کہ گورنمنٹ بنگال کے سامنے اس وقت میرا معاملہ نہ تھا - نہ وہ دفعہ ۱۲۴ - الف کا مقدمہ چلانا چاھتي تھي - اس دفعہ کے ثبوت میں جو تقریریں پیش کي گئی ھیں ' وہ نصف سال پہلے کلکتہ میں کي گئي ھیں ' اور گورنمنٹ نے مقدمہ کي اجازت ۲۲ - دسمبر کو دي

ہے۔ یعنی میری گرفتاری سے بارہ دن بعد - اگر فی الواقع ان تقریروں میں سڈیشن تھا ' تو کیوں مجھے چھ ماہ تک گرفتار نہیں کیا گیا ؟ اور اب گرفتار کیا بھی تو گرفتاری کے بارہ دن بعد ؟ ہر شخص ان دو واقعات سے صاف صاف سمجھ لے سکتا ہے کہ صورت حال کیا ہے ؟ خصوصاً جب یہ تیسرا واقعہ بھی بڑھا دیا جائے کہ ابتدا میں جو دفعہ ظاہر کی گئی ' وہ ۱۲۴ - نہ تھی - ۱۷ - ترمیم ضابطۂ فوجداری تھی - پچیس دن کے بعد مجھسے کہا جاتا ہے کہ وہ واپس لے لیگئی ہے !

(گرفتاری کا اصلی باعث)

حقیقت یہ ہے کہ میری گرفتاری میں اس دفعہ کو کوئی دخل نہیں - یہ قطعی ہے کہ مجھے اُنھی حالات کے سلسلہ میں گرفتار کیا گیا جو ۱۷ - نومبر کے بعد رو نما ہوئے ہیں ' اگر میں پہلی دسمبر کو کلکتہ نہ آتا ' یا ۱۰ - دسمبر سے پہلے باہر چلا جاتا - جسکی جلسۂ جمعیۃ العلماء بدایوں کی وجہ سے توقع تھی ' تو گورنمنٹ بنگال مجھسے کوئی تعرض نہ کرتی -

۱۷ - نومبر کے بعد دنیا کی تمام چیزوں میں سے جو چاہی جاسکتی ہیں ' وہ صرف یہ چاہتی تھی کہ ۲۴ - نومبر کو جب پرنس کلکتہ پہنچیں تو ہڑتال نہو ' اور جو جابرانہ بے وقوفی ترمیم ضابطہ فوجداری سنہ ۱۹۰۸ کے نفاذ میں ہوگئی ہے ' وہ ایک دن کیلیے بھی قبول کرلی جائے - وہ خیال کرتی تھی کہ میری اور مسٹر سی - آر - داس کی موجودگی اس میں حارج ہے ' اسلیے کچھ عرصہ کے تذبذب اور غور و فکر کے بعد ہم دونوں گرفتار کرلیے گئے - گرفتاری بلا وارنٹ کے ہوئی تھی ' لیکن جب دوسرے دن ضابطہ کی نمائش پوری کرنے کیلیے مجسٹریٹ جیل میں بھیجا گیا ' تو مسٹر داس کی طرح میری گرفتاری کیلیے بھی دفعہ ۱۷ - ۲ - ترمیم ضابطہ فوجداری کے ماتحت وارنٹ پیش کیا گیا -

میں گذشتہ دو سال کے اندر بہت کم کلکتہ میں رہسکا ہوں - میرا تمام وقت زیادہ تر تحریک خلافت کی مرکزی مشغولیت میں صرف ہوا - یا ملک کے پیہم دوروں میں - اکثر ایسا ہوا کہ مہینے دو مہینے کے بعد چند دنوں کیلیے کلکتہ آیا

اور بنگال پر اونشیل خلافت کمیٹی کے کاموں کی دیکھہ بھال کرکے پھر باھر چلا گیا - وسط نومبر سے بھی میں سفر میں تھا - ۱۶ کو کلکتہ سے روانہ ھوا تاکہ جمعیۃ العلماء ھند کے سالانہ اجلاس لاھور میں شریک ھوں - وھاں مہاتما گاندھی کے تار سے بمبئی کی شورش کا حال معلوم ھوا اور میں بمبئی چلا گیا - جنوری تک میرا ارادہ واپسی کا نہ تھا - کیونکہ ۱۰ - دسمبر کو جمعیۃ العلماء کا اسپیشل اجلاس بدایوں میں تھا - اُس میں شرکت ضروری تھی - اسکے علاوہ مجھے تمام وقت انگورہ فنڈ کی فراھمی میں صرف کرنا تھا - لیکن یکایک گورنمنت بنگال کے تازہ جبر و تشدد اور ۱۸ - کے کمیونک کی اطلاع بمبئی میں ملی ' اور میرے لیے ناممکن ھوگیا کہ ایسی حالت میں کلکتہ سے باھر رھوں - میں نے مہاتما گاندھی سے مشورہ کیا - اُنکی بھی یہی راے ھوئی کہ مجھے تمام پروگرام ملتوی کرکے کلکتہ چلا جانا چاھیے - زیادہ خیال ھمیں اس بات کا تھا کہ کہیں ایسا نہو - گورنمنت کا جبر و تشدد لوگوں کو بے قابو کردے اور کوئی بات صبر و ضبط کے خلاف کر بیٹھیں - علی الخصوص جبکہ " سول گارڈ " کے قیام کی خبریں بھی آچکی تھیں ' اور اس بارے میں ھمیں کوئی نہیں غلطی نہیں ھوسکتی تھی کہ یہ نئی اسلحہ بندی کن شریفانہ اور پر امن اغراض کیلیے رجوہ میں آئی ھے ؟

میں پہلی دسمبر کو کلکتہ پہنچا - میں نے ظلم اور برداشت ' دونوں کے انتہائی مناظر اپنے سامنے پاے !

میں نے دیکھا کہ ۱۷ - نومبر کی یادگار ھڑتال سے بے بس ھوکر گورنمنت اُس آدمی کی طرح ھوگئی ھے جو جوش اور غصہ میں آپے سے باھر ھو جاے ' اور غیظ و غضب کی کوئی حرکت بھی اُس سے بعید نہو - سنہ ۱۹۰۸ کے کریمنل لا امنڈمنت ایکت کے ماتحت قومی رضا کارونکی تمام جماعتیں " مجمع خلاف قانون " (ان لافل) قرار دیدی گئی ھیں ' پبلک اجتماعات یکقلم روک دیے ھیں ' قانون صرف پولیس کی مرضی کا نام ھے ' وہ " ان لافل جماعت " کی تفتیش اور شبہ میں جو چاھے کرسکتی ھے - حتی کہ راہ چلتوں کی جان و آبرو بھی محفوظ نہیں

گورنمنٹ نے پہلے ۱۸ - نومبر کے کمیونک میں صرف سابق و موجودہ رضاکار جماعتوں کو خلاف قانون قرار دیا تھا ' لیکن ۲۴ - کو دوسرا کمیونک جاری کرکے تمام آئندہ جماعتیں بھی خلاف قانون قرار دیدیں' اور پولیس نے بلا امتیاز ہر شخص کو جو اُسکے سامنے آگیا ' گرفتار کرنا شروع کردیا - کوئی بات بھی جس سے ۲۴ - کی ہڑتال کے رکنے کا امکان ہو ' پولیس اور پولیس سے بھی زیادہ " شریف قوم " سول گارڈ کیلیے ناجائز نہیں - سول گارڈ گویا قومی رضا کاروں کا جواب ہے - وہ بالکل نہتے ہونے پر بھی " عدم تشدد " سے ہڑتال کرادیتے تھے - یہ ریوالور سے مسلح ہونے پر بھی " امن و نظام " کے ذریعہ ہڑتال رکدینگے !

اسکے مقابلہ میں لوگوں نے بھی برداشت اور استقامت ' دونوں کا گویا آخری عہد کرلیا ہے - صاف معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو وہ اپنی راہ سے ہٹینگے - نہ تشدد کا مقابلہ کرینگے !

ان حالات میں میرے لیے فرض کی راہ بالکل صاف اور یکسو تھی - میں نے اپنے سامنے دو حقیقتیں بے نقاب دیکھیں : ایک یہ کہ گورنمنٹ کی تمام طاقت کلکتہ میں سمٹ آئی ہے - اسلیے فتح و شکست کا پہلا فیصلہ یہیں ہوگا - دوسری یہ کہ ہم ابتک پوری آزادی کیلیے جد و جہد کر رہے تھے - لیکن موجودہ حالت نے بتلا دیا کہ ہماری آزادی کی مبادیات تک محفوظ نہیں ہیں - آزادی تقریر اور آزادی اجتماع انسان کے پیدائشی حقوق ہیں - انکی پامالی مشہور فلاسفر مل کی زبان میں " انسانیت کے قتل عام سے کچھہ ہی کم " کہی جاسکتی ہے ' لیکن یہ پامالی بغیر کسی جھجک کے علانیہ ہو رہی ہے - پس میں نے باہر کا تمام پروگرام منسوخ کردیا ' اور فیصلہ کرلیا کہ اُسوقت تک کلکتہ ہی میں رہونگا جب تک دوباتوں میں سے کوئی ایک بات ظہور میں نہ آجاے : یا گورنمنٹ اپنا کمیونک اور آرڈر واپس لیلیے - یا مجھے گرفتار کرلے -

گورنمنٹ نے ۱۰ - دسمبر کو مجھے گرفتار کرلیا - میں پورے اطمینان اور مسرت کے ساتھہ جیل کی طرف روانہ ہوا - کیونکہ میں اپنے پیچھے ایک فتح مند

میدان چھوڑ رہا تھا - میرا دل خوشي سے معمور هے کہ کلکتہ اور بنگال نے میري توقعات پوري کردیں - وہ پہلے جسقدر پیچھے تھا - اُتنا هي آج سب سے آگے هے - میں تسلیم کرتا هوں کہ اس کامیابي کیلیے گورنمنٹ کي امداد کا همیں پوري طرح اعتراف کرنا چاهیے - اگر وہ ۱۷ - نومبر کے بعد یہ طرز عمل اختیار نہ کرتي' تو في الواقع همارے لیے آئندہ کاموں کے انتخاب میں چند در چند مشکلات تھیں - هم ۲۲ - کو بمبئي میں انھي مشکلات پر باهم غور و خوض کررهے تھے -

(دو حقیقتیں)

حقیقت یہ هے کہ اِن گذشتہ ایام نے بہ یک وقت دونوں حقیقتیں صفحات تاریخ کیلیے مہیا کردیں - اگر ایک طرف گورنمنٹ کے چہرے سے اِدعا و نمائش کے تمام نقاب دور هوگئے' تو دوسري طرف ملکي طاقت بھي ایک سخت آزمائش میں پڑکر پوري طرح نمایاں هوگئي - دنیا نے دیکھہ لیا کہ اگر گورنمنٹ هر طرح کے جبر و تشدد میں بالکل بے حجاب اور بے لگام هے' تو ملک میں بھي صبر و برداشت کي طاقت روز افزوں نشو و نما پا رهي هے - جیسا کہ همیشہ انکار کیا گیا هے' آج بھي اس کا موقعہ حاصل هے کہ انکار کردیا جاے' لیکن کل تاریخ کیلیے یہ ایک نہایت هی عبرت انگیز داستان هوگي - یہ مستقبل کي رهنمائي کریگي کہ کیونکر اخلاقي مدافعت مادي طاقت کے جارحانہ گھمنڈ کو شکست دیسکتي هے ؟ اور یہ کیسے هوسکتا هے کہ صرف برداشت اور قرباني کے ذریعہ خونریز اسلحہ کا مقابلہ کیا جائے ؟ البتہ میں نہیں جانتا کہ ان دونوں فریقوں میں سے کس فریق کے اندر اس بڑے انسان کي تعلیم تلاش کي جاے جو برائي کے مقابلہ میں صبر و عفو کي تعلیم لیکر آیا تھا ؟ گورنمنٹ میں یا ملک میں ؟ میں خیال کرتا هوں کہ بیوروکریسي کے حکام اسکے نام سے ناواقف نہ هونگے - اُسکا نام " مسیح " تھا -

(گورنمنٹ کا فیصلہ اور شکست)

(۳) فلسفۂ تاریخ همیں بتلاتا هے کہ ناداني اور نا عاقبت اندیشي همیشہ زوال پذیر طاقتوں کي رفیق هوتي هے - گورنمنٹ نے خیال کیا کہ وہ جبر و تشدد

سے تحریک خلافت و سوراج کو پامال کردیگی ' اور ۲۴ - کی هڑتال رک جائیگی -
اس نے والنٹیر کورز کو خلاف قانون قرار دیا ' اور بلا امتیاز تمام کارکن گرفتار کرلیے گئے -
وہ سمجھتی تھی کہ والنٹیرز کی ممانعت اور کارکنوں کی گرفتاری کے بعد خلافت
اور کانگریس کا نظام معطل ہو جائیگا ' اور اس طرح خود بخود هڑتال رک جائیگی -
لیکن بہت جلد گورنمنٹ کو معلوم هوگیا کہ جبر و تشدد جب قومی بیداری کے
مقابلہ میں نمایاں ہو ' تو وہ کوئی مہلک چیز نہیں هوتی - نہ تو هڑتال رک سکی '
نہ خلافت اور کانگریس کمیٹیاں معطل هوئیں ' اور نہ والنٹیرز کا کام ایک دن کیلیے
بھی بند هوا ' بلکہ هماری غیر موجودگی میں یہ ساری چیزیں زیادہ طاقتور اور غیر
مسخر هوگئیں - میں نے ۸ - دسمبر کو جو پیغام ملک کے نام لکھا تھا ' اسمیں
گورنمنٹ بنگال کیلیے بھی یہ پیغام تھا : " میری اور مسٹر سی - آر - داس کی
گرفتاری کے بعد کام زیادہ طاقت اور مستعدی کے ساتھہ جاری رهیگا ' اور ۲۴ -
کو هڑتال اس سے زیادہ مکمل هوگی ' جسقدر هماری موجودگی میں هوسکتی تھی "
چنانچہ ایسا هی هوا - گورنمنٹ خود اپنے پسند کیے هوے میدان میں هار گئی -
اب وہ اپنی شرمندگی چھپانے کیلیے هاتھہ پاؤں مار رهی ہے ' اور جن لوگوں کو گرفتار
کرچکی ہے ' انہیں کسی نہ کسی طرح سزا دلانا چاهتی ہے - لیکن یہ بالکل بے سود
ہے - طاقتور آدمی کو شکست کے بعد زیادہ غصہ آتا ہے ' لیکن کوئی شکست اس
لیے فتح نہیں بن جاسکتی کہ هم بہت زیادہ جھنجلا سکتے هیں !

(دفعہ ۱۲۴ - الف)

غرضکہ میری گرفتاری صریح طور پر انہی واقعات کا نتیجہ ہے ' اور اسی لیے
دو هفتہ تک میرے خلاف دفعہ ۱۷ - ترمیم ضابطہ فوجداری هی کا دعوی قائم
رها ' لیکن جب اس بارے میں کوئی سہارا نہ ملا تو میرے پریس اور مکان کی
تلاشی لیگئی - تاکہ میری کوئی تحریر حاصل کرکے بناے مقدمہ قرار دی جاے -
جب وهاں سے بھی کوئی مواد هاتھہ نہ آیا ' تو مجبوراً سی - آئی - ڈی
کے محفوظ ذخیرہ کی طرف توجہ کی گئی - یہ ذخیرہ همیشہ اس

شریفانہ کام کیلیے مستعد رہتا ہے ' اور ضرورت کو کبھي مایوس نہیں کرتا -
پس اس طرح بہ ہزار زحمت دفعہ ۱۲۴ - الف کا دعوی طیار ہوگیا -

(اجتمـــاع ضـــدین)

(۴) یہ پریشاني گورنمنت کو خود اسي کي منافقانہ روش کي وجہ سے پیش آرہی ہے - ایک طرف تو وہ چاہتی ہے کہ شخصي حکمرانوں کی طرح بے دریغ جبر و تشدد کرے - دوسري طرف چاہتی ہے کہ نمائشي قانون و عدالت کی آڑ بھی قائم رہے - یہ دونوں باتیں متضاد ہیں - جمع نہیں ہوسکتیں - نتیجہ یہ ہے کہ اسکی پریشانی و درماندگی روز بروز بڑھتی جاتی ہے - جو لوگ اسکے خیال میں سب سے زیادہ مستحق تعزیر ہیں ' اُنھی کو سزا دلانا اسکے لیے مشکل ہوگیا ہے - ابھی چند ہی مہینے گزرے ہیں کہ ہم کرانچی میں گورنمنٹ کی سراسیمگی و درماندگی کا تمسخر انگیز تماشا دیکھہ رہے تھے - جو سرکاري استغاثہ اس دعوی اور اہتمام کے ساتھہ شروع کیا گیا تھا ' اس سے خود گورنمنٹ کی پسندیدہ اور انتخاب کردہ جیوري بھی اتفاق نہ کرسکی !

لطف یہ ہے کہ یہ مشکلات گورنمنت کو ایسی حالت میں پیش آرہی [illegible]

مجموعہ ہے ' جیسا کہ اسکے پڑھنے سے ہر شخص سمجھہ لے سکتا ہے - تاہم میں اسکے غلط اور بے ربط جملوں کو چھوڑ کر (کیونکہ اسکے اعتراف سے میرا ادبي ذوق ابا کرتا ہے) باقي وہ تمام حصہ تسلیم کرلیتا ہوں جسمیں گورنمنت کي نسبت خیالات کا اظہار ہے ' یا پبلک سے گورنمنت کے خلاف جد و جہد کي اپیل کي گئی ہے -

گورنمنت نے اس اطمینان سے پوري طرح کام لینے میں کوئي کوتاهي بھي نہیں کي ہے - نان کو اپریٹرز کے مقدمات آجکل جسطرح چکاے جا رہے ہیں ' اس سے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ " لا " اور " آرڈر " کے معنی بیورو کریٹک اصطلاح میں کیا ہیں ؟ " لا " اور " آرڈر " کي طرح اب دعوی ' ثبوت ' شہادت ' تشخیص (آئي - ڈینٹی فائي) وغیرہ تمام عدالتي مصطلحات کے معاني میں بھي انقلاب ہوگیا ہے - گویا نان کو اپریٹرز کو جلد سزا دیدینے کیلیے ہر طرح کي بے قاعدگي اور

قانون شکنی جائز ہے - حتی کہ اس بات کی بھی تحقیق ضروری نہیں کہ جس انسان کے ملزم ہونے کا دعوی کیا گیا ہے، کٹہرے کا ملزم وہی آدمی ہے بھی یا نہیں ؟ ابھی اِسی ہفتہ جوڑا بگان کی عدالت سے ایک شخص " عبد الرحمن ہاشم " کو اس پرزور قانونی اور منطقی ثبوت پر چھہ ماہ کی سزا دیدیگئی ہے کہ " اعظم ہاشم " نامی ایک خلافت والنٹیر دنیا میں وجود رکھتا ہے، اور دونوں کے نام میں لفظ " ہاشم " مشترک ہے ! خود میرے مقدمہ میں جو صریح بے ضابطگیاں کی گئی ہیں، انکا ذکر لا حاصل سمجھکر نہیں کرنا چاہتا، ورنہ وہی اس حقیقت کے انکشاف کیلیے کافی تھیں - مثال کے طور پر صرف ایک واقعہ کا ذکر کرونگا جو بے قاعدگی اور غلط بیانی، دونوں کا مجموعہ ہے - مجھے دفعہ ۱۷ - ترمیم ضابطۂ فوجداری سے بری کردیا گیا اور ۱۲۴ - الف کے ماتحت وارنٹ حاصل کیا گیا - قاعدہ کی رو سے رہائی اور از سر نو گرفتاری، دونوں باتیں وقوع میں آنی چاہیے تھیں - مگر لیکن یہ واقعہ ہے کہ ۱۲۴ - کا کوئی وارنٹ مجھپر تعمیل نہیں کیا گیا - حتی کہ ۶ - جنوری تک مجھے اسکا علم بھی نہیں ہوا - لیکن میرے سامنے مسٹر گولڈی ڈپٹی کمشنر پولیس نے یہ حلفیہ شہادت دی ہے کہ اس نے پریسیڈنسی جیل میں مجھپر وارنٹ سرو کیا ہے !

کرچکی ہے، انہیں کسي نہ کسي طرح سزا د

ہے - طاقتور آدمی کو شکست کے بعد زیادہ غصہ آتا ہے، لیکن کوئی شکست اس لیے فتح نہیں بن جاسکتی کہ ہم بہت زیادہ جھنجلا سکتے ہیں !

(دفعہ ۱۲۴ - الف)

(قانون کا ڈراما !)

فی الحقیقت " لا " اور " آرڈر " کا ایک ڈراما کھیلا جا رہا ہے جسے ہم کامیڈی اور ٹریجڈی، دونوں کہہ سکتے ہیں -

وہ تماشہ کی طرح مضحک بھی ہے اور مقتل کی طرح درد انگیز بھی - لیکن میں ٹریجڈی کہنا زیادہ پسند کرونگا - حسن اتفاق سے اسکا چیف ایکٹر انگلستان کا سابق چیف جسٹس ہے !

(میری تقریریں)

(۵) پراسیکیوشن کی جانب سے میری دو تقریریں ثبوت میں پیش کیگئی ہیں' جو میں نے پہلی اور پندرھویں جولائی کو مرزا پور پارک کے جلسے میں کی تھیں - اُس زمانہ میں گورنمنٹ بنگال نے گرفتاریوں کیطرف پہلا قدم اُٹھایا تھا اور چار مبلغین خلافت پر مقدمہ چلا کر سزائیں دلائی تھیں - میں اُس وقت سفر سے بیمار واپس آیا تھا - میں نے دیکھا کہ لوگوں میں بے حد جوش پھیلا ہوا ھے ' اور ہر طرح کے مظاھرے کیلیے لوگ بیقرار ھیں - چونکہ میرے خیال میں گرفتاریوں پر مظاھرہ کرنا نون کو اپریشن کے اُصول کے خلاف تھا ' اسلیے میں نے ھڑتال اور جلوس یک قلم روکدیے - اس پر عوام کو شکایت ھوئی ' تو میں نے یہ جلسے منعقد کیے ' اور لوگوں کو صبر و تحمل کی نصیحت کرتے ھوے سمجھایا کہ نان وایلنس نان کو اپریشن کے اصول میں یہ بات داخل ھے کہ گرفتاریوں پر صبر و سکون کے خلاف کوئی بات نہ کی جاے - اگر فی الواقع ان گرفتاریوں کا تمہارے دل میں درد ھے تو چاھیے کہ اصلی کام کرو ' اور بیرونی کپڑا ترک کرکے دیسی گاڑھا پہن لو -

اِستغاثہ نے جو نقل پیش کی ھے ' وہ نہایت ناقص ' غلط ' اور مسخ شدہ صورت ھے ' اور محض بے جوڑ اور بعض مقامات پر بے معنی جملوں کا مجموعہ ھے ' جیسا کہ اسکے پڑھنے سے ھر شخص سمجھہ لے سکتا ھے - تاھم میں اسکے غلط اور بے ربط جملوں کو چھوڑ کر (کیونکہ اسکے اعتراف سے میرا ادبی ذوق اِبا کرتا ھے) باقی وہ تمام حصہ تسلیم کرلیتا ھوں جسمیں گورنمنٹ کی نسبت خیالات کا اظہار ھے ' یا پبلک سے گورنمنٹ کے خلاف جد و جہد کی اپیل کی گئی ھے -

اِستغاثہ کی جانب سے صرف تقریریں پیش کردی گئی ھیں - یہ نہیں بتلایا ھے کہ انکے کن جملوں کو وہ ثبوت میں پیش کرنا چاھتا ھے ؟ یا اسکے خیال میں " مائی ڈیر برادرن " سے لیکر آخر تک سب ۱۲۴ - الف ھے ؟ میں نے بھی دریافت نہیں کیا - کیونکہ دونوں صورتیں میرے لیے یکساں ھیں - تاھم ان نقول کو دیکھتا ھوں تو اِستغاثہ کے خیال کے مطابق زیادہ سے زیادہ قابل ذکر جملے حسب ذیل ھیں :

" ایسي گورنمنٹ ظالم ھے - جوگورنمنٹ نا انصافي کے ساتھہ قائم ھو' ایسي گورنمنٹ کو یا تو انصاف کے آگے جھکنا چاھیے یا دنیا سے مٹا دینا چاھیے "

" اگر فی الحقیقت تمہارے دلوں میں اپنے گرفتار بھائیوں کا درد ھے' تو تم میں سے ھر شخص کا فرض ھے کہ وہ آج سونچ لے - کیا وہ اس بات کیلیے راضي ھے کہ جس جابرانہ قوت نے انہیں گرفتار کیا ھے' وہ اس براعظم میں اُسي طرح قائم رھے جس طرح اُن کي گرفتاري کے وقت تھي ؟ "

" اگر تم ملک کو آزاد کرانا چاھتے ھو' تو اسکا راستہ یہ ھے کہ جن چالاک دشمنوں کے پاس خونریزي کا بے شمار سامان موجود ھے' اُنہیں رائي برابر بھي اُسکے استعمال کا موقعہ نہ دو - اور کامل امن و برداشت کے ساتھہ کام کرو . . . . بعض لوگوں کا خیال ھے کہ جب تقریروں میں کوئي ایسي بات کہي جاتي ھے تو اُس سے مقرر کا مطلب یہ ھوتا ھے کہ اپنے بچاؤ کا سامان کرلے' ورنہ اُسکي دلی خواھش یہ نہیں ھوتي - لیکن میں سمجھتا ھوں کہ جو لوگ آج تمہارے لیے کام کر رھے ھیں' تم میں سے کوئي آدمي بھي یہ ماننے کیلیے طیار نہ ھوگا کہ وہ جیل جانے یا نظربند ھونے سے ڈرتے ھیں - (پس) اگر وہ یہ کہتے ھیں کہ امن و نظم کے ساتھہ کام کرنا چاھیے' تو انکا مطلب یہ نہیں (ھوسکتا) کہ اس ظالمانہ گورنمنٹ (کے ساتھہ) وفاداري کرني چاھتے ھیں - جو گورنمنٹ' اُسکي طاقت' اور (اُسکا) تخت آج دنیا میں سب سے بڑا گناہ ھے' یقیناً وہ اس گورنمنٹ کے وفادار نہیں ھوسکتے " اِسکے بعد میں نے کہا ھوگا' مگر کاپي میں نہیں ھے " وہ تو صرف اسلیے یہ کہتے ھیں کہ خود تمہاري کامیابي با امن رھنے پر موقوف ھے - تمہارے پاس وہ شیطاني ھتیار نہیں ھیں' جن سے یہ گورنمنٹ مسلح ھے - تمہارے پاس صرف ایمان ھے' دل ھے' قرباني کي طاقت ھے - تم اِنھي طاقتوں سے (اصل میں " ھتیاروں سے " ھوگا) کام لو - اگر تم چاھو کہ اسلحہ کے ذریعہ فتح کرو' تو تم نہیں کرسکتے - آج امن وسکون سے بڑھکر (تمہارے لیے) کوئي چیز نہیں " -

" اگر تم صرف چند گھڑیوں کیلیے گورنمنٹ کو حیران کرنا چاھتے ھو' تو اُسکے لیے میرے پاس بہت سے نسخے ھیں - اگر خدا نخواستہ میں اِس گورنمنٹ کا اِستحکام چاھتا ' تو وہ نسخے بتلادیتا . . . . (لیکن) میں تو ایسی جنگ چاھتا ھوں (جو) ایک ھی دن میں ختم نہ ھو جاے ' بلکہ فیصلہ کے آخری دن تک (جاری رھے) اور جب فیصلہ کی گھڑی آجائے' تو پھر یا تو یہ گورنمنٹ باقی نہ رھے ' یا تیس کروڑ (انسان) باقی نہ رھیں "

جو الفاظ بریکٹ کے اندر ھیں ' وہ تقریر کی پیش کردہ کاپیوں میں نہیں ھیں لیکن عبارت کے با معنی ھونے کیلیے ضروری ھیں - میں نے اسلیے تصحیح کردی کہ پراسیکیوشن کو استدلال میں مدد ملے - اگر اسکے مقصد کیلیے پوری تقریر کی تصحیح و تکمیل ضروری ھو' تو میں اسی طرح کردینے کیلیے تیار ھوں -

ان کے علاوہ دونوں تقریروں میں لوگوں کو نان کو اپریشن کی دعوت دی ھے' مطالبات خلافت اور سوراج کو دھرایا ھے ' پنجاب کے مظالم کو وحشیانہ کہا ھے ' لوگوں کو بتلایا ھے کہ جو گورنمنٹ جلیانوالا باغ امرتسر میں چند منٹوں کے اندر سینکڑوں انسانوں کو قتل کرڈالے اور اسکو جائز فعل بتلاے' اس سے نا انصافی کی کوئی بات بھی بعید نہیں -

(اقــرار)

(۶) میں اقرار کرتا ھوں کہ میں نے نہ صرف انھی دو موقعوں پر بلکہ گذشتہ دو سال کے اندر اپنی بے شمار تقریروں میں یہ ' اور اسی مطلب کے لیے اس سے زیادہ واضح اور قطعی جملے کہے ھیں - ایسا کہنا میرے اعتقاد میں میرا فرض ھے - میں فرض کی تعمیل سے اسلیے باز نہیں رھسکتا کہ وہ ۱۲۴ - الف - کا جرم قرار دیا جائیگا - میں اب بھی ایسا ھی کہنا چاھتا ھوں ' اور جب تک بول سکتا ھوں ' ایسا ھی کہتا رھونگا - اگر میں ایسا نہ کہوں تو اپنے آپ کو خدا اور اسکے بندوں کے آگے بدترین گناہ کا مرتکب سمجھوں -

(موجودہ گورنمنٹ ظالم ھے)

(۷) یقیناً میں نے کہا ھے " موجودہ گورنمنٹ ظالم ھے " لیکن اگر میں یہ نہ کہوں تو آور کیا کہوں ؟ میں نہیں جانتا کہ کیوں مجھسے یہ توقع کي جاے کہ ایک چیزکو اسکے اصلي نام سے نہ پکاروں ؟ میں سیاہ کو سفید کہنے سے انکار کرتا ھوں -

میں کم سے کم اور نرم سے نرم لفظ جو اس بارے میں بول سکتا ھوں یہي ھے- ایسي ملفوظ صداقت جو اس سے کم ھو' میرے علم میں کوئي نہیں -

میں یقیناً یہ کہتا رھا ھوں کہ ھمارے فرض کے سامنے دو ھي راھیں ھیں : گورنمنٹ نا انصافي اورحق تلفی سے باز آجاے - اگر باز نہیں آسکتي تو مٹا دي جاے - میں نہیں جانتا کہ اسکے سوا آور کیا کہا جاسکتا ھے ؟ یہ توانساني عقائد کي اتني پراني سچائي ھے کہ صرف پہاڑ اور سمندر ھي اسکے ھم عمر کہے جاسکتے ھیں - جو چیز بري ھے' اسے یا تو درست ھوجانا چاھیے' یا مٹ جانا چاھیے - تیسري بات کیا ھوسکتي ھے ؟ جبکہ میں اس گورنمنٹ کي برائیوں پر یقین رکھتا ھوں' تو یقیناً یہ دعا نہیں مانگ سکتا کہ درست بھي نہ ھو اور اسکي عمر بھي دراز ھو !

(میرا یہ اعتقاد کیوں ھے ؟)

(۸) میرا اور میرے کروروں ھم وطنوں کا ایسا اعتقاد کیوں ھے ؟

اسکے وجوہ و دلائل اب اسقدر آشکارا ھوچکے ھیں کہ ملٹن کے لفظوں میں کہا جاسکتا ھے " سورج کے بعد دنیا کي ھر چیز سے زیادہ واضح اور محسوس " محسوسات کیلیے ھم صرف یہي کہہ سکتے ھیں کہ انکار نہ کرو - تاھم میں کہنا چاھتا ھوں کہ میرا یہ اعتقاد اسلیے ھے کہ میں ھندوستاني ھوں ' اسلیے ھے کہ میں مسلمان ھوں' اسلیے ھے کہ میں انسان ھوں -

(شخصي اقتدار بالذات ظالم ھے)

میرا اعتقاد ھے کہ آزاد رھنا ھر فرد اور قوم کا پیدائشي حق ھے - کوئي انسان یا انسانوں کي گڑھي ھوئي بیوروکریسي یہ حق نہیں رکھتي کہ خدا کے بندوں کو اپنا

محکوم بنائے - محکومی اور غلامی کیلیئے کیسے ھي خوشنما نام کیوں نه رکھه لیئے جائیں' لیکن وہ غلامی ھي ھے ' اور خدا کي مرضي اور اسکے قانون کے خلاف ھے - پس میں موجودہ گورنمنٹ کو جائز حکومت تسلیم نہیں کرتا' اور اپنا ملکي' مذھبي' اور انساني فرض سمجھتا ھوں کہ اس کي محکومي سے ملک و قوم کو نجات دلاؤں -

" اصطلاحات " اور " بتدریج توسیع اختیارات" کا مشہور مغالطه میرے اس صاف اور قطعي اعتقاد میں کوئي غلط فہمي پیدا نہیں کرسکتا - آزادی انسان کا پیدائشي حق ھے ' اور کسي انسان کو اختیار نہیں که حقوق کي ادائیگي میں حد بندي اور تقسیم کرے یہ کہنا کہ کسي قوم کو اُسکي آزادي بتدریج ملني چاھیئے ' بعینہ ایسي ھي ھے جیسے کہا جاے کہ مالک کو اُسکي جائداد اور قرضدار کو اُسکا قرض ٹکڑے ٹکڑے کرکے دینا چاھیئے - میں تسلیم کرتا ھوں که اگر مقروض سے ایک ھي دفعہ قرض واپس نه ملسکے تو قرضدار کو یہي کرنا پڑیگا که قسط کي صورت میں وصول کرے - لیکن یہ ایک مجبوري کا سمجھوتا ھوگا - اس سے بہ یک دفعہ وصولي کا حق زائل نہیں ھو جاسکتا -

" رفارم " کي نسبت میں روس کے عظیم الشان لیو ٹالسٹائي (Leo Talstoy) کے لفظوں میں کہونگا " اگر قیدیوں کو اپنے ووٹ سے اپنا جیلر منتخب کرلینے کا اختیار ملجاے ' تو اس سے وہ آزاد نہیں ھو جائینگے "

میرے لیے اسکے اچھے برے کاموں کا سوال ایک ثانوي سوال ھے - پہلا سوال خود اسکے وجود کا ھے - میں ایسے حاکمانه اقتدار کو به اعتبار اُسکي خلقت ھي کے ناجائز یقین کرتا ھوں - اگر وہ تمام نا انصافیاں ظہور میں نه آتیں جو اس کثرت سے واقع ھوچکي ھیں ' جب بھي میرے اعتقاد میں وہ ظلم تھا - کیونکه اسکي ھستي ھی سب سے بڑي نا انصافي ھے ' اور اسکي برائي کیلیئے اسقدر کافي ھے که وہ موجود ھو - اگر وہ اچھے کام کرے' تو اسکي اچھائي تسلیم کرلي جائیگي ' لیکن اسکا وجود ناجائز اور نا انصافي ھي رھیگا - اگر ایک شخص ھماري جائداد پر قابض ھوکر بہت اچھے اور نیک کام انجام دیے' تو اُسکے کاموں کي خوبي کی وجہ سے اُسکا قبضہ جائز نہیں ھو جاسکتا -

برائي ميں كم و كيفيت كے اعتبار سے تقسيم كي جاسكتي ہے ' ليكن حسن و قبح كے اعتبار سے اُسكي ايک هي قسم هے - يعنے اس اعتبار سے تقسيم هوسكتي هے كہ وہ كتني هے اور كيسي هے ؟ اس اعتبار سے نہيں هوسكتي كہ وہ اچھي هے يا بري هے ؟ هم يہ كہہ سكتے هيں كہ " زيادہ بري چوري " اور " كم بري چوري " ليكن يہ تو نہيں كہہ سكتے كہ " اچھي چوري " اور " بري چوري " ؟ پس ميں بيورو كريسي كي اچھائي اور جائز هونے كا كسي حال ميں بھي تصور نہيں كرسكتا - كيونكہ وہ في نفسہ ايک ناجائز عمل هے - البتہ اسكي برائي كم اور زيادہ هوسكتي هے - ليكن هندوستان كي بيورو كريسي تو اتنا بھي نہ كرسكي كہ اپني خلقي برائي هي پر قائع رهتي - جب اُسكي خلقي برائي پر اُسكي بے شمار عملي برائيوں كا بھي برابر اضافہ هورها هے ' تو پھر كيونكر اسكا تصور بھي كيا جاسكتا هے كہ اسكے ظلم كا اعلان نہ كيا جاے ؟

(اســلام اور بيــورو كريســي)

(۹) ميں مسلمان هوں ' اور بحيثيت مسلمان هونے كے بھي ميرا مذهبي فرض يہي هے -

اسلام كسي ايسے اقتدار كو جائز تسليم نہيں كرتا جو شخصي هو ' يا چند تنخواہ دار حاكموں كي بيورو كريسي هو - وہ آزادي اور جمہوريت كا ايک مكمل نظام هے ' جو نوع انساني كو اسكي چھيني هوئي آزادي واپس دلانے كيليے آيا تھا - يہ آزادي بادشاهوں ' اجنبي حكومتوں ' خود غرض مذهبي پيشواؤں ' اور سوسايٹي كي طاقتور جماعتوں نے غصب كر ركھي تھي - وہ سمجھتے تھے كہ حق طاقت اور قبضہ هے - ليكن اسلام نے ظاهر هوتے هي اعلان كيا كہ حق طاقت نہيں هے بلكہ خود حق هے ' اور خدا كے سوا كسي انسان كو سزاوار نہيں كہ بندگان خدا كو اپنا محكوم اور غلام بنائے ۔ اُس نے امتياز اور بالا دستي كے تمام قومي اور نسلي مراتب يكقلم مٹادیے ' اور دنيا كو بتلاديا كہ سب انسان درجے ميں برابر هيں ' اور سب كے حقوق مساوي هيں - نسل ' قوميت ' رنگ ' معيار فضيلت نہيں هے ' بلكہ صرف عمل هے - اور سب سے بڑا وهي هے ' جسكے كام سب سے اچھے هوں : يا ايها الناس !

اور " دو اور دو " کو اسلیے " چار " نہ کہا جاے کہ ایسا کہنے سے انساني جسم مصیبت میں مبتلا ھو جاتا ھے ' تو پھر سچائي اور حقیقت ھمیشہ کیلیے خطرہ میں پڑ جائے ' اور حق کے اُبھرنے اور قائم رھنے کي کوئي راہ باقي نہ رھے - حقیقت کا قانون نہ تو طاقت کي تصدیق کا محتاج ھے نہ اسلیے بدل جاسکتا ھے کہ ھمارے جسم پر کیا گزرتي ھے ؟ وہ تو حقیقت ھے - اور اُسوقت بھي حقیقت ھے جب اُسکے اعلان سے ھمیں پھولوں کي سیج ملے ' اور اُسوقت بھي حقیقت ھے جب اُسکے اظہار سے ھمارا جسم آگ کے شعلوں کے اندر جھونک دیا جاے - صرف اسلیے کہ ھمیں قید کردیا جائیگا ' آگ میں ٹھنڈک اور برف میں گرمي نہیں پیدا ھو جاسکتی !

(شہادۃ علی الناس)

یہي وجہ ھے کہ اسلام کي کتاب شریعت (قرآن) میں مسلمانوں کو بتلایا گیا ھے کہ وہ خدا کي زمین میں " شاھد " ھیں - یعنی سچائي کي گواھي دینے والے ھیں - بہ حیثیت ایک قوم کے یہي اُنکا قومي وظیفہ (نیشنل ڈیوٹي) ھے ' اور یہي اُنکی قومي خصلت (نیشنل کیرکٹر) ھے جو اُنکو تمام پچھلي اور آئندہ قوموں میں ممتاز کرتي ھے : وکذلک جعلناکم أمة وسطاً لتکونوا شہداء علی الناس ! اسي طرح پیغمبر اسلام نے فرمایا - " انتم شہداء اللہ فی الارض " (بخاري) تم خدا کي زمین پر خدا کے طرف سے سچائي کے گواہ ھو - پس ایک مسلمان جب تک مسلمان ھے ' اس گواھي کے اعلان سے باز نہیں رھسکتا -

(کتمان شہادت)

اگر وہ باز رھے ' تو یہ قرآن کي اصطلاح میں " کتمان شہادت " ھے - یعنی گواھي کو چھپانا - قرآن نے ایسا کرنے والوں کو خدا کي پھٹکار کا سزاوار بتلایا ھے - اور بار بار کہا ھے کہ اسي کتمان شہادت کي وجہ سے دنیا کي بڑي بڑي قومیں برباد و ھلاک ھوگئیں : ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدی من بعد ما بینہ للناس فی الکتاب ' اولائک یلعنھم اللہ و یلعنھم اللاعنون - (بقرہ) لعن الذین کفروا من

بني اسرائيل علی لسان داؤد و عيسی ابن مريم ، ذلك بما عصوا وكانوا يعتدون - كانوا لا يتناهون عن منكر فعلوه لبئس ما كانوا يفعلون !

(امر بالمعروف و نہي عن المنکر)

اسي ليے اسلام کے واجبات و فرائض میں ایک اہم فرض " امر بالمعروف " اور " نہي عن المنکر " ہے - یعنی نیکي کا حکم دینا اور برائي سے روکنا - قرآن نے عقیدۂ توحید کے بعد جن کاموں پر سب سے زیادہ زور دیا ہے ، اُن میں سے ایک کام یہ ہے - قرآن نے بتلایا ہے کہ مسلمانوں کي تمام قومي بڑائي کي بنیاد اسي کام پر ہے - وہ سب سے بڑي اور اچھي قوم اسیلیے ہیں کہ نیکي کا حکم دیتے ہیں اور برائي کو روکتے ہیں - اگر وہ ایسا نہ کریں تو اپني ساري بڑائي کھودیں : كنتم خير امة اخرجت للناس : تامرون بالمعروف و تنهون عن المنكر -

قرآن سچے مسلمانوں کي پہچان یہ بتلاتا ہے : " وہ حق کے اعلان میں کسي سے نہیں ڈرتے - نہ دنیا کي کوئي لالچ انپر غالب آسکتي ہے ، نہ کوئي خوف - وہ طمع بھي رکھتے ہیں تو صرف خدا سے ، اور ڈرتے بھي ہیں تو صرف خدا سے "

پیغمبر اسلام کے بے شمار قولوں میں سے جو اس بارے میں ہیں ، ایک قول یہ ہے " نیکی کا اعلان کرو - برائی کو روکو - اگر نہ کروگے تو ایسا ہوگا کہ نہایت برے لوگ تم پر حاکم ہو جائینگے ، اور خدا کا عذاب تمہیں گھیر لیگا - تم دعائیں مانگوگے کہ یہ حاکم ٹل جائیں مگر قبول نہ ہوگي " (ترمذي و طبرانی عن حذیفہ و عمر رض)

لیکن یہ فرض کیونکر انجام دیا جاے ؟ تو اسلام نے تین مختلف حالتوں میں اِسکے تین مختلف درجے بتلائے ہیں - چنانچہ پیغمبر اسلام نے فرمایا : " تم میں سے جو شخص برائی کی بات دیکھے تو چاہیے ، اپنے ہاتھہ سے درست کردے - اگر اسکی طاقت نہ پاے تو زبان سے اعلان کرے - اگر اسکی بھی طاقت نہ پاے تو اپنے دل میں اُسکو برا سمجھے - لیکن یہ آخري درجہ ایمان کی بڑي ہی کمزوري کا درجہ ہے " (مسلم) ہندوستان میں ہمیں یہ استطاعت نہیں ہے کہ اپنے ہاتھہ

سے گورنمنٹ کی برائیاں دور کردیں - اسلیے ہم نے دوسرا درجہ اختیار کیا جسکی استطاعت حاصل ہے - یعنے زبان سے اسکا اعلان کرتے ہیں -

(ارکان اربـــعـــہ)

قرآن نے مسلمانوں کي اسلامي زندگي کي بنیاد چار باتوں پر رکھي ہے اور بتلایا ہے کہ ہر طرح کي انساني ترقي اور کامیابي انھي کے ذریعہ حاصل ہوسکتی ہے : ایمان - عمل صالح - توصیۂ حق - توصیۂ صبر -

" توصیۂ حق " کے معني یہ ہیں کہ ہمیشہ حق اور سچائي کي ایک دوسرے کو وصیت کرنا - " توصیۂ صبر " کے معني یہ ہیں کہ ہر طرح کي مصیبتوں اور رکاوٹوں کو جھیل لینے کی وصیت کرنا - چونکہ حق کے اعلان کا لازمي نتیجہ یہ ہے کہ مصیبتیں پیش آئیں' اسلیے حق کے ساتھہ صبر کي وصیت بھي ضروري تھي' تاکہ مصیبتیں اور رکاوٹیں جھیل لینے کیلیے ہر حق گو طیار ہوجاے : والعصر' ان الانســان لفي خسر' الا الذین آمنــوا ' و عملــوا الصالحات ' و تواصوا بالحــق و تواصوا بالصبر!

(اسلامي توحید اور امر بالمعروف)

اسلام کي بنیاد عقیدۂ " توحید " پر ہے - اور " توحید " کا ضد " شرک " ہے جس سے بیزاري اور نفرت ہر مسلمان کي فطرت میں داخل کي گئی ہے - توحید سے مقصود یہ ہے کہ خدا کو اسکي ذات اور صفات میں ایک ماننا - شرک کے معنی یہ ہیں کہ اسکي ذات اور صفتوں میں کسي دوسري ہستي کو شریک کرنا - پس سچائي کے اظہار میں بے خوفي اور بے باکي ایک مسلمان زندگي کا مایۂ خمیر ہے - توحید مسلمانوں کو سکھلاتي ہے کہ ڈرنے اور جھکنے کي سزاوار صرف خدا ھي کي عظمت و جبروت ہے - اُسکے سوا کوئي نہیں جس سے ڈرنا چاہیے یا جسکے آگے جھکنا چاہیے - وہ یقین کرتے ہیں کہ خدا کے سوا کسي دوسري ہستی سے ڈرنا ' خدا کے ساتھہ اُسکو شریک کرنا اور اپنے دل کے خوف و اطاعت کا حقدار ماننا ہے - یہ بات توحید کے ساتھہ اکٹھی نہیں ہوسکتی -

اسي ليے اسلام تمامتر بے خوفي اور قرباني کی دعوت هے ۔ قرآن جا بجا کہتا هے : " مسلمان وہ هے جو خدا کے سوا کسي سے نہ ڈرے ۔ هر حال میں سچي بات کہے " (و لم یخش الا اللہ) پیغمبر اسلام نے فرمایا " سب سے بہتر موت اُس آدمی کی موت هے جو کسی ظالم حکومت کے سامنے حق کا اظہار کرے اور اسکی پاداش میں قتل کیا جاے " (ابوداؤد) وہ جب کسی آدمی سے اسلام کا عہد و قرار لیتے تھے تو ایک اقرار یہ هوتا تها " میں همیشه حق کا اعلان کرونگا - خواہ کہیں هوں، اور کسی حالت میں هوں " (بخاري و مسلم)

اسی کا نتیجه هے کہ دنیا کی کسی قوم کی تاریخ میں حق گوئی اور حق گوئی کیلیے قربانی کی ایسی مثالیں نہیں ملسکتیں، جنسے تاریخ اسلام کا هر باب معمور هے - اسلام کے عالموں، پیشواؤں، بزرگوں، مصنفوں کے تراجم (Baiography) تمام تر اسی قربانی کی سرگذشت هیں !

جن مسلمانوں کے مذهبی فرائض میں یہ بات داخل هے کہ موت قبول کرلیں مگر حق گوئی سے باز نہ آئیں، انکے لیے دفعہ ۱۲۴ - الف کا مقدمہ یقینا کوئی بڑي ڈراؤنی چیز نہیں هوسکتا جسکي زیادہ سے زیادہ سزا سات برس کی قید هے !

(اسلام میں کوئي دفعہ ۱۲۴ - نہیں)

تاریخ اسلام کے دو دور هیں - پہلا دور پیغمبر اسلام اور اُنکے چار جانشینوں کا هے - یہ دور خالص اور کامل طور پر اسلامي نظام کا تها - یعنی اسلامي جمہوریت (ری پبلک) اپني اصلی صورت میں قائم تهي - ایراني شہنشاهی اور رومی امارت (Aristocracy) کا کوئی اثر ابھی اسلامی مساوات عامہ (Democracy) پر نہیں پڑا تها - اسلامي جمہوریت کا خلیفہ خود بهی طبقۂ عوام (ڈیموکریٹ) کا ایک فرد هوتا تها، اور ایک عام فرد قوم کی طرح زندگی بسر کرتا تها - وہ دار الخلافت کے ایک خس پوش چھپر میں رهتا اور چار چار پیوند لگے هوے کپڑے پہنتا - اسلام کے دار الخلافت میں امریکن ری پبلک کا کوئی قصر سفید (وهائٹ هاؤس) نہ تها -

دوسرا دور شخصي حکمرانی اور شہنشاهی کا هے جو خاندان بنو امیه سے شروع هوا - اِس دور میں اسلامي جمہوریت درهم برهم هوگئی - قوم کے انتخاب کي جگه طاقت و تسلط کا دور شروع هوگیا - شاهی خاندان سے طبقۂ امراء (ارسٹو کریٹ) کی بنیاد پڑي ' اور اسلام کے گلیم پوش خلیفه کی جگه شہنشاهیت کا تاج و تخت نمودار هوگیا -

تاهم مسلمانوں کی زبانیں جس طرح پہلے دور کی آزادي میں بے روک تهیں' اُسی طرح دوسرے دور کے جبر و استبداد میں بهی بے خوف رهیں - میں بتلانا چاهتا هوں که تعزیرات هند (پینل کوڈ) کی طرح اسلامی قانون میں کوئی دفعه ۱۲۴ - الف نہیں هے !

پہلے دور کے مسلمانوں کی حق گوئی کا یه حال تها که دار الخلافت کی ایک بڑهیا عورت خلیفۂ وقت سے بر سر عام کہه سکتی تهی " اگر تم انصاف نه کروگے تو تکلے کی طرح تمهارے بل نکالدینگے " لیکن وہ مقدمۂ بغاوت چلانے کي جگه خدا کا شکر کرتا که قوم میں ایسي راست باز زبانیں موجود هیں ! عین جمعه کے مجمع میں جب خلیفه منبر پر خطبه کیلیے کهڑا هوتا اور کہتا " اسمعوا و اطیعوا " سنو اور اطاعت کرو - تو ایک شخص کهڑا هو جاتا اور کہتا " نه تو سنینگے اور نه اطاعت کرینگے " کیوں ؟ " اسلیے که تمهارے جسم پر جو چغه هے وہ تمهارے حصه کے کپڑے سے زیادہ کا بنا هوا هے اور یه خیانت هے " اسپر خلیفه اپنے لڑکے سے گواهي دلاتا - وہ اعلان کرتا که میں نے اپنے حصه کا کپڑا بهي اپنے باپ کو دیدیا تها - اس سے چغه طیار هوا -

قوم کا یه طرز عمل اُس خلیفه کے ساتهه تها ' جس کی صولت و سطوت نے مصر اور ایران کا تخت اُلٹ دیا تها - تاهم اسلامي حکومت میں کوئي دفعه ۱۲۴ - الف نه تهي -

دوسرا دور شخصي جبر و استبداد (Autocracy) کا تها ' جسکي پهلي ضرب آزادي راے اور آزادي تقریر هي پر پڑتي هے - لیکن اس دور میں بهي زبانوں کي بے باکي اور دلوں کي بے خوفي اُسي طرح سرگرم رهي ' اور قید خانے کي تاریک

کوٹھریاں ' تازیانوں کي ضرب ' اور جلاد کي تیغ بھي اُنھیں روک نہ سکي - پیغمبر اسلام کے ساتھي (صحابۂ کرام) جب تک زندہ رھے ' وقت کے جابر بادشاھوں کے ظلم کا اعلان کرتے رھے ' اور برابر مطالبہ کرتے رھے کہ حکومت قوم کے مشورہ اور انتخاب سے ھوني چاھیے - جو لوگ انکے تربیت یافتہ تھے (تابعین) اُنکا اعلان بھي بعینہ یہي رھا کہ " درست ھو جاؤ یا مٹ جاؤ " امام محمد غزالي نے (جنکو یورپ کے مورخین فلسفہ بھي Algazel کے نام سے پہچانتے ھیں ' اور اب میڈم کاریلي کے ناول Ardath کے دوسرے باب نے انگریزي علم ادب کو بھي روشناس کردیا ھے) صرف ان صحابہ اور تابعین کا ذکر کیا ھے جو خلیفہ ھشام بن عبد الملک کے زمانے تک موجود تھے ' اور جنھوں نے حکمرانوں کے مظالم کا اعلان کرکے ھمیشہ منصفانہ اور نیابتي گورنمنٹ کا مطالبہ کیا تھا - انکي تعداد ۲۳ - سے بھي زیادہ ھے -

ھشام بن عبد الملک نے طاؤس یماني کو بلایا - وہ آئے ' مگر اسکا نام لیکر سلام کیا " امیرالمومنین " یعنی قوم کا سردار نہ کہا جو مسلمان خلفاء کا لقب تھا - ھشام نے سبب پوچھا تو کہا " قوم تیري حکومت سے راضی نہیں ' اسلیے تجھے انکا امیر کہنا جھوٹ ھے " ھشام نے کہا - نصیحت کیجیے - فرمایا " خدا سے ڈر کیونکہ تیرے ظلم سے زمین بھرگئی "

مالک بن دینار بصرہ کی جامع مسجد میں اعلان کرتے " ان ظالم بادشاھونکو خدا نے اپنے بندوں کا چرواھا بنایا تھا تاکہ انکی رکھوالي کریں - پر انھوں نے بکریوں کا گوشت کھا لیا - بالوں کا کپڑا بن کر پہن لیا - اور صرف ھڈیاں چھوڑ دیں "

سلیمان بن عبد الملک جیسے ھیبت ناک خلیفہ سے ابو حازم کہتے : " ان آباءک قھروا الناس بالسیف ' و اخذوا الملک عنوۃ من غیر مشورۃ من المسلمین ولا رضا منھم " تیرے باپ دادوں نے تلوار کے زور سے لوگوں کو مقہور کیا ' اور بلا قوم کی راے اور انتخاب کے مالک بن بیٹھے - سلیمان نے کہا - اب کیا کیا جاے ؟ جواب دیا " جن کا حق ھے انھیں لوٹا دے " کہا - میرے لیے دعا کیجیے - فرمایا " خدایا ! اگر سلیمان حق پر چلے تو اسے مہلت دے - لیکن اگر ظلم سے باز نہ آے تو پھر تو ھے اور اسکی گردن "

سعید بن مسیب بہت بڑے تابعی تھے - وہ علانیہ برسر بازار حکام کے ظلم و جور کا اعلان کرتے اور کہتے "کتوں کا پیٹ بھرتے ہو مگر انسانوں کو تم سے امان نہیں"

اس عہد کے بعد بھی مسلمان عالموں اور پیشواؤں کی حق گوئی کا یہی عالم رہا - منصور عباسی کے خوف و ہیبت سے گھر میں بیٹھے ہوئے لوگ کانپا کرتے تھے - سفیان ثوری سے ایک بار اُس نے کہا "مجھسے اپنی کوئی حاجت بیان کیجیے" انہوں نے جواب دیا "اتق اللہ فقد ملات الارض ظلماً و جوراً" خدا سے ڈر- زمین ظلم و جور سے بھرگئی ہے -

جب مشہور عباسی خلیفہ ، ہارون الرشید تخت نشین ہوا (جس نے فرانس کے شارلیمین کو ایک عجیب گھڑی بطور تحفہ کے بھیجی تھی ، اور قیصر روم کو بقول گبن " اے کتے کے بچے " کے لقب سے خط لکھا تھا) تو اُس نے اِنہی سفیان ثوری کو اپنے ہاتھہ سے اشتیاق ملاقات کا خط لکھکر بھیجا - خط میں لکھا تھا کہ میں نے تخت نشینی کی خوشی میں بے شمار مال و دولت لوگوں میں تقسیم کی ہے - تم بھی مجھسے آکر ملو- سفیان کوفہ کی مسجد میں ایک بڑے مجمع کے اندر بیٹھے تھے کہ یہ خط پہنچا - لیکن انہوں نے لینے سے انکار کردیا اور کہا " جس چیز کو ایک ظالم کے ہاتھہ نے چھوا ہے ، میں اُسے چھونا نہیں چاھتا " جب پڑھکر سنایا گیا تو اسی کی پشت پر جواب لکھوادیا " خدا کے مغرور بندے ہارون کو جسکا ذوق ایمان سلب ہوچکا ہے ، معلوم ہو- تو نے قوم کا مال بلا کسی حق کے اپنی تخت نشینی کی خوشی میں لٹایا اور اسکا حال لکھکر اپنے گناہ پر مجھے اور میرے ساتھیوں کو بھی گواہ ٹھہرایا - پس ہم سب کل کو اللہ کے آگے اسکی گواھی دینگے - اے ہارون ! تونے انصاف و حق سے کنارہ کیا - تونے پسند کیا کہ ظالم بنے اور ظالموں کی سرداری پائے - تیرے حاکم بندگان خدا کو ظلم و جور سے پامال کررہے ہیں اور تو تخت شاہی پر عیش و عشرت کررہا ہے " ہارون نے جب یہ خط پڑھا تو بے اختیار رونے لگا اور کہا- یہ خط ہمیشہ میرے ساتھہ رہیگا !

مسلمان عالموں اور اماموں پر موقوف نہیں' اس عہد کا ہر عام فرد بھي اس اعلان میں بالکل بے خوف تھا - منصور عباسي ایک دن کعبہ کا طواف کررھا تھا - آواز آئي کہ کوئی شخص دعا مانگ رھا ھے " خدایا ! میں تیرے آگے فریاد کرتا ھوں - ظلم غالب آگیا ھے اور حق اور حقداروں کے درمیان روک بنگیا ھے " منصور نے اُس شخص کو بلاکر پوچھا " وہ کون ھے جسکا ظلم روک بنگیا ھے ؟ " کہا " تیرا وجود اور تیري حکومت "

حجاج بن یوسف کا ظلم و ستم تاریخ اسلام کا نہایت مشہور واقعہ ھے - لیکن اسکي بے پناہ تلوار بھي مسلمانوں کي حق گوئي پر غالب نہ آسکي - حطیط جب گرفتار ھوکر آیا تو پوچھا - اب میرے لیے کیا کہتے ھو؟ اُس نے کہا " تو خدا کي زمین پر اسکا سب سے بڑا دشمن ھے " پوچھا - خلیفہ کیلیے کیا کہتے ھو؟ کہا " اسکا جرم تجھسے بھي زیادہ ھے - تیرا ظلم تو اسکے بے شمار ظلموں میں سے صرف ایک ظلم ھے "

مامون الرشید کے عہد میں ایسے مسلمان موجود تھے جو پکار پکارکر برسر دربار کہتے " یا ظالم ! انا ظالم ان لم اقل لک یا ظالم ! " اے ظالم ! میں ظالم ھوں اگر تجھے ظالم کہکر نہ پکاروں ! "

(فتنۂ تاتار اور فتنۂ یورپ)

یہ تو تاریخ اسلام کے ابتدائي اوراق ھیں ' لیکن اس عہد کے بعد بھي ہر دور کا یہي حال رھا - مسلمانوں کیلیے موجودہ عہد کا عالمگیر فتنہ کوئي پہلا واقعہ نہیں ھے - وہ ایک ایسے ھي سیلاب میں ڈوب کر اُچھل چکے ھیں - جس طرح آج یورپ اور علی الخصوص انگلستان کے ظہور اور تسلط سے تمام ایشیا اور اسلامي ممالک کي آزادي کا خاتمہ ھوگیا ھے - ٹھیک اسي طرح پندرھویں صدي مسیحي میں بھي تاتاریوں کے وحشیانہ تسلط سے ظہور میں آیا تھا - یورپ کے فتنہ کا آخري نتیجہ عثماني خلافت کي پامالي اور ایشیاء کوچک کا قتل عام ھے - تاتاري فتنہ کي آخري وحشت ناکي عباسي خلافت کا خاتمہ اور بغداد کا قتل عام تھا - تاتاري انسان نہیں تھے ' درندے تھے - تاھم ھلاکو خاں ' منکو خاں ' اباقا آن خاں جیسے

سفاکوں کے زمانے میں بھي وہ مسلمان موجود رھے جنکي زبانیں اعلان حق میں آنکي تلواروں سے بھي زیادہ تیز تھیں - شیخ سعدي شیرازي نے (جنکي " گلستاں" کا نام اس کورٹ نے بھي سنا ھوگا) ھلاکو خاں کے منہہ پر آسے ظالم کہا - شمس الدین تیاري نے منکو خاں کے دربار میں اسکي ھلاکت کي دعا مانگي - شیخ الاسلام احمد ابن تیمیہ نے ابا قاآن پر برسر دربار لعنت بھیجي - تاتاریوں کے پاس بے دریغ قتل کردینے کا قانون تھا - تاھم " تورۂ چنگیز خاني " (قوانین چنگیز خاں) میں کوئي دفعہ ۱۲۴ - الف نہ تھي !

(" حجاج " اور " ریڈنگ ")

هم مسلمانوں کا جب اپني قومي گورنمنٹوں کے ساتھہ (جنکي اطاعت از روے شرع ھم پر واجب ھے) ایسا سلوک رھا ھے ' تو پھر ایک اجنبي گورنمنٹ کے کارندے ھم سے کیا امید رکھتے ھیں ؟ کیا ھندوستان کي " از روے قانون قائم شدہ " گورنمنٹ ھمارے لیے آس گورنمنٹ سے بھي زیادہ محترم ھے جو " از روے شریعت اسلام " واجب الاطاعت ھے ؟ کیا انگلستان کي پادشاھت اور لارڈ ریڈنگ کي نیابت عبد الملک کي خلافت اور حجاج بن یوسف کي نیابت سے بھي ھمارے لیے زیادہ مقتدر ھوسکتي ھے ؟ اگر ھم " اجنبي و غیر مسلم " اور " قومي و مسلم " کا عظیم الشان اور شرعي فرق بالکل نظر انداز کردیں ' جب بھي ھم سے صرف یہي امید کي جاسکتي ھے کہ جو کچھہ حجاج بن یوسف اور خالد قسري کي گورنمنٹوں کیلیے کہہ چکے ھیں' وھي " چمسفورڈ " اور " ریڈنگ " کي گورنمنٹوں کیلیے بھي کہیں - ھم نے آنسے کہا تھا " اتق اللہ فقد ملاءت الارض ظلما و جورا " خدا سے ڈرو کیونکہ تمھارے ظلم سے زمین بھر گئي ھے ! یہي ھم آج بھي کہتے ھیں !

حقیقت یہ ھے کہ ھم اپني کمزوري اور بے بسي کي وجہ سے آج ھندوستان میں جو کچھہ کر رھے ھیں ' وہ دراصل قومي حکمرانوں کے ظلم و جور کیلیے ھمیں بتلایا گیا تھا ' نہ کہ ایک اجنبي قبضۂ و تصرف کے مقابلے میں - اگر برٹش گورنمنٹ کے ارکان اس حقیقت کو سمجھتے تو انہیں تسلیم کرنا پڑتا کہ مسلمانوں کے تمام آور

درگذر کي حد هوگئي هے - اس سے زیادہ وہ اسلام کو برطانیه کیلیے نهیں چهوڑ سکتے !

اسلام نے حکمرانوں کے ظلم کے مقابله میں دو طرح کے طرز عمل کا حکم دیا هے کیونکه حالتیں بهي دو مختلف هیں: ایک ظلم اجنبي قبضهٔ و تسلط کا هے - ایک خود مسلمان حکمرانوں کا هے - پہلے کیلیے اسلام کا حکم هے که تلوار سے مقابله کیا جاے - دوسرے کیلیے حکم هےکه تلوار سےمقابله تو نه کیاجاے لیکن " امر بالمعروف " اور " اعلان حق " جسقدر بهي امکان میں هو ' هر مسلمان کرتا رهے - پہلي صورت میں دشمنوں کے هاتهوں قتل هونا پڑیگا - دوسري صورت میں ظالم حکمرانوں کے هاتهوں طرح طرح کي اذیتیں اور سزائیں جهیلني پڑینگي - مسلمانوں کو دونوں حالتوں میں دونوں طرح کي قربانیاں کرني چاهئیں ' اور دونوں کا نتیجه کامیابي و فتح مندي هے - چنانچه گذشته تیره صدیوں میں مسلمانوں نے دونوں طرح کي قربانیاں کیں - اجنبیوں کے مقابلے میں سر فروشي بهي کي ' اور اپنوں کے مقابلے میں صبر و استقامت بهي دکهلائي - پہلي صورتوں میں جس طرح انکي " جنگي جد و جهد " کوئي مثال نهیں رکهتی - اسي طرح دوسري صورت میں اُنکي " شهري جد و جهد " بهي عدیم النظیر هے -

هندوستان میں آج مسلمانوں نے دوسري صورت اختیار کي هے ' حالانکه مقابله انکا پہلي حالت سے هے - اُنکے لیے " جنگي جد و جهد " کا وقت آ گیا تها - لیکن انهوں نے " شهري جد و جهد " کو اختیار کیا - انهوں نے " نوان و ایلنس " رهنے کا فیصله کرکے تسلیم کرلیا هے که وہ هتیار سے مقابله نه کرینگے - یعني صرف وهی کرینگے ' جو اُنهیں مسلمان حکومتوں کے ظلم کے مقابلے میں کرنا چاهیے - بلاشبه اس طرز عمل میں هندوستان کي ایک خاص طرح کي حالت کو بهي دخل هے - لیکن گورنمنت کو سونچنا چاهیے که اس سے زیادہ بدبخت مسلمان اور کیا کرسکتے هیں ؟ حد هوگئي که اجنبیوں کے ظلم کے مقابلے میں وہ بات کر رهے هیں ' جو اُنهیں اپنوں کے مقابلے میں کرني تهي !

(انقلاب حال !)

میں سچ کہتا ھوں - مجھے اسکی رائی برابر بھی شکایت نہیں کہ سزا دلانے کیلیے مجھہ پر مقدمہ چلایا گیا ھے - یہ بات تو بہرحال ھونی ھی تھی - لیکن حالات کا یہ انقلاب میرے لیے بڑا ھی درد انگیز ھے کہ ایک مسلمان سے کتمان شہادت کی توقع کی جاتی ھے ' اور کہا جاتا ھے کہ وہ ظلم کو صرف اسلیے ظلم نہ کہے کہ دفعہ ۱۲۴ - الف کا مقدمہ چلایا جائیگا !

مسلمانوں کو حق گوئی کا جو نمونہ انکی قومی تاریخ دکھلاتی ھے' وہ تو یہ ھے کہ ایک جابر حکمراں کے سامنے ایک بے پروا انسان کھڑا ھے - اسپر الزام یہی ھے کہ اس نے حکمراں کے ظلم کا اعلان کیا - اِسکی پاداش میں اُسکا ایک ایک عضو کاٹا جا رھا ھے - لیکن جب تک زبان نہیں کٹ جاتی' وہ یہی اعلان کرتی رھتی ھے کہ حکمراں ظالم ھے ! یہ واقعہ خلیفۂ عبد الملک کے زمانے کا ھے جسکی حکومت افریقہ سے سندھ تک پھیلی ھوئی تھی - تم دفعہ ۱۲۴ - الف کو اس سزا کے ساتھہ تول لے سکتے ھو !

میں اس درد انگیز اور جانکاہ حقیقت سے انکار نہیں کرتا کہ اس انقلاب حالت کے ذمہ دار خود مسلمان ھی ھیں - انہوں نے اسلامی زندگی کے تمام خصائص کھو دیے ' اور انکی جگہ غلامانہ زندگی کے تمام رذائل قبول کرلیے - اُنکی موجودہ حالت سے بڑھکر دنیا میں اسلام کیلیے کوئی فتنہ نہیں - جبکہ میں یہ سطریں لکھہ رھا ھوں ' تو میرا دل شرمندگی کے غم سے پارہ پارہ ھو رھا ھے کہ اسی ھندوستان میں وہ مسلمان بھی موجود ھیں جو اپنی ایمانی کمزوری کی وجہ سے علانیہ ظلم کی پرستش کر رھے ھیں !

(یا آزادی یا موت)

لیکن انسانوں کی بدعملی سے کسی تعلیم کی حقیقت نہیں جھٹلائی جاسکتی - اسلام کی تعلیم اُسکی کتاب میں موجود ھے - وہ کسی حال میں بھی

جائز نہیں رکھتی کہ آزادی کھوکر مسلمان زندگی بسر کریں - مسلمانوں کو مٹ جانا چاھیے - یا آزاد رھنا چاھیے - تیسری راہ اسلام میں کوئی نہیں -

اسی لیے میں نے آج سے بارہ سال پہلے " الھــلال " کے ذریعہ مسلمانوں کو یاد دلایا تھا کہ آزادی کی راہ میں قربانی و جان فروشی انکا قدیم اسلامی ورثہ ھے - اُنکا اسلامی فرض یہ ھے کہ ھندوستان کی تمام جماعتوں کو اس راہ میں اپنے پیچھے چھوڑ دیں - میری صدائیں بیکار نہ گئیں - مسلمانوں نے اب آخری فیصلہ کرلیا ھے کہ اپنے ھندو، سکھہ، عیسائی، پارسی بھائیوں کے ساتھہ ملکر اپنے ملک کو غلامی سے نجات دلائینگے -

(مسئلۂ خلافت و پنجاب)

(۱۰) میں یہاں گورنمنٹ کی اُن نا انصافیوں کا افسانہ نہیں چھیڑونگا جو مسئلۂ " خلافت " اور مظالم " پنجاب " کا عالمگیر افسانہ ھیں - لیکن میں اقرار کرونگا کہ گذشتہ دو سال کے اندر کوئی صبح و شام مجھہ پر ایسی نہیں گذری ھے، جسمیں میں نے " خلافت " اور " پنجاب " کیلیے گورنمنٹ کے مظالم کا اعلان نہ کیا ھو - میں تسلیم کرتا ھوں کہ میں نے ھمیشہ یہ کہا ھے - جو گورنمنٹ اسلامی خلافت کو پامال کر رھی ھو، اور مظالم پنجاب کیلیے کوئی تلافی اور شرمندگی نہ رکھتی ھو، ایسی گورنمنٹ کیلیے کسی ھندوستانی کے دل میں وفاداری نہیں ھوسکتی - گورنمنٹ کی جگہ وہ ایک فریق محارب کی حیثیت رکھتی ھے -

میں نے ۱۳ - دسمبر سنہ ۱۹۱۸ - کو (جب میں رانچی میں گورنمنٹ آف انڈیا کے حکم سے نظر بند تھا) لارڈ چمسفورڈ کو ایک مفصل چٹھی لکھی تھی - اسمیں واضح کردیا تھا کہ " فتنہ اور جزیرۃ العرب کے بارے میں اسلامی احکام کیا ھیں ؟ میں نے لکھا تھا کہ اگر برٹش گورنمنٹ اسلامی خلافت اور اسلامی ممالک پر خلاف وعدہ متصرف ھوگئی، تو اسلامی قانون کی رو سے ھندوستانی مسلمان ایک انتہائی کشمکش میں مبتلا ھو جائینگے - اُنکے لیے صرف دو ھی راھیں رھجائینگی - یا اسلام کا ساتھہ دیں، یا برٹش گورنمنٹ کا - وہ مجبور ھونگے کہ اسلام کا ساتھہ دیں -

بالاخر وهي هوا - گورنمنٹ صریح وعدہ خلافي سے باز نہ رهی - اُس وعدہ کا بهی ایفا ضروري نہ سمجها گیا جو گورنمنٹ آف اِنڈیا نے ۲ - نومبر سنہ ۱۹۱۴ - کے اعلان میں کیا تها ' اور وہ وعدہ بهي فریب وقت ثابت هوا جو مسٹر لائڈ جارج وزیر اعظم انگلستان نے ۵ - جنوري سنہ ۱۹۱۸ - کو هاؤس آف کامنس کی تقریر میں کیا تها - شریف آدمیوں کیلیے وعدہ خلافي عیب هے ' لیکن طاقتور حکومتوں کیلیے کوئي بات بهی عیب نہیں هے

اس حالت نے مسلمانوں کیلیے آخري درجہ کي کشمکش پیدا کردي - اسلامی قانون کي رو سے کم ازکم بات جو انکے فرائض میں داخل تهی ' یہ تهی کہ ایسی گورنمنٹ کي اعانت اورکوا پریشن سے هاتهہ کهینچ لیں - چنانچہ انہوں نے ایسا هی کیا : وہ اُسوقت تک اسپر قائم رهینگے ' جب تک اُنهیں اپنا مذهب اور مذهب کے اٹل احکام عزیز هیں -

مسلمانوں کو یقین هوگیا هے کہ اگر وہ حق و انصاف چاهتے هیں تو اسکی راہ صرف ایک هی هے - سواراج کا حصول - یعنی ایسي قومی گورنمنٹ کا حصول جو هندوستانیوں کی هو ' هندوستان میں هو ' اور هندوستان کیلیے هو -

(اگر ظلم نہیں تو کیا عدل هے ؟)

(۱۱) غرضکہ اس بارے میں میرا اقرار بالکل صاف اور واضح هے - موجودہ گورنمنٹ محض ایک ناجائز بیورو کریسی هے ' وہ کروروں انسانوں کی مرضی اور خواهش کیلیے محض نفی هے ' وہ همیشہ انصاف اور سچائی پر پرسٹیج کو ترجیح دیتي هے ' وہ جلیانوالا باغ امرتسر کا وحشیانہ قتل عام جایز رکهتي هے ' وہ انسانوں کیلیے اس حکم میں کوئي نا انصافی نہیں مانتي کہ چارپایوں کي طرح پیٹ کے بل چلائیں جائیں ' وہ بے گناہ لڑکوں کو صرف اسلیے تازیانے کي ضرب سے بے هوش هو جانے دیتي هے کہ کیوں ایک بت کي طرح " یونین جیک " کو سلام نہیں کرتے ؟ وہ تیس کرور انسانوں کي پیہم التجاؤں پر بهي اسلامي خلافت کي پامالي سے باز نہیں آئي ' وہ اپنے تمام وعدوں کے توڑ دینے میں کوئي عیب

نہیں سمجھتي' وہ سمرنا اور تھریس کو صریح نا منصفانہ طور پر یونانیوں کے حوالہ کردیتي ھے' اور پھر تمام اسلامي آبادي کے قتل و غارت کا تماشا دیکھتي ھے -

انصاف کي پامالي میں اُسکي جرأت آن تھک اور دلیري بالکل بے باک ھے اور حقیقت کو جھٹلاتے ھوے اسکے منھہ میں کوئی لگام نہیں - سمرنا میں ۷۰ - في صدي مسلمانوں کي آبادي ھے ' مگر وزیر اعظم بغیر کسی شرمندگي کے مسیحی آبادي کی کثرت کا اعلان کردیتا ھے - یونانی حکومت تمام اسلامي آبادي کو خون اور آگ کے سیلاب میں غرق کردیتی ھے ' لیکن وہ بے دھڑک ترکي مظالم کی فرضی داستانیں بیان کرتا رھتا ھے ' اور خود انگلستان کے بھیجے ھوے امریکن کمیشن کی رپورٹ پوشیدہ کردي جاتی ھے !

پھر نہ تو ان تمام مظالم و جرائم کیلیے اسکے پاس اعتراف ھے' نہ تلافي - بلکہ ملک کي جایز اور با امن جد و جہد کو پامال کرنے کیلیے ھر طرح کا جبر و تشدد شروع کردیا جاتا ھے ' اور وہ سب کچھہ کیا جاتا ھے جو گذشتہ ایک سال کے اندر ھوچکا ھے' اور ۱۸ - نومبر سے اسوقت تک ملک کے ھر حصہ میں ھو رھا ھے - میں اگر ایسي گورنمنٹ کو " ظالم " اور " یا درست ھو جاؤ یا مٹ جاؤ " نہ کہوں ' تو کیا " عادل " اور " نہ تو درست ھو' نہ مٹو " کہوں ؟

کیا صرف اسلیے کہ ظلم طاقتور ھے اور اسکے پاس جیل ھے ' اِسکا حق دار ھو جاتا ھے کہ اُسکا نام بدلدیا جاے ؟ میں اِٹلي کے نیک اور حریت پرست جوزف میزیني (Mazzini) کي زبان میں کہونگا " ھم صرف اسلیے کہ تمہارے ساتھہ عارضي طاقت ھے' تمھاري برائیوں سے انکار نہیں کرسکتے " -

(" جرم " کا قدیم اور نا قابل شمار ارتکاب)

(۱۴) میں نہایت متعجب ھوں کہ میرے خلاف صرف یھي دو ناتمام اور نا کافي تقریریں کیوں پیش کیگئي ھیں ؟ کیا ان ھزاروں صفحات سے جو میرے قلم سے نکل چکے ھیں ' اور ان بے شمار تقریروں سے جنکي صدائیں ھندوستان کے ایک ایک گوشہ میں گونج چکي ھیں' صرف یھي سرمایہ گورنمنٹ بہم پہنچا سکي ؟

میں اقرار کرتا ہوں کہ میری کوئی تقریر گذشتہ دو سال کے اندر ایسی نہیں ہوئی ہے جسمیں یہ تمام باتیں میں نے بیان نہ کی ہوں -

میں متصل بارہ سال سے اپنی قوم و ملک کو آزادی و حق طلبی کی تعلیم دے رہا ہوں - میری ١٨ - برس کی عمر تھی جب میں نے اس راہ میں تقریر و تحریر شروع کی - میں نے زندگی کا بہترین حصہ یعنی عہد شباب صرف اسی مقصد کے عشق میں قربان کردیا - میں اسی کی خاطر چار سال تک نظر بند رہا ' مگر نظر بندی میں بھی میری ہر صبح و شام اِسی کی تعلیم و تبلیغ میں بسر ہوئی - " رانچی " کے در و دیوار اسکی شہادت دے سکتے ہیں جہاں میں نے نظر بندی کا زمانہ بسر کیا ہے - یہ تو میری زندگی کا دائمی مقصد ہے - میں صرف اسی ایک کام کیلیے جی سکتا ہوں : ان صلاتی ' و نسکی ' و محیای ' و مماتی ' للہ رب العالمین !

(آخـــری اســـلامی تحـــریک)

(١٣) میں اس " جرم " سے کیونکر انکار کرسکتا ہوں جبکہ میں ہندوستان کی اس آخری " اسلامی تحریک " کا داعی ہوں ' جس نے مسلمانان ہند کے پولیٹکل مسلک میں ایک انقلاب عظیم پیدا کردیا - اور بالاخر وہاں تک پہونچا دیا جہاں آج نظر آرہے ہیں - یعنی اُن میں سے ہر فرد میرے اس جرم میں شریک ہوگیا ہے - مین نے سنہ ١٩١٢ - میں ایک اردو جرنل " الہلال " جاری کیا جو اس تحریک کا آرگن تھا ' اور جسکی اشاعت کا تمام تر مقصد وہی تھا جو اوپر ظاہر کرچکا ہوں - یہ امر واقعہ ہے کہ الہلال نے تین سال کے اندر مسلمانان ہند کی مذہبی اور سیاسی حالت میں ایک بالکل نئی حرکت پیدا کردی - پہلے وہ اپنے ہندو بھائیوں کی پولیٹکل سرگرمیوں سے نہ صرف الگ تھے ' بلکہ اسکی مخالفت کیلیے بیورو کریسی کے ہاتھہ میں ایک ہتیار کی طرح کام دیتے تھے - گورنمنٹ کی تفرقہ انداز پالیسی نے انہیں اس فریب میں مبتلا کر رکھا تھا کہ ملک میں ہندؤں کی تعداد بہت زیادہ ہے ' ہندوستان اگر آزاد ہوگیا تو ہندو گورنمنٹ قائم ہوجائیگی - مگر الہلال نے مسلمانوں کو تعداد کی جگہ ایمان پر اعتماد کرنے کی تلقین کی '

اور بے خوف ہوکر هندوؤں کے ساتھہ ملجانے کي دعوت دي - اسي سے وہ تبدیلیاں رو نما ہوئیں جنکا نتیجہ آج متحدہ تحریک خلافت و سواراج ھے - بیورو کریسي ایک ایسي تحریک کو زیادہ عرصہ تک برداشت نہیں کرسکتي تھي - اسلیے پہلے الهلال کي ضمانت ضبط کي گئي - پھر جب " البلاغ " کے نام سے دوبارہ جاري کیا گیا تو سنہ ۱۹۱۶ - میں گورنمنٹ آف انڈیا نے مجھے نظر بند کردیا -

میں بتلانا چاھتا ھوں کہ " الهلال " تمامتر " آزادي یا موت " کي دعوت تھي - اسلام کي مذهبي تعلیمات کے متعلق اس نے جس مسلک بحث ونظر کی بنیاد ڈالی ' اسکا ذکر یہاں غیر ضروري ھے - صرف اسقدر اشارا کرونگا کہ هندوؤں میں آج مہاتما گاندھي مذهبی زندگی کی جو روح پیدا کر رھے ھیں ' الهلال اس کام سے سنہ ۱۹۱۴ - میں فارغ ھوچکا تھا - یہ ایک عجیب اتفاق ھے کہ مسلمانوں اور هندوؤں ' دونوں کی نئی اور طاقتور سرگرمي اسی وقت شروع ھوئی ' جب دونوں میں مغربی تہذیب کی جگہ مذهبی تعلیم کی تحریکوں نے پوري طرح فروغ پالیا -

(خلافت کانفرنس کلکتہ)

(۱۴) چار سال کے بعد پہلي جنوري سنہ ۱۹۲۰ - کو میں رھا کیا گیا - اسوقت سے گرفتاري کے لمحہ تک ' میرا تمام وقت انھي مقاصد کي اشاعت و تبلیغ میں صرف ھوا ھے - ۲۸ - ۲۹ - فروري سنہ ۱۹۲۰ - کو اسي کلکتہ کے ٹاؤن ہال میں خلافت کانفرنس کا جلسہ ھوا تھا ' اور مسلمانوں نے مایوس ھوکر اپنا آخري اعلان کردیا تھا :

" اگر برٹش گورنمنٹ نے مطالبات خلافت کي اب بھی سماعت نہ کی ' تو مسلمان اپنے شرعی احکام کی رو سے مجبور ھو جائینگے کہ تمام وفادارانہ تعلقات منقطع کرلیں " -

میں اس کانفرنس کا پریسیڈنٹ تھا -

میں نے اسکے طولانی پریسیڈنشل ایڈرس میں وہ تمام امور بہ تفصیل بیان کردیے تھے جو اسقدر ناقص شکل میں ان دو تقریروں کے اندر دکھلائے گئے ھیں -

(مـــوالات اور فـــوجي مـــلازمت)

میں نے اسي ایڈریس میں اُس اسلامي حکم کي بھي تشریح کردي تھي جسکي بنا پر مسلمانوں کا مذھبي فرض ھے کہ موجودہ حالت میں گورنمنٹ سے " ترک موالات " کریں - یعني کواپریشن اور اعانت سے ھاتھہ کھینچ لیں - یھي " ترک موالات " ھے' جو آگے چلکر" نان کواپریشن " کي شکل میں نمودار ھوا ' اور مہاتما گاندھي جي نے اسکي سر براھي کي -

اسي کانفرنس میں فوج کے متعلق وہ رزولیوشن منظور ھوا تھا ' جسمیں اسلامي قانون کے بموجب مسلمانوں کیلیے فوجي نوکري ناجائز بتلائي گئي تھي - کیونکہ گورنمنٹ اسلامي خلافت اور اسلامي ملکوں کے خلاف بر سرپیکار ھے - کراچي کا مقدمہ اسي رزولیوشن کي بنا پر چلایا گیا - میں بار بار اخبارات اور تقریروں میں اعلان کرچکا ھوں کہ یہ رزولیوشن سب سے پہلے میں نے ھي طیار کیا تھا ' اور میري ھي صدارت میں تین مرتبہ منظور ھوا - سب سے پہلے کلکتہ میں - پھر بریلي اور لاھور میں - پس اس "جرم" کي تعزیر کا بھي پہلا حقدار میں ھي ھوں -

میں نے اس اڈرس کو مزید اضافہ کے بعد کتاب کي شکل میں بھي مرتب کیا ' جو انگریزي ترجمہ کے ساتھہ بار بار شائع ھوچکا ھے - اور گویا میرے " جرائم " کا ایک تحریري ریکارڈ ھے -

(میري زندگي سرتا سر ۱۲۴ - ھے)

(۱۵) میں نے گذشتہ دو سال کے اندر تنہا اور مہاتما گاندھي کے ساتھہ تمام ھندوستان کا بار بار دورہ کیا - کوئي شہر ایسا نہیں ھے جہاں میں نے خلافت ' پنجاب ' سواراج ' اور نان کواپریشن پر بار بار تقریریں نہ کي ھوں' اور وہ تمام باتیں نہ کہي ھوں جو میري ان دو تقریروں میں دکھلائي گئي ھیں -

ڈسمبر سنہ ۲۰ - میں انڈین نیشنل کانگرس کے ساتھہ آل انڈیا خلافت کانفرنس کا بھي اجلاس ھوا ' اپریل سنہ ۲۱ - میں جمعیۃ العلماء کا بریلي میں جلسہ

ھوا ' گذشتہ اکتوبر میں یو - پي پراونشیل خلافت کانفرنس آگرہ میں منعقد ھوئي ' نومبر میں آل انڈیا علماء کانفرنس کا لاھور میں اجلاس ھوا - ان تمام کانفرنسوں کا بھي میں ھي صدر تھا - لیکن ان میں بھي تمام مقررین نے جو کچھہ کہا ' اور صدارتي تقریروں میں میں نے جو خیالات ظاھر کیے ' اُن سب میں وہ تمام باتیں موجود تھیں ' جو ان دو تقریروں میں دکھلائي گئي ھیں - بلکہ میں اقرار کرتا ھوں کہ ان سے بہت زیادہ قطعي و واضح خیالات ظاھر کیے گئے تھے !

اگر میري ان دو تقریروں کے مطالب دفعہ ۱۲۴ - الف کا جرم ھیں ' تو میں نہیں سمجھتا کہ صرف پہلي اور پندرھویں جولائی ھی کا ارتکاب کیوں منتخب کیا گیا ھے ؟ میں تو اس کثرت کے ساتھہ اس کا ارتکاب کرچکا ھوں کہ فی الواقع اسکا شمار میرے لیے ناممکن ھوگیا ھے - مجھے کہنا پڑیگا کہ میں نے گذشتہ سالوں کے اندر بجز ۱۲۴ - الف کے اور کوئی کام ھي نہیں کیا !

(نوان وایلنس نوان کواپریشن)

(۱۶) ھم نے آزادي اور حق طلبي کي اس جنگ میں " نان وایلنس نوان کواپریشن " کي راہ اختیار کی ھے - ھمارے مقابلے میں طاقت اپنے تمام جبر و تشدد اور خونریز وسائل کے ساتھہ کھڑي ھے ' لیکن ھمارا اعتماد صرف خدا پر ھے اور اپنی غیر مختتم قرباني اور غیر متزلزل استقامت پر - مہاتما گاندھي کي طرح میرا یہ اعتقاد نہیں ھے کہ کسی حال میں بھی ھتیار کا مقابلہ ھتیار سے نہیں کرنا چاھیے - اسلام نے جن حالتوں میں اسکی اجازت دي ھے ' میں اسے فطرۃ الہی اور عدل و اخلاق کے مطابق یقین کرتا ھوں - لیکن ساتھہ ھي ھندوستان کی آزادي اور موجودہ جد و جہد کیلیے مہاتما گاندھی کے تمام دلائل سے متفق ھوں ' اور اُن دلائل کي سچائی پر پورا اعتقاد رکھتا ھوں - میرا یقین ھے کہ ھندوستان نان وایلنس جد و جہد کے ذریعہ فتح مند ھوگا ' اور اسکی فتح مندي اخلاقی و ایماني طاقت کی فتحمندي کی ایک یادگار مثال ھوگی -

یہی وجہ ہے کہ میں نے ہمیشہ لوگوں کو با امن جد و جہد کی تلقین کی اور اسکو کامیابی کی سب سے پہلی شرط قرار دیا - خود یہ تقریریں بھی اسی موضوع پر تھیں جیساکہ پیش کردہ نقول سے بھی ثابت ہوتا ہے - میں اُن چند مسلمانوں میں سے ہوں جو بجا طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر انہوں نے نہایت مضبوطی کے ساتھہ مسلمانوں کو با امن جد و جہد پر قائم نہ رکھا ہوتا ' تو نہیں معلوم ' مسئلۂ خلافت کی وجہ سے انکا صبر آزما اضطراب کیسی خوفناک شکل اختیار کرلیتا ؟ کم از کم ہندوستان کے ہر حصہ میں ایک " مالیبار " کا منظر تو ضرور نظر آ جاتا -

(سي - آئي - ڈي کے رپورٹرز)

(۱۷) اب جبکہ میں ان دو تقریروں کے تمام اُن حصوں کا اقرار کرچکا ہوں جن سے پراسیکیوشن استدلال کرسکتا ہے ' تو کوئی مضائقہ نہیں ' اگر چند الفاظ انکی پیش کردہ صورت کی نسبت بھی کہدوں -

سي - آئي - ڈي کے گواہوں نے بیان کیا ہے کہ میری تقریروں کے نوٹس بھی لیے گئے اور مختصر نویسی کے ذریعہ بھی قلمبند کی گئیں - جو کاپی داخل کی گئی ہے (اگزبیٹ اے - او ر- سي) وہ مختصر نویس کی مرتب کی ہوئی ہے ' لیکن یہ میری تقریروں کی ایک ایسی مسخ شدہ صورت ہے کہ اگر چند ناموں اور واقعات کی طرف اشارہ نہ ہوتا تو میرے لیے شناخت کرنا بھی بہت مشکل تھا - وہ بلا شبہہ ایک چیز ہے جو دور تک پھیلتی ہوئی چلی گئی ہے ' لیکن میں نہیں جانتا کہ کیا چیز ہے ؟ محض بے جوڑ ' بے تعلق ' اور اکثر مقامات پر بے معنی جملے ہیں ' جو بغیر کسی ربط اور سلسلہ کے صفحوں پر بکھیر دیے ہیں - گرامر اور محاورہ دونوں سے انہیں یکقلم انکار ہے - صاف معلوم ہوتا ہے کہ رپورٹر تقریر سمجھنے اور قلمبند کرنے سے عاجز تھا - اسلیے درمیان سے جملوں کے جملے چھوڑتا جاتا ہے ' اور تمام حروف ربط و تعلیل تو بالکل ہی حذف کردیے ہیں ہے - اس سے بھی بڑھکر یہ کہ تمام وہ الفاظ جنکی آواز یا اسپلنگ (اِملا) میں ذرا سا بھی تشابہ ہے ' بالکل ہی بدل گئے ہیں ' اور عبارت یا تو بے معنی ہوگئی ہے یا محرف -

مثلاً میں نے یکم جولائی کی تقریر میں مشہور فرنچ شاعر اور ادیب وکٹر ہیوگو کا قول نقل کیا تھا :

" آزادی کا بیج کبھی بار آور نہیں ہوسکتا جب تک ظلم کے پانی سے اُسکی آبیاری نہ ہو "

مختصر نویس نے " ظلم " کی جگہ " دھرم " لکھدیا ہے جو صریح غلط اور بے موقعہ ہے - البتہ اسکی آواز " ظلم " سے مشابہہ ہے -

اسی طرح ایک مقام پر ہے :

" اُنھوں نے جیل خانے کی مصیبت کو برباد کیا ہے "

حالانکہ مصیبت کو برباد کرنے کے کوئی معنی نہیں ہوسکتے - غالباً میں نے " برداشت کیا ہے " کہا ہوگا - یعنی اُنھوں نے جیل کی مصیبت جھیل لی ہے - چونکہ دونوں لفظوں کی آواز ملتی جلتی ہے اور مختصر نویس خود فہم و امتیاز سے محروم ہے ' اسلیے " برداشت " کی جگہ " برباد " لکھ گیا !

(اُردو مختصـــر نویســـی)

اصل یہ ہے کہ اُردو مختصر نویسی کا قاعدہ اور مختصر نویس کی نا قابلیت ' دونوں ان نقائص کیلیے ذمہ دار ہیں -

اُردو مختصر نویسی کا قاعدہ سنہ ۱۹۰۵ - میں کرسچیــن کالــج لکھنــؤ کے دو پروفیسروں نے ایجاد کیا ' جن میں سے ایک کا نام مرزا محمد ہادی - بی - اے ہے - میں اُس وقت لکھنؤ ھی میں تھا ' اسلیے مجھے ذاتی طور پر اُسکے دیکھنے اور موجدوں سے گفتگو کرنے کا بارہا اتفاق ہوا - مجھے معلوم ہے کہ اسکے موجدوں نے انگریزی علامات کو بہت تھوڑے سے تغیر کے ساتھ منتقل کرلیا ہے ' لیکن وہ اُردو حروف و املاء کو پوری طرح محفوظ کردینے میں کامیاب نہ ہوسکے - خود انھیں بھی اس نقص کا ایک حد تک اعتراف تھا - لیکن وہ خیال کرتے تھے کہ مختصر نویس کی ذاتی قابلیت اور حافظۂ و ملاسبت سے اسکی تلافی ہوجائیگی - میں اپنے ذاتی معلومات کی بنا پر کہتا ہوں کہ تجربے سے انکا خیال درست نہ نکلا -

صوبجات متحدہ کی گورنمنٹ نے ابتدائی تجربے کیلیے دو پولیس سب انسپکٹروں کو تعلیم دلائی تھی - انہوں نے سب سے پہلے آزمائشی طور پر جن پبلک تقریروں کو قلمبند کیا، میں بتلانا چاھتا ھوں کہ وہ میری اور شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی مرحوم کی تقریریں تھیں - ھم دونوں نے انجمن اسلامیہ ھردوئی کے سالانہ جلسے میں لکچر دیے تھے - مجھے اچھی طرح یاد ھے کہ مولانا شبلی نے فی منٹ ساٹھ لفظوں کے رفتار سے تقریر کی تھی، اور میری تقریر فی منٹ ۷۰ - سے ۹۰ تک تھی جیسا کہ خود مختصر نویسوں نے ظاھر کیا تھا - ظاھر ھے کہ یہ کوئی تیز رفتار نہ تھی - تاھم جب انہوں نے اپنا کام مرتب کرکے دکھلایا تو بالکل ناقص اور غلط تھا - اسکے بعد بھی مجھے بارھا اپنی تقریروں کے قلمبند کرانے کا اتفاق ھوا، لیکن ھمیشہ ایسا ھی نتیجہ نکلا - ابھی حال کی بات ھے کہ خلافت کانفرنس آگرہ میں میرا زبانی پریزیڈنشل ایڈرس ایک مشاق مختصر نویس سید غلام حسنین نے قلمبند کیا جو عرصہ تک یو - پی کے محکمہ سی - آئی - ڈی میں کام کرنے کے بعد مستعفی ھوا ھے - لیکن جب لانگ ھینڈ میں مرتب کرکے مجھے دکھلایا گیا تو اسکا کوئی حصہ صحیح اور مکمل نہ تھا -

یہ تو اصل قاعدہ کا نقص ھے، لیکن جب اسپر مختصر نویس کی نا قابلیت کا بھی اضافہ ھو جاے، تو پھر کوئی خرابی ایسی نہیں ھے جس سے انسانی تقریر مسخ نہ کی جاسکے - کلکتہ اور بنگال کی مخصوص حالت نے اس نقص کو اور زیادہ پر مصیبت بنا دیا ھے - یہاں کے دیسی اور یوروپین افسر خود اردو زبان سے بالکل واقفیت نہیں رکھتے - حتی کہ معمولی طور پر بول بھی نہیں سکتے - انکے نزدیک ھر وہ آدمی جو انگریزی زبان سے کسی مختلف لہجہ میں آواز نکالے، اردو کا اسکالر ھے - نتیجہ یہ ھے کہ پولیس اور عدالت ان رپورٹروں اور مختصر نویسوں کو بطور سند کے استعمال کر رھی ھے، جن بیچاروں کی استعداد پر ھمیشہ ھملوگ تمسخر کیا کرتے ھیں -

میں وثوق کے ساتھہ کہہ سکتا ہوں کہ کلکتہ کی پولیس اور عدالتوں میں ایک شخص بھی اردو زبان کیلیے قابل اعتماد نہیں ہے - اگر یہاں اس حقیقت کا کچھہ بھی احساس ہوتا ' تو صرف یہی بات بطور ایک عجیب واقعہ کے خیال کی جاتی کہ میری تقریروں کیلیے پولیس اور سی - آئی - ڈی کے غریب رپورٹروں کی شہادت لی جارہی ہے ! میں تسلیم کرتا ہوں کہ کم از کم یہ منظر ضرور میرے لیے تکلیف دہ ہے !

(مشرقی لٹریچر اور سرکاری وسائل علم)

یہ کہنا ضروری نہیں کہ میں اپنے ڈیفنس کی غرض سے ان شہادتوں کی بے اعتمادی ثابت نہیں کر رہا ہوں - میں تو پورا پورا اقرار کرچکا - مقصود صرف دو باتوں کا اظہار ہے :

اولاً ' جو سرکاری مقدمات اردو تقریر و تحریر کی بنا پر چلائے جاتے ہیں ' انکے وسایل ثبوت کس درجہ ناکارہ اور نا قابل اعتماد ہیں ؟

ثانیاً ' ہندوستان کی بیوروکریسی کی ناکامیابی اور ناموافقت - وہ ڈیڑھہ سو برس تک حکومت کرکے بھی اس قابل نہیں ہوئی کہ ہندوستانی زبانوں کے متعلق صحیح اور مستند ذرایع سے معلومات حاصل کرسکتی - مجھے یاد ہے کہ جب اکتوبر سنہ ۱۹۱۶ میں نظر بند کیا گیا ' اور بہار گورنمنٹ کے حکام اور پولیس افسر (جنکو اُردو زبان سے بمقابلۂ بنگال زیادہ تعلق ہے) تلاشی کیلیے آئے ' تو انہوں نے میری تمام کتابوں کو بھی ایک خوفناک لٹریچر سمجھکر نہایت احتیاط کے ساتھہ قبضہ میں کرلیا - یہ تمام کتابیں عربی اور فارسی زبان میں تہیں ' اور تاریخ ' فقہ ' فلسفہ کا معمولی مطبوعہ ذخیرہ تھا جو بازاروں میں فروخت ہوتا رہتا ہے - صرف ایک کتاب " مطالب عالیہ " نامی قلمی تھی جو سب سے زیادہ پر اسرار سمجھی گئی - لطف یہ ہے کہ انکی فہرست ڈپٹی کمشنر کی درخواست سے مجھے ہی مرتب کرنی پڑی - کیونکہ تفتیش جرائم کے اس پورے کمیشن میں ایک شخص بھی اس قابل نہ تھا کہ کتابوں کے ٹائیٹل پیج کو صحت کے ساتھہ پڑھہ لیتا !

میں نے نظر بندي کے زمانے میں چارسال تک اپني ڈاک کیلیے خود هي سنسر شپ کے فرائض بھي انجام دیے هیں' کیونکه جو سرکاري افسر اس غرض سے مقرر کیا گیا تھا ' وہ اسقدر قابل آدمی تھا که اردو کے معمولی لکھے هوے خطوط بھی نہیں پڑھه سکتا تھا - وہ اکثر میري ڈاک صرف دستخط کرکے بھیج دیتا ' اور شب کو آکر مجھسے اسکا ترجمه لکھوا لیتا !

جبکه نظر بندي میں میں اپنی ڈاک کی خود هی نگرانی کررها تھا ' توشمله اور دهلی کے حکام اپني کار فرمائي پر نہایت نازاں تھے' اور سمجھتے تھے که انھوں نے اپنے ایک خطرناک دشمن کو بالکل مجبور اور معطل کردیا ھے !

اِسوقت بھی میرے قلمي مسودات کلکته پولیس کے قبضه میں هیں - ان میں سب سے زیادہ خوفناک جرم ' تاریخ ' تفسیر قرآن ' اور لٹریچر ھے !

میں یہاں عربی داں اشخاص کی دلچسپی کیلیے ان کتابوں کے چند نام درج کردیتا هوں ' جنھیں نہایت خوفناک سمجھکر پولیس نے شمله بھیجا تھا ' اور عرصه تک سر چارلس کلیو لینڈ کے حکم سے میري نظر بندي کے دیگر معاملات کي طرح انکي بھي تحقیقات هوتي رهي :

فتح القدیر شرح هدایه - طبقات الشافعیه سبکي - ازالة الخفا - کتاب الام - مدونة امام مالک - مطالب عالیه امام رازي - شرح حکمة الاشراق - شرح مسلم الثبوت بحــــر العلوم - کتاب المستصفي - کتاب اللمع -

اصل یه ھے که کسي جرم کیلیے جو لٹریچر سے تعلق رکھتا هو' کوئي ایسي عدالت منصفانه کار روائي نہیں کرسکتي جو ذاتي طور پر راے قائم نه کرسکے - یعنے خود اس زبان سے واقف نہو - لیکن موجودہ بیورو کریسي علاوہ بیورو کریسي هونے کے غیر ملکي بھي ھے ' اسلیے هرگوشه میں اجنبي اقتدار کي غلامي کے نتائج کام کر رھے هیں - عدالتیں هندوستان کي هیں اور هندوستانیوں کیلیے هیں ' لیکن انکي زبان جزیرۂ برطانیه کي ھے' اور اکثر حالتوں میں ایسے افراد سے مرکب هیں جو ملکي زبان کا ایک لفظ بھي نہیں جانتے !

یہي وجه هے که اب هم اس گورنمنٹ سے اور کچهه نہیں چاهتے - صرف یه چاهتے هیں که جسقدر بهي جلد ممکن هو' وہ اپنے سے بہتر اور حقدار کیلیے اپني جگه خالي کردے -

(موجودہ حالت قدرتي هے)

(۱۸) میں جیسا که ابتدا میں لکهه چکا هوں ' خاتمۂ سخن میں بهي دهراؤنگا - آج گورنمنٹ جو کچهه همارے ساتهه کر رهي هے ' وہ کوئي غیر معمولي بات نہیں هے جسکے لیے خاص طور پر اُسے ملامت کي جاے - قومي بیداري کے مقابلے میں مقاومت اور جبر و تشدد تمام قابض حکومتوں کیلیے طبیعت ثانیه (سکینڈ نیچر) کا حکم رکهتا هے' اور همیں یه توقع نہیں رکهني چاهیے که هماري خاطر انساني طبیعت بدل دي جائیگي -

یه قدرتي کمزوري افراد اور جماعت ' دونوں میں یکساں طور پر نمود رکهتي هے - دنیا میں کتنے آدمي هیں جو اپنے قبضه میں آئي هوئي چیز صرف اسلیے لوٹا دینگے که وہ اُسکے حقدار نہیں ؟ پهر ایک پورے بر اعظم کیلیے ایسي امید کیونکر کي جا سکتي هے ؟ طاقت کبهي کسي بات کو صرف اس لیے نہیں مان لیتي که وہ معقول اور مدلل هے - وہ تو خود بهي طاقت کي نمود کا انتظار کرتي هے' اور جب وہ نمودار هو جاتي هے تو پهر نا واجب سے نا واجب مطالبه کے آگے بهی جهک جاتي هے - پس کشمکش اور انتظار ناگزیر هے' اور ایک ایسی قدرتی بات هے جسکو بالکل دنیا کے معمولی اور روز مرہ کاموں کیطرح بلا کسي تعجب و شکایت کے انجام پانا چاهیے -

میں یه بهي تسلیم کرتا هوں که تاریخ نے اس بارے میں انساني ظلم و تعدي کے جو هیبت ناک مناظر دکهلائے هیں ' انکے مقابلے میں موجودہ جبر و تشدد کسي طرح بهي زیادہ نہیں کہا جاسکتا - البته میں نہیں کہه سکتا که یه کمي اسلیے هے که ابهي ملک کا جذبۂ قرباني ناتمام هے ' یا اسلیے هے که ظلم زیادہ مکمل نہیں ؟ مستقبل اسکو واضح کردیگا -

جس طرح اس کشمکش کا آغاز همیشه یکساں طور پر هوا هے ' اسي طرح خاتمه بهي ایک هي طرح هوا هے - همیں معلوم هے که اگر همارا جذبهٔ آزادي و حق طلبي سچا اور اٹل ثابت هوا ' تو یہی گورنمنٹ جو آج همیں مجرم ٹهرا رهي هے ' کل کو فتح مند محب الوطنوں کی طرح همارے استقبال پر مجبور هوگي !

(بغـاوت)

(۱۹) مجهه پر سڈیشن کا الزام عائد کیا گیا هے ' لیکن مجهے " بغاوت " کے معنی سمجهه لینے دو - کیا " بغاوت " آزادي کي اُس جد و جهد کو کہتے هیں جو ابهي کامیاب نہیں هوئي هے ؟ اگر ایسا هے تو میں اقرار کرتا هوں - لیکن ساتهه هي یاد دلاتا هوں که اسي کا نام قابل احترام حب الوطني بهي هے جب وہ کامیاب هو جاے - کل تک آیر لینڈ کے مسلح لیڈر باغي تهے ' لیکن آج تمي ویلرا اور گریفتهه کیلیے برطانیهٔ عظمیٰ کونسا لقب تجویز کرتي هے ؟

اسي آیر لینڈ کے پارنل (Parnel) نے ایک مرتبه کہا تها : "همارا کام همیشه ابتدا میں بغاوت اور آخر میں حب الوطنی کی مقدس جنگ تسلیم کیا گیا هے "

(قانون " قضاء بالحق ")

(۲۰) میں مسلمان هوں ' اور میرے یقین کیلیے وہ بس کرتا هے ' جو میري کتاب شریعت نے بتلایا هے - قرآن کہتا هے - جسطرح ماده اور اجسام میں انتخاب طبیعی (Natural Selection) اور بقاء اصلح (Survival of the fittest) کا قانون جاري هے ' اور فطرۃ صرف اسی وجود کو باقي رهنے دیتي هے جو صحیح و اصلح هو - ٹهیک اسیطرح تمام عقائد و اعمال میں بهي یہي قانون کام کر رها هے - آخري فتح اسي عمل کي هوتي هے جو حق اور سچ هو ' اور اسلیے باقي و قائم رهنے کا حقدار هو - پس جب کبهي انصاف اور نا انصافي میں مقابله هوگا ' تو آخر کي جیت انصاف هي کے حصه میں آئیگي : و اما ما ینفع النـاس فیمکث فی الارض کـذلـك یضرب الله الامثال - (۱۳ : ۱۸) زمیں پر وهي چیز باقي رهیگي جو نافع هو - غیر نافع چهانٹ دي جائیگي -

یہي وجہ ہے کہ قرآن کي اصطلاح میں سچائي کا نام " حق " ہے ' جسکے معنی هي جم جانے اور ثابت هو جانے کے هیں - اور جهوٹ اور بدي کا نام باطل ہے ' جسکے معنی هي مٹ جانے کے هیں : ان الباطل کان زهوقا - باطل تو صرف اسي لیے ہے کہ مٹ جاے !

پس آج جو کچهہ هورها ہے ' اسکا فیصلہ کل هوگا - انصاف باقي رهیگا - نا انصافي مٹادي جائیگي - هم مستقبل کے فیصلہ پر ایمان رکھتے هیں !

البتہ یہ قدرتي بات ہے کہ بدلیوں کو دیکهکر بارش کا انتظار کیا جاے - هم دیکهہ رہے هیں کہ موسم نے تبدیلي کي تمام نشانیاں قبول کرلي هیں - افسوس ان آنکھوں پر جو نشانیوں سے انکار کریں !

میں نے انهي تقریروں میں جو میرے خلاف داخل کي گئي هیں ' کہا تها :

" آزادي کا بیج کبهي بار آور نہیں هوسکتا جب تک جبر و تشدد کے پاني سے اسکي آبیاري نہو "

لیکن گورنمنٹ نے آبیاري شروع کردي ہے !

میں نے انهي میں کہا تها : " مبلغین خلافت کی گرفتاریوں پر کیوں مغموم هو ؟ اگر تم فی الحقیقت انصاف اور آزادي کے طلبگار هو ' تو جیل جانے کیلیے طیار هو جاؤ - علي پور کا جیل اسطرح بهر جاے کہ اسکي کوٹهریوں میں چوروں کیلیے جگہ باقي نہ رہے "

فی الحقیقت جگہ باقي نہیں رهي ہے - پریسیڈنسي اور سنٹرل جیل کا بڑا حصہ معمولي قیدیوں سے خالي کردیا گیا - پهر بهي جگہ کافي نہ هوئي - نیا جیل بنایا گیا - وہ بهي آناً فآناً بهرگیا - جگہ نکالنے کیلیے سینکڑوں قیدي رہا کردیے گئے ' لیکن ان سے دگنے نئے آگئے - اب مزید نئے جیل بنائے جا رہے هین !

(سرکاري وکیل ' پولیس ' اور مجسٹریٹ)

(۲۱) قبل اسکے کہ میں اپنا بیان ختم کروں ' اپنے اُن هم وطن بھائیوں کي نسبت بهي ایک دو جملے کہونگا ' جو اس مقدمہ میں میرے خلاف کام کر رہے هیں -

میں نے اوپر کہیں کہا ہے کہ " سي - آئی - ڈي کا کام جہالت اور شرارت دونوں سے مرکب ہوتا ہے" یہ میں نے اس ذاتي علم کي بنا پر کہا جو بے شمار مقدمات کي نسبت مجھے حاصل ہے - تاہم میں تسلیم کرتا ہوں کہ سي - آئی - ڈي کے جن آدمیوں نے میرے خلاف شہادت دي ہے ' اُنہوں نے اُس اعتماد کے سوا جو اپنے کام پر ظاہر کیا ہے ' کوئي بات بھي غلط نہیں کہی ہے -

میري تقریریں جو پیش کیگئي ہیں' ان میں بھي میں کوئي بات شرارت کي نہیں پاتا - جسقدر انکے اغلاط اور نقایص ہیں' غالباً صرف ناقابلیت کا نتیجہ ہیں - ایک دو مقامات ایسے ہیں جنکي نسبت خیال کیا جاسکتا ہے کہ دانستہ خراب کرکے دکھلاے ہیں - مثلاً جہاں جہاں میں نے لوگوں کو با امن رہنے ' ہڑتال نہ کرنے ' ہر طرح کے مظاہرات سے مجتنب رہنے کي تلقین کي ہے ' وہ بقیہ حصوں سے بھي زیادہ اُلجھے ہوے اور بے ربط ہیں - متعدد مقامات پر " امن " کو " ایمان " کردیا ہے جو وہاں بالکل بے ربط ہے - تاہم میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھي قاعدہ کے نقص اور ذاتي ناقابلیت کیوجہ سے ہے نہ کہ شرارت سے -

البتہ میرا یقین ہے کہ انہوں نے اپنے کام پر جو اعتماد ظاہر کیا ہے' اور جس غرض سے یہ کام انجام دیا ہے ' وہ ضرور معصیت ہے - لیکن ساتھہ ھي مجھے اُنکی کمزوري بھي معلوم ہے - وہ محض چند روپیوں کي نوکري کیوجہ سے ایسا کر رہے ہیں' اور اتنا قوي ضمیر نہیں رکھتے کہ سچائي کو ھر بات پر ترجیح دیں- پس میرے دل میں انکے لیے کوئی رنج اور ملامت نہیں ہے - میں اس کام کیلیے اُنہیں معاف کرتا ہوں ' اور دعا کرتا ہوں کہ خدا بھی معاف کردے -

پبلک پراسیکوٹر بھي جو ان مقدمات میں کام کر رہا ہے ' میرا ایک ھم وطن بھائي ہے - اسکي ضمیر یا راے میرے سامنے نہیں ہے - محض مزدوري ہے ' جو اس کام کیلیے وہ گورنمنٹ سے حاصل کرتا ہے - پس اسکي طرف سے بھي میرے دل میں کوئي رنج نہیں - البتہ میں ان سب کے لیے وھي دعا مانگونگا جو پیغمبر اسلام نے ایک موقعہ پر مانگي تھي : " خدایا ! ان پر راہ کھول دے ' کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ کیا کر رہے ہیں ؟ "

(فاقض ما انت قاض !)

میں مجسٹریٹ کي نسبت بھي کچھہ کہنا چاھتا ھوں - زیادہ سے زیادہ سزا جو اسکے اختیار میں ھے، بلا تامل مجھے دیدے - مجھے شکایت یا رنج کاکوئي احساس نہ ھوگا - میرا معاملہ پوري مشینري سے ھے - کسي ایک پرزے سے نہیں ھے - میں جانتا ھوں کہ جب تک مشین نہیں بدلیگي ، پرزے اپنا فعل نہیں بدل سکتے -

میں اپنا بیان اٹلي کے قتیل صداقت گارڈینیو برونو کے لفظوں پر ختم کرتا ھوں، جو میري ھي طرح عدالت کے سامنے کھڑا کیا گیا تھا :

" زیادہ سے زیادہ سزا جو دي جاسکتي ھے ، بلا تامل دیدو - میں یقین دلاتا ھوں کہ سزا کا حکم لکھتے ھوے جسقدر جنبش تمھارے دل میں پیدا ھوگي ، اُسکا عشر عشیر اِضطراب بھي سزا سنکر میرے دل کو نہ ھوگا "

(خـــاتمـــہ)

مسٹر مجسٹریٹ ! اب میں اور زیادہ وقت کورٹ کا نہ لونگا - یہ تاریخ کا ایک دلچسپ اور عبرت انگیز باب ھے ، جسکي ترتیب میں ھم دونوں یکساں طور پر مشغول ھیں - ھمارے حصہ میں یہ مجرموں کا کٹھرا آیا ھے - تمھارے حصہ میں وہ مجسٹریٹ کي کرسي - میں تسلیم کرتا ھوں کہ اس کام کیلیے وہ کرسي بھي اُتني ھي ضروري چیز ھے ، جسقدر یہ کٹھرا - آؤ ، اِس یادگار اور افسانہ بننے والے کام کو جلد ختم کردیں - مورخ ھمارے اِنتظار میں ھے، اور مستقبل کب سے ھماري راہ تک رھا ھے - ھمیں جلد جلد یہاں آنے دو ، اور تم بھي جلد جلد فیصلہ لکھتے رھو - ابھي کچھہ دنوں تک یہ کام جاري رھیگا - یہانتک کہ ایک دوسري عدالت کا دروازہ کھل جاے - یہ خدا کے قانون کي عدالت ھے - وقت اُس کا جج ھے - وہ فیصلہ لکھیگا ، اور اُسي کا فیصلہ آخري فیصلہ ھوگا ! و الحمد للہ اولا و اخرا -

احمـــد

۱۱ - جنوري سنہ ۱۹۲۲ع

پریسیڈنسي جیل - علي پور ـــ کلکتہ

آخــــري پيشــــي

(۹ - فروري سنه ۱۹۲۲ع)

صـــرف ایک ســـال قیـــد با مشقت !

" یـہ اُس سے بہت کم ھے جس کا میں متـــوقع تھا ! "

۹ - فروري سے پہلے مولانا کي جانب سے حسب ذیل اُمور کا زباني اور بذریعہ اخبار اعلان کیا گیا :

(۱) ۹ - فروري کو کوئي شخص عدالت کي کارروائي دیکھنے کیلیے نہ آے - نہ کسي طرح کا ھجوم سڑکوں پر ھو -

(۲) یہ یقیني ھے کہ اُنہیں سزا کا حکم سنایا جائیگا - پبلک کو چاھیے کہ پورے صبر و سکون کے ساتھہ اسکي منتظر اور متوقع رھے - کوئي ھڑتال- نہیں ھوني چاھیے - نہ کسي طرح کا غیر معمولي مظاھرہ کرنا چاھیے -

(۳) ۹ - کو لوگ جیل کي طرف بھي ھجوم نہ کریں - اور نہ اُنہیں دیکھنے کیلیے جد و جہد کریں - صرف اپني معمولي روزانہ جد و جہد جاري رکھیں ، اور جہانتک ممکن ھو اسکي سرگرمي بڑھائیں -

بعض کارکنان خلافت و کانگرس نے غلطی سے کارخانوں اور سرکاري محکموں میں کام کرنے والوں کو ھڑتال کے ارادے سے نہیں روکا تھا اور خاموشی اختیار کرلی تھی - ۷ - کو جب مولانا کو معلوم ھوا تو اُنہوں نے فوراً رکوادیا ، اور ھر جگہہ یہ بات پہنچا دي گئی کہ جو شخص انکے لیے کچھہ کرنا چاھتا ھے ، اُس کے اظہار محبت و عقیدت کی صرف یہی راہ ھے کہ والنٹیر بن جاے اور جیل جانے کیلیے طیار ھو جاے - ھڑتال اور مظاھرہ نہ صرف اصول کے خلاف ھے ، بلکہ مقاصد کیلیے مضر بھی ھے -

اگرچہ یہ تمام کارروائیاں علانیہ ہو رہی تھیں - افسران جیل کی موجودگی میں وہ تمام پیغامات دیتے تھے اور لکھواتے تھے' اور پھر اخبارات میں بھی شائع ہو جاتے تھے ' لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ارکان حکومت کو اطمینان نہ تھا -

مولانا اور مسٹر داس کے مقدمات میں عدالت کی جانب سے پے درپے التواء کیا گیا - گورنمنٹ کا تذبذب اور اضطراب بھی برابر ظاہر ہوتا رہا - نیز راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کی تجویز اور نام نہاد مصالحت کی کارروائیاں بھی جاری رہیں - ان تمام اسباب سے پبلک کو یہ توقع ہوگئی تھی کہ شاید اُنہیں رہا کردیا جائے - زیادہ تائید اس بات کی کلکتہ اور بنگال کی مخصوص حالت سے بھی ہوتی تھی جس کی طرف سے مقامی گورنمنٹ کی تشویش روز بروز بڑھتی جاتی تھی ' اور بار بار یہ افواہیں مشہور کی جاتی تھیں کہ بہت جلد اُنہیں رہا کردیا جائیگا - گورنمنٹ کو بڑی تشویش مزدوروں کے ہڑتال سے تھی - علی الخصوص خضر پور ڈک کے مزدوروں اور شہر کے تمام خانساموں وغیرہ سے جو پندرہ بیس ہزار کی تعداد میں ہوٹلوں اور انگریزوں کے پرائیوٹ مکانوں میں کام کرتے ہیں - اُن کا ایک دن کیلیے بھی ہڑتال کرنا تمام انگریزی آبادی کی زندگی دشوار کردے سکتا ہے - اسی طرح ڈک کے مزدوروں کی جماعت بھی ایک ایسی جماعت ہے جو اگر کام چھوڑدے تو اس کا کام ایک دن کیلیے بھی دوسرے آدمی نہیں چلا سکتے - تمام تجارت اور مال کی درآمد برآمد اسی پر موقوف ہے -

خانساموں اور ڈک کے مزدوروں کی باقاعدہ یونین قائم ہے - دونوں نے فی الواقع ہڑتال کا ارادہ کرلیا تھا - ڈک کے مزدور تو انکی گرفتاری پر ہڑتال کر بھی چکے تھے - لیکن کانگریس کمیٹی نے بہ مشکل سمجھا بجھا کے کام پر لگایا -

اسی طرح تمام سرکاری کالجوں کے طلبا کی نسبت بھی گورنمنٹ کا خیال تھا کہ بمجرد اعلان سزا کے کالجوں سے نکل آئینگے - انھی اسباب سے فیصلہ میں تاخیر کی جارہی تھی -

لیکن مولانا نے ۷ - کو ایک پیغام تمام اخبارات میں اس مضمون کا شائع کرایا کہ اُنکے مقدمہ کی نسبت کوئی غلط توقع لوگ نہ باندھہ لیں - یہ قطعی ہے کہ

اُنہیں سزا دی جائیگی - لوگوں کو چاھیے کہ پورے نظم و سکون کے ساتھہ اُسکے سننے کیلیے طیار رھیں - ھڑتال وغیرہ کیلیے اُنہوں نے کہا کہ " ھم ایک سال سے کہتے آئے ھیں کہ کامیابی اسی پر موقوف ھے کہ خاموشی کے ساتھہ لوگ گرفتار ھوجائیں - چنانچہ ھزاروں آدمیوں نے اپنے تئیں گرفتار کرادیا - اب جب ھم خود گرفتار ھوے ھیں تو ھمیں بھی اپنے لیے وھی پسند کرنا چاھیے جو ھم نے دوسروں کیلیے پسند کیا تھا - یہ نہایت افسوس ناک غلطی ھوگی اگر ھماری سزا یابی کیلیے ھڑتالیں کی گئیں ' یا ھمیں چھوڑ دینے کیلیے کسی ایک ھندوستانی نے بھی کام چھوڑا "

اس پیغام نے نہایت تعجب انگیز اثر پیدا کیا جسکی خود گورنمنٹ کو بھی توقع نہ تھی - تمام لوگ جو جوش و اضطراب میں بے قابو ھو رھے تھے ' پتھر کی طرح اپنی اپنی جگھہ جم گئے - ھڑتال کا اِرادہ بالکل فسخ کردیا گیا - اور ۹ - کو عدالت اور جیل میں بھی کسی طرح کا ھجوم نہیں ھوا -

با ایں ھمہ گورنمنٹ کے ارکان مطمئن نہ تھے اور دیکھہ رھے تھے کہ گیارہ بجے کے بعد کیا صورت پیش آتی ھے ؟ اسلیے گیارہ بجے تک جیل میں کوئی خبر نہیں دی گئی کہ کارروائی کہاں ھوگی ؟ کورٹ میں یا جیل میں ؟ جب گیارہ بج چکے اور کسی طرح کی بھیڑ عدالت میں نہیں ھوئی ' تو مولانا طلب کیے گئے - بارہ بجے وہ پہنچے - اُسوقت ایک مقدمہ کی کارروائی ھورھی تھی - لیکن مجسٹریٹ نے عارضی طور پر اُسے ملتوی کرکے مولانا کو طلب کیا - اور فیصلہ سنایا - فیصلہ یہ تھا کہ ایک برس قید با مشقت -

مولانا نے فیصلہ سنکر مجسٹریٹ سے مسکراتے ھوے کہا " یہ تو اُس سے بہت کم ھے جسکی مجھے توقع تھی ! " مجسٹریٹ ھسنے لگا اور مولانا برامدے میں واپس آگئے -

یہاں کورٹ انسپکٹر موجود تھا جو اُنہیں اپنے آفس روم میں لے گیا اور کہا مجھے آپ معاف کرینگے اگر میں چند منٹ آپکو یہاں بٹھاؤں اور ضابطہ کی کارروائی انجام دیدوں - مولانا نے کہا میں یہ " چند منٹ " ایک سال با مشقت

میں شمار نہ کرونگا - یہاں اُس نے سزا کے رجسٹر میں حسب قاعدہ اُنکا نام، ولدیت عمر، حلیہ، قد، اور دستخط کا اندراج کرلیا - اُسکے بعد وہ جیل کی گاڑي میں مسلح پولیس کے ساتھہ روانہ کردیے گئے -

اس طرح کامل ساتھہ دن کے بعد یہ کہاني ختم ہوگئي - اور جس شخص کو ایک دن کیلیے بھي قید کرنا گورنمنٹ کیلیے آسان نہ تھا، اور بغیر اسکے ممکن نہ تھا کہ لاکھوں انسانوں کے اضطراب پر غلبہ حاصل کیا جاے، وہ اس آسانی اور خاموشي کے ساتھہ ایک برس کیلیے قید خانے میں بھیجدیا گیا ! یہ فی الحقیقت نوان کواپریشن کے نظم و طاقت کا ایک حیرت انگیز ثبوت ہے !

عدالت کا فیصلہ (جیساکہ توقع تھي) نہایت مختصر ہے - نہ تو استغاثہ کي تشریح کي گئي ہے، نہ الزام کے اثبات کے وجوہ و دلائل بیان کیے ہیں - حتی کہ یہ بات بھي اُس سے معلوم نہیں ہوسکتي کہ ملزم نے کن الفاظ کے ذریعہ ۱۲۴ - الف کا ارتکاب کیا ہے ؟ اور کیونکر اسکي تقریریں اس دفعہ کے ماتحت آتي ہیں ؟ البتہ اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ ملزم نے تقریروں کے تمام وہ حصے تسلیم کرلیے جو گورنمنٹ کے متعلق تھے - مگر وہ کیا ہیں ؟ ان پر کوئي توجہ نہیں کي گئي - بہتر یہ تھا کہ سزا کي بنیاد اسي بات پر رکھدي جاتي کہ ملزم نے نہایت صفائي کے ساتھہ اپنے " مجرم " ہونے کا بار بار اظہار کیا ہے اور تسلیم کیا ہے کہ بحالت موجودہ آزادي اور حق کا مطالبہ ہی جرم ہے !

نقل و ترجمہ فیصلۂ عـــدالت

مقدمہ نمبری ۲۸ - سنہ ۱۹۲۲

قیصـــر هنـــد

بنام

محي الدین احمد عرف مولانا ابوالکلام آزاد

فیصلـــہ

اس مقدمہ میں مولانا ابوالکلام آزاد زیر دفعہ ۱۲۴ - الف تعزیرات هند مجرم قرار دیے جاتے هیں ' کیونکہ اُنھوں نے پہلي جولائي سنہ ۲۱ - کو مرزا پور اسکوائر کلکتہ میں مسئلۂ خلافت' پنجاب ' اور آزادي وطن کے مضامین پر' اور نیز ۱۵ - جولائي سنہ ۲۱ - کو اُسي مقام پر مسئلہ ترک موالات وغیرہ پر اُردو میں تقریر کرتے هوے' ایسے الفاظ استعمال کیے' جن کے ذریعہ گورنمنٹ قائم شدہ بروے قانون کے خلاف لوگوں میں نفرت و حقارت پھیلانے کي کوشش کی -

اِستغاثہ کي طرف سے جو شہادتیں پیش هوئي هیں ' اُن سے حسب ذیل واقعات ثابت هوتے هیں : مسٹر گولڈي ڈپٹي کمشنر پولیس اسپیشل برانچ نے یہ اطلاع پاتے هي کہ یکم جولائی کو مرزا پور پارک میں کوئي جلسہ هونیوالا هے ' اپنے اُردو شارٹ هینڈ رپورٹر ابو اللیث محمد ' انسکٹر ایس - کے - گھوسال سب انسپکٹر محمد اسمعیل' اور ایس - سي کر کو جلسہ کي کار روائي اور تقریروں کے نوٹ لینے کے لیے متعین کیا -

افسران مذکور جلسہ میں شریک هوے - اُنھوں نے تمام کار روائي اور تقریروں کے نوٹ لیے - ان میں ملزم کي تقریر بھي هے جو اُس جلسہ کے صدر تھ - جلسہ میں تقریباً بارہ سو آدمیوں کا اجتماع تھا - جلسہ کا مقصد خلافت کے تین مبلغ : سعید الرحمن ' اجودھیا پرشاد ' اور جگدمبا پرشاد کي گرفتاري کے خلاف صداے احتجاج بلند کرنا تھي -

منجملہ اور مقرروں کے ملزم نے بھی اُردو میں ایک طویل تقریر کی -
اُنکی تقریروں کے نوٹ اُردو شارٹ ہینڈ رپورٹر ابواللیث محمد نے اور کچھہ حصے
دوسرے پولیس کے افسروں نے لیئے - یہ نوٹ مسٹر گولڈی کے سامنے پیش ہوے -
اُنھوں نے اُنپر اپنے دستخط ثبت کردیے -

ابواللیث نے اپنا نوٹ صاف کرکے اُسکی نقل مسٹر گولڈی کے پاس
بھیجدی - دوسرے پولیس افسروں نے بھی اپنے اُسی لانگ ہینڈ نوٹ کی ایک
مشترکہ رپورٹ افسر مذکور کے پاس بھیجدی تھی -

۱۵ - جولائی سنہ ۲۱ - کو مسٹر گولڈی نے اُسی اُردو شارٹ ہینڈ رپورٹر
ابواللیث محمد ' انسپکٹر بی - بی - مکرجی ' سب انسپکٹر محمد اسمعیل '
اور ایس - سی کر کو ایک دوسرے جلسہ کی کارروائیوں اور تقریروں کے نوٹ لینے
کے لیے متعین کیا - جو اسی مقام پر ہونے والا تھا -

ملزم حاضرین جلسہ میں تھے - اُنھوں نے مذکورۂ بالا خلافت کے تین مبلغین :
سعید الرحمن ' - جگدمبا پرشاد اور اجودھیا پرشاد ' کی سزا یابی کے خلاف اُردو میں
تقریر کی ' اور لوگوں کو اس بات کی تلقین کی اور شوق دلایا کہ وہ بھی انکی پیروی
کریں اور جیل جائیں - جلسہ میں ۱۰ - ہزار کا مجمع تھا - ابواللیث نے ملزم
کی تقریر کے نوٹ اُردو شارٹ ہینڈ میں لیے - اور دوسرے افسروں نے اُنکے کچھہ
حصے لانگ ہینڈ میں لیے -

ابواللیث نے اپنا نوٹ صاف کرکے اسکی نقل ' اور دیگر افسروں نے ایک
مشترکہ رپورٹ مسٹر گولڈی کے سامنے پیش کردی -

ابواللیث کی اُردو کی دونوں نقلوں کا ترجمہ سرکاری مترجم مسٹر باما چرن
چٹرجی نے کیا ہے - مسٹر گولڈی نے نقل اور ترجمہ ملنے کے بعد ملزم کی مذکورہ
تقریروں کے خلاف دفعہ ۱۲۴ - الف کے ماتحت گرفتار کرنے کی درخواست گورنمنٹ
آف بنگال سے کی - اور ۲۲ - دسمبر سنہ ۱۹۲۱ - کو سینکشن حاصل کیا -

اسنے اس سینکشن کی تصدیق بھی کردی ہے -

ابوالليث اور دوسرے افسروں نے حلفيه بيان كيا هے كه جو نوٹ انهوں نے ليے هيں' اور جو مشتركه رپورٹ انهوں نے داخل كى هے' وه درست اور سچي هيں -

باما چرن چٹرجي نے بهي حلفيه بيان كيا هے كه دونوں نقلوں كا جو ترجمه اسنے كيا هے ' وه صحيح اور اصلي هے - لهذا كوئي وجه نهيں كه ميں انكي سچائي ميں شبهه كروں -

ملزم نے ايک طويل بيان داخل كيا هے جو گورنمنٹ كي برائيوں كي داستان سے پر هے - اسميں نهايت تشريح كے ساتهه ان تمام كارروائيوں كو دكهايا هے جنكي وجه سے وه گورنمنٹ كو " ظالم گورنمنٹ " كے نام سے تعبير كرتا هے' اور نيز اپني ان تمام كارروائيوں كا ذكر كيا هے جو ان غير قانوني كارروائيوں كے خلاف اُس نے كي هے - وه كهتا هے كه اُسكي تقريروں كى نقل بالكل ناقص' غلط ' اور مسخ شده هے' اور محض بے جوڑ اور بعض مقامات پر بے معني جملوں كا مجموعه هے - ليكن بهر كيف وه اُن تمام حصوں كو تسليم كرتا هے جنميں گورنمنٹ كي نسبت خيالات كا اظهار كيا گيا هے - يا پبلک سے گورنمنٹ كے خلاف جد و جهد كي اپيل كي گئي هے -

ميں نے نهايت احتياط سے يه تقريريں پڑهي هيں اور انپر كامل غور و خوض كے بعد اس نتيجه پر پهنچا هوں كه يه باغيانه هيں -

اور يه كه ملزم نے ان تقريروں كے ذريعه گورنمنٹ قائم شده از روے قانون كے خلاف نفرت و حقارت پهيلا نے كي كوشش كي -

ميں ملزم كو حسب دعوى استغاثه مجرم پاتا هوں - اور زير دفعه ۱۲۴ - الف تعزيرات هند ايک سال قيد با مشقت كي سزا ديتا هوں -

(دستخط) ٹي - سوينهو

چيف پريسيڈنسي مجسٹريٹ - كلكته

۹ - فروري سنه ۱۹۲۲

﴿ ۱ ﴾

(از پیغام ۹ - دسمبر سنہ ۱۹۲۱ع)

آخري منزل کے آثار پھر شروع ہوگئے

بازہواے چمنم آرزوست

وقت آگیا ہے کہ اسلام اور ملک کا ہر فرزند بھي

آخري آزمائش کے لیے طیار ہوجاے

وکم من فئة قلیلة ' غلبت فئة کثیرة باذن الله ' والله مع الصابرین !

" کتني ہي چھوٹي اور کم تعداد جماعتیں ہیں ' جو الله کے حکم سے بڑي تعدادوں پر غالب آگئیں ؟ مگر شرط کامیابي صبر ہے - کیونکہ الله صبر کرنے والوں ہي کا ساتھہ دیتا ہے ! "

مقدمۂ کراچي کي گرفتاریوں کے بعد حیراني و درماندگي کي جو خاموشي چھا گئي تھي ' بالاخر ٹوٹي اور گورنمنٹ نے آخري حملے کے لیے ہتیار اُٹھا لیے - وہ اب ایک نئي شان کے ساتھہ آگے بڑھي ہے - اُس میں طاقت سے زیادہ طیش ہے ' اور طیش کے ساتھہ غصہ کي گھبراہٹ بھی مل گئي ہے - وہ گویا ضبط کرتے کرتے اُکتا گئي - اب حریف کي طرح مقابلہ نہیں کرے گي - غیظ و غضب میں بھرے ہوے آدمي کي طرح ٹوٹ پڑیگی - بنگال ' آسام ' یوپي ' دہلي ' اور پنجاب میں والنٹیر کورز توڑ ڈالي گئي ہیں - خلافت اور کانگریس کمیٹیوں کے دفتروں پر چھاپے مارے گئے ہیں - عہدہ داروں کو بے دریغ گرفتار کیا جا رہا ہے - اکثر حالتوں میں سفید ٹوپي اور گاڑھے کا لباس گرفتاري کیلیے

کافي جرم هے - بنگال و آسام میں صرف پولیس افسروں کي مرضي کا نام حکومت اور قانون هے - کلکته کي سڑکوں پر بے شمار آدمي گرفتار کرلیے گئے جو گاڑھا پہنے هوے تھے ' یا چاند اور تارے کا نشان اُن کي ٹوپي پر تھا - جلسوں کی ممانعت کا آرڈر بھی هر جگهه نافذ کردیا گیا هے - گرفتاریاں بھی آخري حد تک پہنچ گئي هیں - پنجاب میں لاله لاجپت راے جی اور اُن کے ساتهه چار اعلی عهده داران کانگریس گرفتار کرلیے گئے - جس کے صاف معنی یه هیں که گورنمنٹ تحریک کے بڑے بڑے لیڈروں کو گرفتار کرلینے کے لیے طیار هوگئی هے - گذشته دو هفته کے اندر وائسراے اور گورنر بنگال کی طرف سے بار بار اعلان بھی هوچکا هے که اب گورنمنٹ کی جانب سے کسی طرح کی کوتاهی نه هوگی -

(بے بسـي کا غصـه !)

۱۷ - تاریخ کی فتح مند هڑتال اور پرنس آف ویلز کے ورود کے کامیاب بائیکاٹ نے گورنمنٹ کو بے بس کردیا - بے بسي نے اب غیظ و غضب کي صورت اختیار کرلی هے - گورنمنٹ صاف صاف کہه رهی هے که آیندہ هڑتال کو روکا جائیگا - کلکته میں پولیس پورا زور لگا رهی هے که لوگ سہم جائیں اور هڑتال نه هوسکے - سول گارڈ کا قیام خلافت والنٹیرز کا جواب هے ' اور اس ذریعه سے تمام آبادي کو مرعوب کیا جا رها هے -

والنٹیر کورز کو توڑ کر ' جلسوں کی ممانعت کرکے ' اور کارکنوں کو کثرت کے ساتهه گرفتار کرکے گورنمنٹ چاهتی هے که تحریک کا خاتمه کردے - اس نے خیال کیا هے که تحریک کی هستی اور تبلیغ کے صرف تین هی ذریعے هیں : والنٹیرز ' جلسے ' لیڈر - ان سب پر به یک وقت وار کرکے وہ اپنے کام سے پوري طرح فارغ هو جائیگي -

(تشدد اور برداشت کا مقابله)

هم نے گورنمنٹ کے تشدد کا همیشه استقبال کیا ' هم نے صرف استقبال هی نہیں کیا بلکه آرزوئیں کی - گورنمنٹ نے کرانچی رزولیوشن کو جرم قرار دیا ' تو

هم میں سے هزاروں دلوں نے منتیں کیں کہ اُنہیں بھی گرفتار کرلیا جاے - لیکن گورنمنٹ برابر قدم اُٹھا کے پیچھے ھي هٹتي رهی - اب پھر اُس نے قدم بڑھایا ھے - هم اُس کا ' اُسکے تمام ساز و سامان کا ' اُس کے هر طرح کے جبر و تشدد کا ' اُس کے زیادہ سے زیادہ غیظ و غضب کا ' اُس کے اس آخري اعلان جنگ کا پوري آمادگي و قبولیت کے ساتھ استقبال کرتے هیں ' اور همارا اعلان ھے کہ هم آخر تک میدان کو پیٹھ نہ دکھلائیں گے -

اب جبر و تشدد اور برداشت میں آخري مقابلہ شروع هوگیا ھے - فتح اس کي هوگي جو زیادہ طاقتور هوگا اور زیادہ دیر تک میدان میں ٹک سکے گا - اگر گورنمنٹ کي طاقت ملک کے برداشت سے زیادہ ھے' تو جیت اُس کي ھے - اگر ملک کي برداشت گورنمنٹ کي طاقت سے زیادہ ھے تو ملک کي فتح مندي کو کوئي طاقت روک نہیں سکتي -

(آخري منزل اور همارا فرض)

اگر سچ مچ گورنمنٹ کا یہ آخري وار ھے ' تو هم کو بھي سمجھہ لینا چاهیے کہ " سفر کي آخري منزل " آگئي ' اور اسلیے هم کو بھي آخري آزمائش کے لیے طیار هوجانا چاهیے - هم نے دو سال سے جس قدر اعلان کیے هیں ' اب وقت آگیا ھے کہ اُن میں سے هر اعلان اپني حقیقت کے لیے مطالبہ کرے - هم نے دو سال سے جس قدر دعوے کیے هیں ' وقت آگیا ھے کہ اُن میں سے هر دعوا اپني سچائي کا دنیا کو یقین دلا دے - هم دو سال سے جو کچھہ کہہ رھے هیں' وقت آگیا ھے کہ دنیا کو کرکے دکھلا دیں - هم نے ایمان کا اعلان کیا ھے - هم نے خدا پرستي کا دعوی کیا ھے - هم نے سر فروشي اور جانستاني کا نعرہ لگایا ھے - هم نے قرباني و جانبازي کا هزاروں لاکھوں مرتبہ نام لیا ھے - هم نے حق پرستي کے عہد کیے هیں ' اور اسلام اور ملک سے عشق و محبت کا پیمان وفا باندھا ھے - هم نے نامردي اور بزدلي کي همیشہ حقارت کي - هم نے حق سے منہہ موڑنے اور خدا کو پیٹھہ دکھلانے پر لعنتیں بھیجیں - هم اُن پر هنسے جو تکلیفوں اور مشکلوں سے گھبرا گئے - هم نے اُن کي بدبختي و محرومي سے پناہ مانگي جو وقت پر اپنے دعووں میں پورے

نہ اُترے - ہم نے خدا کا نام لیا ' اور اُسکي شریعت کے حکموں کي اطاعت کي راہ میں قدم اُٹھایا - ہم نے خود ہي اپنے ایمان و نفاق کے لیے معیار بنادیا ' اور ہم نے تمام دنیا کو دعوت دي کہ وہ ہم میں سے مومنوں کو منافقوں میں سے چن لے - ہم نے کہا کہ ایمان کي گھڑي ہے اور اسلام کا فیصلہ ہے - پس مومن وہ ہے جو وقت کا فرض انجام دے ' اور منافق وہ ہے جو وقت پر پیٹھ دکھلا دے : یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ ' فاما الذین اسودت وجوھھم ' اکفرتم بعد ایمانکم ' فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون - و اما الذین ابیضت وجوھھم ' ففي رحمت اللہ ' ھم فیھا خالدون !

یہ سب کچھہ ہم نے اپني مرضي اور اپني طلب سے کیا - خدا اور اس کے فرشتے ہماري زبانوں اور ہمارے دلوں پر گواہ ہیں - پھر اگر آج آزمایش کي گھڑي آگئي ہے اور منزل سامنے ہے جس کے لیے ہم اس قدر دعوے کرچکے ہیں ' تو کیا ہم عین وقت پر اپنے تمام دعوے بھلا دینگے ؟ کیا اپنے تمام اعلان واپس لے لیں گے ؟ کیا ہمارا دعوا دھوکا ثابت ہوگا ' اور ہمارا اعلان محض فریب کا تماشا ہوگا ؟ کیا ہم نے جو کچھہ کہا وہ جھوٹ تھا ؟ اور ہم نے اپنے ایمان اور حق کے لیے جو کچھہ سمجھا وہ دھوکا تھا ؟ کیا ہم خدا اور اس کي سچائي سے منھہ موڑاینگے ؟ کیا ہم ایمان کي اس سب سے چھوٹي آزمائش میں بھي پورے نہ اُترینگے ؟ کیا مشکلیں ہم کو ہرا دینگي ؟ تکلیفیں ہمیں ڈرا دینگي ؟ اور گرفتاریوں کا ہراس ہمارے ایمان پر غالب آ جائیگا ؟

دنیا ہماري طرف تک رہي ہے - تاریخ کے صفحات ہمارے انتظار میں ہیں - ہزاروں لاکھوں شہیدان ظلم کي نگاہیں ہم پر لگي ہوئي ہیں - سمرنا اور ایشیاے کوچک کي خون آلود سرزمین سے ہمارے لیے صدائیں اُٹھہ رہي ہیں اور ہندستان کي پامال سرزمین کا ایک ایک ذرہ ہماري کھوج میں ہے - کیا ہمارا وجود ان سب کے لیے مایوسي ہوگا ؟ کیا ہماري نامرادي و بدبختي کي سرگزشتیں لکھي جائینگي ؟ کیا تاریخ کو ہم صرف اپني منحوس ناکامي ہي کي کہاني دے سکتے ہیں ؟ کیا آنے والي نسلوں کي زبان پر ہمارے لیے صرف نفرتیں اور لعنتیں ھي

هوسکتی هیں ؟ کیا هم دنیا کو اس بات کیلیے چھوڑدینگے که هماري ایمان سے محرومي اور همت سے تہی دستی پرگواهی دے ؟

آه ' یهي گهڑیي هے جو اس کا فیصله کرے گي - یهي وقت هے جو همیشه کے لیے هماري فتح و شکست کا فیصله لکهه دےگا - آؤ ' اپني قسمت کي تعمیر کریں - اپني عزت و اقبال کو ڈوبنے سے بچالیں - اپني فتح کو شکست کے لیے نه چھوڑدیں - اسلام کے دامن کے لیے دهبه نه بنیں جوکبهي محو نه هو - هندوستان کي آزادي اور نجات کي اُمید تاراج نه کردیں ' جو صدیوں تک واپس نه ملسکے !

(راه عمل)

همارے کام کا راسته بالکل صاف هے - هماري کامیابي کے لیے کوئي روک نهیں - یقیناً خدا کي رحمتوں نے همارا ساتهه دیا ' اور هم پر ایسي راه عمل کهول دي که جب تک هم خود اپنے کو شکست نه دینا چاهیں ' کوئي همیں شکست نهیں دے سکتا -

هم نے اول دن هي سے قرباني اور استقامت کا اعلان کیا هے - " قرباني " سے مقصود یه هے که مقصد کي راه میں هرطرح کي تکلیف و مصیبت جهیلتے رهنا - " استقامت " سے مقصود یه هے که راه میں جمے رهنا اورکبهي اس سے منه نه موڑنا -

پهر بتلاؤ ' گورنمنٹ یا گورنمنٹ سے بهي کوئي بڑي طاقت اس کے مقابلے میں کیا کرسکتي هے ؟ کیونکر وه همیں روک سکتي هے ؟ اورکس طرح هم پر غالب آسکتي هے ؟ فوج هو تو اُسے شکست دي جاے ' قلعے هوں تو اُنهیں ڈها دیا جاے ' دیواریں هوں تو اُنهیں گرا دیا جاے ' هتیار هوں تو اُنهیں چهین لیا جاے - لیکن جو قوم قربان هونے اور مٹنے کے لیے طیار هوگئي هو اور صرف قربان هونا اور جان پر کهیل جانا هي اُسکي فوج اور هتیار هو ' اُس کا مقابله کس چیز سے کیا جائیگا ؟ جسموں کو مارا اور هتیاروں کو چهینا جاسکتا هے ' لیکن دلوں کے عشق اور روحوں کے ایمان کے لیے نه کوئي کاٹ هے ' نه کوئي آگ -

اچھا ' اب ایک ایک چیز کو گنو ' اور سونچو کہ ھمارے مقابلے میں کون کون سي طاقت لائي جاسکتي ھے ؟

گورنمنٹ ڈرانے کے لیے پوري طرح ھیبت ناک ھے - لیکن بے خوفي کے مقابلے میں کیا کریگي ؟

گورنمنٹ احکام نافذ کرکے ھمیں روک دے سکتي ھے - لیکن جن لوگوں نے ٹھان لیا ھو کہ کبھي نہ رکیں گے اور نہ رک کر سب کچھہ جھیل لیں گے ' ان کے مقابلے میں وہ کیا کرے گي ؟

گورنمنٹ گرفتار کرکے قید خانے بھر دے گي - لیکن جو لوگ خود ھي قید ھونے کے ایسے طیار ھیں ' ان کے لیے قید خانے کي نمایش کیا کام دے سکتي ھے ؟

سب سے آخري طاقت ھلاکي اور خونریزي کي طاقت ھے - بلا شبہ فوجیں جمع ھوسکتي ھیں - ھتیار چمک سکتے ھیں - توپیں گرج سکتي ھیں - لیکن جو لوگ موت کے لیے خود ھي طیار ھوچکے ھوں ' ان کے سامنے موت آکر کیا کرلیگي ؟

(ھم کو ھمارے سوا کوئي زیر نہیں کرسکتا)

لیکن ھاں ' جبکہ کرۂ ارضي کي سب سے بڑي مغرور طاقت بھي ھمارا کچھہ نہیں بگاڑ سکتي ' تو ایک طاقت ھے جو ھمیں پل بھر کے اندر پاش پاش کردے سکتي ھے -

وہ کون ھے ؟

وہ خود ھم ھیں ' اور ھماري خوفناک غفلت ھے اگر وہ وقت پر نمودار ھوگئي ھم پر ھمارے سوا کوئي غالب نہیں آسکتا - ھم ایمان اور استقامت سے مسلح ھوکر اتنے طاقتور ھیں کہ دنیا کا سب سے بڑا ارضي گھمنڈ بھي ھمیں شکست نہیں دے سکتا ' لیکن اگر ھمارے اندر اعتقاد اور عمل کي ایک ادنیٰ سي کمزوري اور خامي بھي پیدا ھوگئي ' تو ھم خود آپ ھي اپنے قاتل ھونگے ' اور ھم سے بڑھکر دنیا میں اچانک مٹ جانے والي کوئي چیز بھي نہیں ملےگي -

همکو گورنمنٹ شکست نہیں دے سکتی - پر هماري غفلت همیں پیس ڈالے گي - هم کو فوجیں پامال نہیں کرسکتیں لیکن همارے دل کي کمزوري همیں روند ڈالے گي - همارے دشمن اجسام نہیں هیں - عقائد اور اعمال هیں - اگر همارے اندر ڈر پیدا هوگیا ' شک و شبه نے جگه پالي ' ایمان کي مضبوطي اور حق کا یقین ڈگمگا گیا ' هم قرباني سے جي چرانے لگے ' هم نے اپني روح فریب نفس کے حواله کردي ' همارے صبر اور برداشت میں فتور آگیا ' هم انتظار سے تهک گئے ' طلبگاري سے اُکتا گئے ' هم میں نظم نه رها ' هم اپني تحریک کے تمام دلوں اور قدموں کو ایک راہ پر نه چلاسکے ' هم سخت سے سخت مشکلوں اور مصیبتوں میں بهی امن اور انتظام قائم نه رکهه سکے ' همارے باهمی ایکے اور یگانگت کے رشته میں کوئی ایک گرہ بهي پڑگئي ' غرضکه اگر دل کے یقین اور قدم کے عمل میں هم پکے اور پورے نه نکلے ' تو پهر هماري شکست ' هماري نامرادي ' هماري پامالي ' همارے پس جانے ' همارے نابود هوجانے کے لیے نه تو گورنمنٹ کي طاقت کي ضرورت هے ' نه اس کے جبر و تشدد کي - هم خود هي اپنا گلا کاٹ لینگے ' اور پهر صرف هماري نامرادي کي کہاني دنیا کي عبرت کے لیے باقي رہ جاے گي !

هماري طاقت بیروني سامانوں کي نہیں هے که اُنہیں کهوکر دوبارہ پالیں گے - هماري هستي صرف دل اور روح کي سچائیوں اور پاکیوں پر قائم هے ' اور وہ همیں دنیا کے بازاروں میں نہیں مل سکتیں - اگر خزانه ختم هو جاے تو بٹور لیا جاسکتا هے - اگر فوجیں کٹ جائیں تو دوبارہ بنالی جاسکتي هیں - اگر هتیار چهن جائیں تو کارخانوں میں ڈهال لیے جاسکتے هیں - لیکن اگر همارے دل کا ایمان جاتا رها تو وہ کہاں ملے گا ؟ اگر قرباني و حق پرستي کا پاک جذبه مٹ گیا تو وہ کس سے مانگا جائیگا ؟ اگر هم نے خدا کا عشق اور ملک و ملت کي شیفتگي کهو دي تو وہ کس کارخانے میں ڈهالي جائیگي ؟

(گورنمنٹ کي مخالفت یا اعانت ؟)

گورنمنٹ نے آخري حمله کے لیے هتیار اُٹها لیے - لیکن پهر کیا هوا ؟ کیا هماري شکست ' هماري پامالي ' هماري ناکامیابي کے لیے کوئي بات بهي

دکھلا سکي ؟ یہ الفاظ بھي ٹھیک نہیں - یوں پوچھنا چاھیے کہ کیا وہ کوئي ایک بات بھي ھماري مخالفت میں کرسکي ؟ وہ تو اور زیادہ ھمارا ساتھہ دے رھي ھے - عین ھماري آرزوؤں اور خواھشوں کے مطابق ھمیں کامیابي کي طرف کھینچ رھي ھے -

وہ زیادہ مخالف ھوئي تو اُس نے زیادہ گرفتاریاں شروع کردیں ' لیکن گرفتاریوں ھی کے لیے تو ھم نے اپنا پرو گرام بنایا تھا ؟ وہ زیادہ سختي پر آئي تو اُس نے بڑے بڑے لیڈروں پر بھي ھاتھہ بڑھایا ' لیکن تحریک کي طاقت اور ترقي کے لیے بھي تو ھم اسی بات کے طلبگار تھے ؟ حتی کہ گرفتاریوں کے لیے گورنمنٹ کو بلاوے دیتے دیتے تھک گئے تھے ؟ وہ زیادہ مقابلے میں سرگرم ھوئي تو والنٹیر کورز توڑ ڈالي گئیں ' لیکن یہ تو عین ھماري دستگیري ھے اور سچ مچ کو ھمیں کام پر لگادینا ھے - کیونکہ سول ڈس اوبیڈینس کے لیے ھمیں کسي ایسي ھي بات کي تلاش تھي - ھم کب سے اس موقعہ کے انتظار میں راہ تک رھے تھے ؟ پھر یہ کیسي مخالفت ھے جو عین موافقت کا کام دے رھي ھے ؟ اور کیسا مقابلہ ھے جس کا ھر وار ھمیں ایک نیا ھتیار بخش دیتا ھے ؟ فی الحقیقت یہی ایمان و صبر کی راہ کا معجزہ ھے ' اور یہی وہ راز ھے کہ ایمان اور قربانی کے مقابلے میں طاقت کا سارا ساز و سامان بیکار ھو جاتا ھے - دنیا میں شکست دینے اور مٹانے کے جتنے بھی ھتیار ھیں ' اُن میں سے کوئی ھتیار بھی اس پر غالب نہیں آ سکتا -

(گورنمنٹ کي رھنمائي)

میں سچ سچ کہتا ھوں کہ اس وقت ھماري تحریک کي طاقت اور فتح کے لیے ھمارا بڑا سے بڑا طاقتور دوست اور رھنما بھي ھم پر وہ احسان نہیں کرسکتا تھا جو گورنمنٹ نے خلافت اور کانگرس والنٹیر کورز کو توڑ کر ھم پر کردیا ھے - اُسنے عین وقت پر ھماري مدد کي - وہ ھماري مدد کیوں کرتي ؟ لیکن اُسي کارساز قدرت نے اُس کے ھاتھوں کرائي جو ھمیشہ اپني نیرنگیوں کے اچھنبے دنیا کو دکھلاتا رھتا ھے - ٹھیک ٹھیک یہ اُسي وقت ھوا جبکہ ھم میں سے ھر دل بڑي بیقراري کے

ساتھہ اس کي ضرورت محسوس کررھا تھا - یہ گویا آسمان کي فیاض اور وقت شناس بارش ھے جو نہ توپہلے آئي اور نہ دیرکرکے آئي - ٹھیک اُسي وقت آئي جبکہ تمام کھیت اس کي راہ تک رھے تھے : ومن آیاتہ ان یریکم البرق خوفا و طمعا !

اس وقت تحریک کي کامیابي کے لیے سب سے زیادہ ضروري اور ناگزیر عمل " سول ڈس اوبیڈینس " کا تھا - یعنی اس بات کا تھا کہ سول قوانین کی تعمیل سے انکار کردیا جاے اور قید خانے بھرکر گورنمنٹ کے تشدد کو تھکادیا جاے - اس کي کامیابي کے لیے کامل نظم و امن اور صبر و استقامت کي ضرورت تھي اور نہیں کہا جاسکتا تھا کہ وقت پر اس کي شرطیں پوري ھوسکیں گي یا نہیں ؟

سول ڈس اوبیڈنیس کي دو صورتیں ھیں :

ایک یہ کہ کوئي خاص معین قانون ھو جو ھماري تحریک کے جائز اور با امن کاموں کو جبراً روکتا ھو ، اور صرف اسي کي عدم تعمیل سے کام شروع کیا جاے - یہ صورت محض دفاعي ھے - اور اسلیے سب سے زیادہ محفوظ اور کامیاب ھے - کیونکہ اس میں میدان عمل محدود رھتا ھے ، اور صرف وھي لوگ اس میں آسکتے ھیں جو اچھي طرح اس کے لیے طیار ھوں -

دوسري صورت یہ ھے کہ کوئي ایسا خاص قانون تو سامنے نہ ھو ، مگر عام طور پر تمام سول قوانین کي تعمیل سے انکار کردیا جاے - اس میں زیادہ اولو العزمي اور دلیري ھے کیونکہ یہ دفاعي عمل نہیں ھے - جارحانہ ھے - لیکن ساتھہ ھي بہت نازک اور کٹھن بھي ھے - اس کو صرف دو چار آدمی کرکے نتیجہ نہیں پیدا کرسکتے جب تک بڑي جماعت اور پوري آبادی نہ کرے ، اور ظاھر ھے کہ پوری آبادی کا اس کي مشکلات پر غالب آنا اور تمام شرطوں میں پورا اُترنا آسان نہیں ھے -

آل انڈیا کانگریس کمیٹي نے جب کوئي پہلي صورت سامنے نہ دیکھي تو دوسري صورت اختیار کي - لیکن اس کے لیے ضروري شرطیں بھي ٹھہرا دیں - یہ شرطیں ایسي ھیں جو اسوقت صرف چند خاص مقامات ھي میں پوري ھوسکتي ھیں - اس لیے لوگوں کو مایوسي ھوئي اور تمام کارکن حلقے کام میں شریک نہ ھوسکے -

گورنمنٹ نے کرانچي کا مقدمہ کرکے فوج اور پولیس کا مسئلہ ھمارے لیے پیدا کردیا تھا - ھم طیار ھوگئے کہ اسي سے سول ڈس اوبیڈینس کے مقاصد حاصل کریں - ھم نے پوري طرح کوشش کي اور کوئي دقیقہ اس مسئلہ کے اعلان اور اعتراف میں اُٹھا نہ رکھا ' لیکن گورنمنٹ بہت جلد چونک اُٹھي اور سمجھہ گئي کہ وہ ھم پر وار نہیں کر رھي ھے ' بلکہ ھمارے وار کے لیے خود اپنے کو پیش کر رھي ھے - اس نے فوراً پینترا بدلا ' اور ایک شخص کو بھي کرانچي رزو لیوشن کے تکرار و تصدیق کي بنا پر گرفتار نہیں کیا -

لیکن اب والنٹیر کورز کو خلاف قانون ٹھرا کر اُس نے نعم البدل دیدیا ھے - ھر اعتبار اور حیثیت سے یہ سول ڈس اوبیڈینس کے لیے بہترین راہ کھلي - ھم گورنمنٹ سے اگر کوئي چیز مانگتے ' تو یہي مانگتے جو اُس نے خود بخود دے دي - اس راہ کي ساري دقتیں دور ھوگئیں اور ساري خوبیاں مل گئیں - اب کامیاب اور بے خطر سول ڈس اوبیڈینس یہي ھے کہ والنٹیرز کي جماعتیں از سرنو بھرتي کي جائیں اور گورنمنٹ کو چھوڑ دیا جاے کہ جہاں تک گرفتار کرسکتي ھے ' گرفتار کرتي جاے -

(سب سے بڑا کام)

اب خلافت اور کانگریس کمیٹیوں کے لیے صرف یہي ایک کام بڑا سے بڑا کام ھے - ھر اُس شخص کے لیے جو اسلام اور ملک کي محبت کا دعویدار ھے ' راہ عمل کھل گئي ھے کہ فوراً اُٹھے اور سارے کام چھوڑ کر قومي والنٹیرز میں اپنا نام لکھوادے - اب وقت کي سب سے بڑي خدمت یہي ھوگئي - کل تک ھمارے لیے بہت سے کام تھے ' اور ھر کام خلافت اور سواراج کي خدمت تھا - ھم تقریریں کرتے تھے ' جلسے کرتے تھے ' دوروں میں نکلتے تھے ' خلافت اور کانگریس کمیٹیوں کے عہدوں پر مامور ھوتے تھے ' لیکن آج وہ تمام کام غیر ضروري ھوگئے - صرف یہي ایک کام خلافت اور سواراج کا اصلي کام ھے - اب سب سے بڑا خادم اسلام و ملک وھي ھے جو والنٹیر بن جاے - اور پورے صبر اور استقامت کے ساتھہ اپني ڈیوٹي پر کام کرکے جیل خانے چلا جاے -

(تین شرطیں !)

البتہ تمام کارکنوں کو اچھی طرح سمجھہ لینا چاہیے کہ کامیابی کے لیے تین شرطیں اٹل ھیں - جب تک وہ ان شرطوں کی طرف سے مطمئن نہ ھو جائیں ھرگز ھرگز اس راہ میں قدم نہ اٹھائیں - کام کا کم ھونا برا نہیں ھے ' مگر کام کا بگاڑ دینا نا قابل معافی ھے - اگر اس نازک گھڑی میں ھم نے ذرا بھی غفلت کی ' تو ھم سے بڑھکر ھمارے لیے کوئی مجرم نہ ھوگا -

پہلی شرط " نظم " ھے - جو خلافت یا کانگریس کمیٹی یہ کام شروع کرے ' چاھیے کہ سب سے پہلے اپنی انتظامی قوت کو اچھی طرح دیکھہ بھال لے - انتظام کے لیے تین باتوں کی طرف سے اطمینان ھونا چاھیے :

(۱) تمام مقامی کارکن کسی ایک شخص کے حکموں پر چلتے ھوں ' اور پوری طرح اس کی اطاعت کرتے ھوں - اگر خلافت اور کانگریس کمیٹی کے صدر کو ایسی طاقت حاصل ھے تو یہ منصب اسی کا ھے - اگر ایسا نہیں ھے تو جو شخص ایسا اثر رکھتا ھو ' عارضی طور پر والنٹیر کور کا نظام اس کے ماتحت کردینا چاھیے ' اور تمام کارکنوں کو پوری اطاعت کے ساتھہ اس کا ساتھہ دینا چاھیے -

(۲) مقامی آبادی پر کمیٹی کا پورا پورا اثر ھونا چاھیے - اس کو یقین ھونا چاھیے کہ وہ وقت پر سب کو اپنے قابو میں رکھہ سکے گی -

(۳) انتظام کے قائم رکھنے کے لیے کافی اور ھشیار کارکن ھونے چاھئیں ' تاکہ ھر وقت کام دے سکیں - اُن کو والنٹیرز میں شامل نہ ھونا چاھیے -

دوسری شرط " امن " ھے ' اور یقین کرنا چاھیے کہ اگر ھم امن قائم نہ رکھہ سکے تو ایک لمحہ کے لیے بھی یہ کام کامیاب نہیں ھوسکتا - ھم امن کو گورنمنت کیلیے نہیں چاھتے - خود اپنی کامیابی کے لیے چاھتے ھیں - گورنمنت تاک میں ھے کہ کوئی بات بھی بلوے اور بدنظمی کی ھو جائے ' اور پھر اُس کو قابو پانے کا موقعہ مل جائے - بمبئی کے واقعہ نے بتلادیا ھے کہ انتظام کی غفلت اور غیر ذمہ دار لوگوں کی شرارتوں نے کیسی خوفناک صورت اختیار کرلی ؟ پس چاھیے کہ ھم

سچے دل سے اس شرط پر یقین رکھیں ' اور خدمت دین و ملت کے پاک کام کو بدمعاشوں اور شریروں کی شرکت سے گندہ نہ ہونے دیں - ہم کو پوری ھشیاری اور نگہبانی کے ساتھہ اس کا اطمینان کرلینا چاھیے - اور جب تک اطمینان نہ ھو والنٹیرز کا نیا کام شروع نہیں کرنا چاھیے - یہ اطمینان دونوں جماعتوں کی طرف سے ھونا چاھیے - اُن کی طرف سے بھی جو والنٹیر بنیں ' اور اُن سب کی طرف سے بھی جو والنٹیرز کی قربانیوں اور گرفتاریوں کا نظارہ کریں - دونوں کے دلوں کو ٹٹول لینا چاھیے - دونوں کے دلوں پر امن کی ضرورت نقش کردینی چاھیے - والنٹیر وھی بنے جو گرفتار ھو جانے ' اور پھر بلا جرمانہ دیے ' بلا معافی مانگے ' بلا پیشانی پر بل لاے ' سزا جھیل لینے کے لیے طیار ھو - اسی طرح والنٹیرز کا کام صرف اُسی آبادی میں شروع کیا جاے جو ھر روز اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے عزیزوں کی گرفتاری دیکھے ' لیکن نہ تو اُسے خوف و ھراس ھو - نہ بیجا جوش اور بھڑک - اگر ولولہ اُٹھے تو اُنکی ریس کا - جوش پیدا ھو تو اُن ھی کی طرح خوش خوش قید ھو جانے کا !

تیسری شرط " استقامت " ھے - یعنی قربانی اور جانبازی کی راہ میں قدم اُٹھا کر پھر اس طرح جم جانا کہ نہ تو کوئی طمع ھلا سکے - نہ کوئی خوف ڈراسکے - سمندر کی طرح پر جوش ' پہاڑ کی طرح مضبوط !

تـــزول الجبـــال الـــراسـيـات و قلبـــهم

علـــى العـــهـد لا يلـــوي و لا يتغـــير!

اس شرط کیلیے اور زیادہ کیا کہوں ؟ کامیابیوں کی جڑ ' فتح و مراد کا سرچشمہ ' ایمان کا خلاصہ ' عمل کی روح ' خدا کی رحمت کا وسیلہ اگر ھے تو صرف یہی ھے - اس کے سوا کچھہ نہیں - ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا فلا خوف علیھم و لا ھم یحزنون ! جو خدا پر ایمان لاے اور اُس پر جم گئے ' تو پھر اُنکے لیے نہ تو کسی طرح کا ڈر ھے ' اور نہ کوئی غم !

بیگم صاحبہ مولانا کا تار بنام مہاتما گاندھی

هم ذیل میں بیگم صاحبہ مولانا کا وہ تار درج کرتے هیں ' جو اُنھوں نے مولانا کي سزا یابي کے بعد مہاتما گاندھي کو احمد آباد اور بردولي کے پتوں پر دیا تھا - لیکن سنٹرل ٹیلیگراف آفس کلکتہ نے اُسے روک لیا -

" میرے شوھر مولانا ابو الکلام آزاد کے مقدمہ کا فیصلہ آج سنادیا گیا ' اُنھیں صرف ایک سال قید سخت کي سزا دي گئي - یہ نہایت تعجب انگیز طور پر اُس سے بدرجہا کم ھے جسکے سننے کیلیے هم طیار تھے - اگر سزا اور قید قومي خدمات کا معاوضہ ھے تو آپ تسلیم کرینگے کہ اس معاملہ میں بھي انکے ساتھہ سخت نا انصافي برتي گئي - یہ تو کم سے کم بھي نہیں ھے' جسکے وہ مستحق تھے - میں آپکو اطلاع دینے کي جرأت کرتي هوں کہ بنگال میں جو جگہ انکي خدمات کي خالي هوئي ھے ' انکے لیے میں نے اپني ناچیز خدمات پیش کردي هیں - اور وہ تمام کام بدستور جاري رهینگے جو انکي موجودگي میں انجام پاتے تھے - میرے لیے یہ ایک بہت بڑا بوجھہ ھے لیکن میں خدا سے مدد کي پوري اُمید رکھتي هوں - البتہ انکي جگہ صرف بنگال هي میں خالي نہیں ھے - بلکہ تمام ملک میں ' اور اسکے لیے سعي کرنا میرے دسترس سے بالکل باھر ھے " -

" میں پہلے چار سال تک انکي نظر بندي کے زمانہ میں اپني ایک ابتدائي آزمائش کرچکي هوں ' اور میں کہہ سکتي هوں کہ اس دوسري آزمائش میں بھي پوري اُترونگي - گذشتہ پانچ سال سے میري صحت نہایت کمزور هوگئي ھے ' دماغي محنت سے بالکل مجبور هوں - اسلیے باوجود میري خواهش کے مولانا همیشہ اس سے مانع رھے کہ میں کسي طرح کي محنت اور مشغولیت کے کام میں حصہ لوں - لیکن میں نے ارادہ کرلیا تھا کہ انکي سزا یابي کے بعد مجھے اپني ناچیز هستي کو اداء فرض کیلیے وقف کردینا چاهیے - میں آج سے بنگال پراونشیل خلافت کمیٹي کے تمام کاموں کو اپنے بھائي کي اعانت سے انجام دونگي " -

" اُنھوں نے مجھہ سے کہا ھے کہ اُنکے پر محبت و احترام سلام کے بعد یہ پیغام آپکو پہنچا دوں کہ اسوقت دونوں فریق میں سے کسي فریق کي حالت بھي فیصلہ یا صلح کیلیے طیار نہیں ھے - نہ گورنمنٹ ' نہ ملک ' اسلیے همارے آگے صرف اپنے تئیں طیار کرنے هي کا کام درپیش ھے - بنگال جسطرح آج سب سے آگے ھے آئندہ منزل میں بھي پیش پیش رهیگا براہ عنایت " بردولي تعلقہ " پر بنگال پراونس کے نام کا بھي اضافہ کردیجیے - اور اگر کوئي وقت فیصلہ کا آئے' تو هم لوگوں کي رهائي کو اتني اهمیت نہ دیجیے جتني آجکل دي گئي ھے - رهائي کو بالکل نظر انداز کرکے مقاصد کیلیے شرائط کا فیصلہ کرائیے " -